۷۸٦

بحمد اللہ العزیز العلام کتاب

نور افزائے بصیرت اہل اسلام بکشف حقیقت ازالۃ الاوہام موسوم بہ

افادۃ الافہام

حصۂ دوم

مؤلفہ عالیجناب مولانا حافظ حاجی عفا اللہ مولوی محمد انوار اللہ صاحب

باہتمام احقر الانام محمد اکرام علی

۱۳۲۵ھ

فہرست حصہ دوم افادۃ الافہام

مضامین	صفحہ
بحث متعلق حدیث	۱
کل صحابہ کی تعداد	۱
دعوی نبوت کی تمہید	۴
کل مطالب دین میں تفسیر ضروری ہے	۸
اجماع صحابہ سے متعلق بحث مسئلہ نزول عیسیٰ میں	۱۳
اس مسئلہ میں قول فیصل	〃
انکے اقوال میں تعارض	۱۴
مرزا صاحب کی روایتوں کا حال	۱۶
الٰہی بخش کی تعدیل کنہیالال مراری لال وغیرہ سے کرائی ہیں۔	۱۷
مرزا صاحب کا تفسیروں پر حملہ	۲۰
ق بعض آیتوں کے نہ ماننے والے کو سخت عذاب اور رسوائی ہے۔	۲۶
ح قرآن کی تفسیر کے لئے حدیث کی ضرورت۔	۲۷
چند آیتوں کی تحریف دل کی تحریک سے	۲۹
ح حدیث کی جگہ قرآن نے چھوڑ رکھی ہے۔	۳۳
ح الحاد قرآن کے بے موقع معنی کرنے کا نام ہے۔	〃
ح قرآن کی آیتوں کو انکے موقعوں پر رکھو۔	۳۴
ح الحاد تکذیب ہے اور ان کا الحاد	〃
ق الحاد کرنیوالے دوزخی ہیں۔	〃
ق باوجود یاد دلانیکے جو نہ مانیں اونپر عذاب ہوگا۔	۳۵
ق قرآن میں مجادلہ کرنے والا معذب ہوگا۔	〃
ح قرآن میں مجادلہ کفر ہے	〃
مرزا صاحب کے دلائل اپنی عیسویت پر	۳۵

مضامین	صفحہ
فریب سے لوگوں کا مال لینے والا نبی نہیں ہوسکتا	۳۶
د۔ خود مثیل عیسیٰ ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ	۴۵
جھوٹ اور بے اصل اونکا استدلال	"
موسیٰ علیہ السلام کو اس امت میں ہونے کی آرزو تھی	۴۶
مرزا صاحب میں یہود کے صفات	۴۹
اونکی تعلیاں	۵۱
عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ احیا مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت ہوگیا۔	۵۹
د۔ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مشرکانہ خیال ہے۔	۶۰
د۔ کسی نے مجددیت کا دعویٰ نہیں کیا اسلئے میں مجدد ہوں	۶۱
ابوداؤد کی حدیث سے اونکا استدلال	۶۲
ح ہر صدی پر مجدد ہوتا ہے	"
اس حدیث میں تحریف زیادتی کی	"

مضامین	صفحہ
ح نبی باتیں نکالنے والوں سے بچنے کی ضرورت	۶۳
د۔ دلیل تیرا سو برس (۱۳۰۰) میں کسی مسلمان نے دعویٰ مسیحیت نہیں کیا اسلئے میں مسیح ہوں۔	۶۴
د۔ اگر میں مسیح نہیں تو دجال کیوں نہ مسیح کو آتا	"
مرزا صاحب کفار کی تقلید کرتے ہیں	۶۶
ابو منصور کسف کا دعویٰ نبوت	"
د۔ دلیل الف ششم میں میں آیا ہوں	۶۷
د۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ نبی صلعم کی عمر سات ہزار برس کی ہے۔	۶۸
دیلمی کی حدیث ضعیف سے اون کا استدلال و تعارض	"
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا	۷۰
ح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ افترا کرنے والا دوزخی ہے	"
د۔ دلیل حقیقت فسانیہ پر غالب ہوگئی ہے اس لئے میں آیا ہوں۔	۷۱

مضامین	صفحہ
ص انبیا پیشگوئی کی تعبیر میں غلطی کھاتے ہیں۔	۱۱۵
د نصوص ظاہر پر حمل کئے جائیں	۱۱۷
دمشق کا مینار قادیان میں بنا کے الدیا	〃
عیسیٰ علیہ السلام کا حکم عادل ہونا	〃
ح نزول عیسیٰ علیہ السلام	〃
مرزا صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا بھی اعتبار نہ کیا۔	۱۱۸
اونکا ایمان خدا و رسول پر کس قسم کا تھا	۱۱۹
صلیب کا توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا	〃
وضع جزیہ۔ اونکی غلط بیانی ثابت ہوگئی	۱۲۱ ۱۲۲
مال بے حساب تقسیم کرنا	〃
ص قرآن بیش قیمت مال ہے اونکو خوشی سے قبول کرو۔	〃
ص قرآن وہی مال ہے جسکی نسبت پیشگوئی ہے کہ مسیح مال بہت تقسیم کریگا	۱۲۳
تمام ادیان کا ہلاک ہونا۔ اور مرزا صاحب کے وقت میں کفر کی ترقی	۱۲۶
دشمنی بغض و حسد کا دفع ہو جانا	۱۲۷
باطنی اثر سے امن قائم ہونا	۱۲۸
د عیسیٰ کے وقت ایک دوسرے کے بھائی ہو جانیکے الاسلام کو بڑھایا جائیگا	۱۲۹
ھ مولوی ایک دوسرے کو کھانیوالے کیڑے ہیں مسلمانونکو کافر بنا رہے ہیں	〃
مرزا صاحب کو نہ خدا کی قدرت کا یقین ہے نہ نبی کے قول کا اعتبار۔	۱۳۱
نمرود کی طرح مرزا صاحب کی باتیں	۱۳۳
ح خود عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اترونگا۔	۱۳۳
اس حدیث سے حضرت کی انشا فہمی غلطی کا جواب ہوگیا۔	۱۳۴
مرزا صاحب کے الہام حسب منشا ثابت ہوئے	۱۳۵
مرزا صاحب اپنے کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔	۱۳۶
دجال کا قتل۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے کفار کا مرجانا۔	۱۳۷

مضامین	صفحہ
نواس رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اونکا	
سخت حملہ۔	۱۴۳
اونکی خلاف بیانی۔	۱۴۴
یوزآسف کی طرح واقعہ بدل دیا	۱۴۵
جس چیز کا احتمال بھی نہیں اوسکو	
قطعی کہدیتے ہیں۔	؍؍
دجال کا حلیہ جسمانی	۱۴۶
دجال کا شام و عراق کے درمیان	
میں نکلنا۔ اور اوسکا فساد	؍؍
دجال کی مدت۔ اوسکے زمانہ کے	
ایام کی مقدار۔	؍؍
اوسکی سرعت سیر۔ اوسکے خوارق عادات	
عیسی علیہ السلام کا دمشق میں اترنا	
اور اونکا لباس و ہئیت۔	؍؍
کافرونکا قتل۔ مقام قتل دجال	؍؍
یاجوج و ماجوج کا خروج اور اونکی کثرت	؍؍
اونکی موت کا حال۔ خوردنی اشیا	
کی گرانی۔	؍؍

مضامین	صفحہ
اونکی لاشوں کو پرندوں کا اٹھا لیجانا	۱۴۶
زمین اونکی بدبو سے پاک کرنیوالی بارش	؍؍
پیداوار کی کثرت۔ مسلمانوں کی	
موت کا حال	؍؍
کفار پر قیامت کا قائم ہونا	؍؍
دجال کی ایام میں مرزا صاحب کی تاویل	
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط بیانی	
کا الزام	۱۴۷
صحیح بخاری اور مسلم کی حدیثیں موضوع ہیں	۱۴۹
اونکے اقرار سے اونکا عیسی ہونا	
باطل ہوگیا۔	۱۵۱
ح جو شخص ایسی بات کا دعوے کرے	
جو اوسمیں نہیں وہ دوزخی ہے۔	۱۵۲
امام مہدی کا عیسی علیہما السلام کے	
زمانہ میں ہونا	۱۵۳
امام مہدی سے متعلق احادیث	۱۵۴
باوجود مغل ہونیکے اونکا دعوی	
مہدویت۔	۱۵۵

مضامین	صفحہ
ح امام مہدی عیسی علیہما السلام کی امامت کرینگے۔	۱۵۵
اسی خیال سے مرزا صاحب اقتدا کیا کرتے ہیں۔	۱۵۷
ح حدیث لا مہدی الا عیسیٰ او اوسکے معنی۔	۱۵۸
ایک حدیث کی تاویل کرکے صدہا حدیثوں کو باطل ٹھیرایا۔	۱۵۹
امام مہدی کے باب میں احادیث متواتر ہیں۔	۱۶۰
حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ضعیف منکر منقطع مجہول ومخدوش ہے۔	۱۶۱
غلط فہمی	۱۶۲
غلط فہمی	۱۶۳
حدیث سے اونکی عیسویت کا ابطال	۱۶۴
حدیث کو اپنے پر چسپان کرنیکے لئے داؤپیچ۔	۱۶۶
انھوں نے بہت سے مسلمانوں کو یہودی بنا دیا۔	۱۶۷
ح کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم۔	۱۶۸
امام بخاری پر افترا۔ غلط بیانی	۱۶۹
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ	۱۷۳
امام مہدی کا خاندان اہل بیت سے ہونا	"
اٹھارہ سال کی عمر میں امام مہدی کا دمشق میں خطبہ پڑھنا۔	"
امام مہدی کا قسطنطنیہ کو فتح کرنا۔	۱۷۳
عیسی علیہ السلام کا عذر اونکی امامت سے	"
عیسی علیہ السلام کا دروازہ کھلوانا اور وہاں دجال کا ہونا۔	"
دجال کے ساتھ ستر ہزار یہود دیکھنا	"
شجر وحجر کا نشاندہی کرنا۔	"
حارث کا امام مہدی کی تائید کو نکلنا۔	۱۷۴
ح علامت امام مہدی۔	"
ہر حارث میں ہوں یا اونکی دھوکہ دہی۔	۱۷۵

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
حدیث ابی داؤد سے اونکا استدلال نحوی غلطی۔	۱۷۶	**مسئلہ معراج**	۱۹۳
چندہ کی غرض سے حدیث کو بگاڑا	۱۷۷	ھ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ وہ کشف تھا۔	۱۹۴
اونکا الہام شیطانی ثابت ہوا۔	۱۷۹	ح معراج کو مستبعد سمجھکر بعض لوگ مرتد ہوگئے۔	۱۹۸
ح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے والا دوزخی ہے۔	"	ح ابوبکرؓ کا لقب معراج ہی کی تصدیق سے ہوا۔	۱۹۹
منصور کے باب میں دہوکا دیا	۱۸۰	معراج بیداری میں ہوا۔	"
مال تقسیم کرنیکے باب میں دہوکا دیا	۱۸۱	معراج کا مسئلہ واجب الایمان اور ضروریات دین سے ہے۔	۲۰۵
لینے کے موقع میں مال کی تعریف اور دینے کے موقع میں شکایت کہ وہ فتنہ ہے۔	۱۸۱	عائشہ رضی اللہ عنہا بھی معراج جسمانی کے قائل ہیں۔	۲۰۸
تاویل مخالف حدیث	۱۸۲	مرزا صاحب کا قول قابل تضحیک خلاف فلسفہ	۲۱۶
تاویل کی ضرورت کب ہوتی ہے	۱۸۳	معراج کے مسئلہ پر مرزا صاحب کے اعتراض اور اوسکے جواب	۲۱۷
حقیقت ومجاز اونکی غرض کے تابع ہیں جہاں چاہا حقیقت کہدیا اور جہاں چاہا مجاز کہدیا۔	۱۸۴	حدیث ذہب دہلی کے اعتراض کا جواب۔	۲۲۶
مرزا صاحب کی تدبیریں	۱۸۵		
مرزا صاحب سید احمد خانصاحب کے مقلد ہیں۔	۱۹۲		

مضامین	صفحہ
ارواح متعدد مقامات میں ہو سکتی ہیں	۲۲۸
ھ تقریباً کل صحابہ معراج جسمانی کے قائل تھے۔	۲۳۲
ح ناجی وہی ہے جو صحابہ کا سا اعتقاد رکھے۔	؍؍
ح جو جماعت سے علیحدہ ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔	؍؍
ح ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث موضوع ہے۔	۲۳۳
مرزا صاحب کا استدلال غیر روایات صحاح پر۔	؍؍
معراج میں کئی امور مقصود بالذات تھے	۲۳۸
ح ضرورت خطاب بحسب عقول	۲۴۱ ۲۴۳
ح روایت عیسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہے	؍؍
ابن عباسؓ سے متعارض روایتوں کی وجہ۔	۲۴۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک	

مضامین	صفحہ
لطیف تھا۔	۲۴۵
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔	۲۴۶
مرزا صاحب بو علی سینا کے مقلد ہیں غلط بیانی۔	۲۴۶
شیخ اکبرؒ فتوحات مکیہ میں معراج جسمانی کی تصریح کی ہے۔	۲۵۱
قیامت کا اثبات	۲۵۲
ھ قیامت میں مردے جنت سے نہ نکلیں گے۔	؍؍
ھ زمین پر قیامت ہونا بیہودہ خیال ہے۔	۲۵۳
حشر کا حال قرآن و حدیث سے	۲۵۵
مردے زندہ ہو کر میدان حشر میں آکھڑے ہونگے۔	۲۵۷
دھوکا۔	۲۵۸
زمین محشر میں پچاس ہزار برس رہنا ہوگا۔	۲۵۹

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
محشر میں پسینہ کی حالت	۲۶۰	اور اوسکا جواب۔	۲۸۶
مرزا صاحب کا الہام جھوٹا ثابت ہوا	۲۶۹	قرآن کی تحریف ظاہر طور پر	۲۸۸
مثل کافروں کے مرزا صاحب کا		قرآن پر اونکا ایمان نہونیکا ثبوت	۲۸۹
شبہ قیامت کے باب میں	۲۷۳	حدیث دھوکا۔ اونکے اقرار سے	
وہ صدہا آیات کا انکار کر رہے ہیں		اونکا شرک۔	۲۹۰
دھوکا۔	۲۷۴	اُنہی کے اقرار سے اونکی بے ایمانی	
اونکے قول پر جنت میں نعمتیں اور مصیبتیں	۲۷۵	ثابت ہوگئی۔	۲۹۱
قرآن کی بیسوں آیتوں کو منسوخ		دھوکا۔ اور اونکی غلطی کا منشا	۔
کر رہے ہیں۔	۲۷۸	اونکے اقرار سے اونکی بے ایمانی	
آیات میں تعارض اور اوسکا جواب	۲۸۰	داؤ پیچ وغیرہ	۲۹۲
مرزا صاحب آیتوں میں زبردستی		اونکا ایمان مشرکوں اور منافقوں	
تعارض پیدا کرتے ہیں۔	۲۸۳	کی طرح ہے۔	۲۹۳
جو قرآن کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی		داؤ پیچ دھوکا	۲۹۴
تو صرف ایمان لانا چاہیے۔	۔۔	اپنی اونی غرض کے واسطے وہ آیات	
مرزا صاحب تین آیتوں کا غلط مطلب		واحادیث کو رد کردیتے ہیں۔	۲۹۵
بیان کرکے صدہا آیات واحادیث		یہ اونکے خواب کی تعبیر ہے	۲۹۶
میں تعارض ڈالدیا۔	۲۸۶	صرف وحی اور کشف نبی میں غلطی	
یاایتہا النفس المطمئنہ سے استدلال		ہوسکتی ہے۔	۲۹۷

مضامین	صفحہ
ص قرآن اٹھ گیا تھا میں ثریا سے لایا	٢٩٧
امام سیوطی رح کی کتابوں سے حدیثیں اس کتاب میں نقل کرنے کی وجہ	٢٩٩
مسند امام احمد کو مرزا صاحب مانتے ہیں	"
اونکا دجال و کذاب ہونا اونکے اقرار سے ثابت ہے۔	٣٠٠
ص الہام قرینۂ قویہ ہے احادیث کے معنی پھیرنے کے لئے	٣٠١
ص آیہ قیل ادخل الجنۃ سے استدلال	٣٠٢
ص ولا تحسبن الذین قتلوا سے اونکا استدلال۔	٣٠٤
ح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جاکر تشریف لائے۔	٣٠٦
جسمانی دخول جنت اس عالم میں مانع شرعی نہیں۔	٣٠٩
ص جنت اور دوزخ کے تین درجہ ہیں	٣١٠
ح آخری زمانہ میں فتنوں کو مکروہ مت سمجھو	٣١١
ص ایک سوراخ سے مردہ جنت میں گھس جاتا ہے۔	٣١٣
انہم لا یرجعون سے اونکا استدلال عدم احیا پر۔	٣١٧
جھوٹ	٣١٨
عام کی تخصیص	٣٢٢
قرآن میں خوارق عادات کا ذکر	٣٢٧
احادیث سے جن مردوں کا زندہ ہونا ثابت ہے۔	٣٣٠
احیاء اموات کے واقعات جو اولیاء اللہ سے ظہور میں آئے	٣٣٣
ق ارمیا یا عزیز علیہ السلام کا زندہ ہونا۔	٣٣٩
موت نوم و غشی کے معنی میں نہیں	٣٤٤
مرزا صاحب کے مرید اپنے نبی کا قول ابھی سے رد کرنے لگے۔	٣٤٥
طریقہ تحریف	٣٤٨
عموماً مجازی معنی لینا جائز نہیں	"

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ موت بمعنی نیند مجازی ہے ۔	۳۴۹	ق الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم سے ہزاروں مردے زندہ ہونا ثابت ہے ۔	۳۵۵
ح تفسیر بالرائے کرنے سے آدمی دوزخی ہوتا ہے ۔	۳۵۰	ح دعاے نبی براے احیاے اموات ۔	۳۵۷
انی متوفیک کے معنی نیند کے ثابت ہو گئے ۔	۳۵۱	ق و اذ قلتم یا موسی سے احیاے اموات ثابت ہے ۔	۳۵۸
توفی کے معنی حقیقی لیں یا مجازی ہمارا مطلب ثابت ہے ۔	۳۵۲	ح ستر آدمی زندہ ہوے ۔	〃
ہ تمام قرآن میں جہاں اماتت کا لفظ ہے اوس کے معنی بیہوشی وغیرہ کے ہیں ۔	۳۵۳	ح قرآن کے ایک حرف کا منکر بھی کافر ہے ۔	۳۵۹

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اِس لحاظ سے کہ خود معجزے نہین دکھلا سکتے
عقلی معجزے اختراع کئے جسکی وجہ سے اونکو حقیقی معجزات کی توہین کی ضرورت ہوئی
اوران معجزات کو ایک قسم کا سحر اور انبیا کو ساحر قرار دیا۔ اور خدا تعالی نے جو
اپنے کلام قدیم مین اونکی تعریفین کین اور فضائل بیان کئے اوسکی کچھہ پروا نکی۔
اسیطرح احادیث بھی چونکہ اونکے دعوون کو ثابت نہین ہونے دیتے تھے
اسلئے مثل اور فرق باطلہ کے انہون نے احادیث کو بھی ساقط الاعتبار بنانے
مین کوی دقیقہ اٹھا نہ رکھا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳ مین ایک طولانی تقریر کے
بعد لکھتے ہین کیون جائز نہین ہے کہ راویون نے عمدا یا سہوا بعض احادیث کی
تبلیغ مین خطا کی ہو انتہی ہم یہان تھوڑا سا حال احادیث کے اہتمام کا بیان
کرتے ہین جس سے خود معلوم ہو جائیگا کہ علما رحمہم اللہ نے کس قدر جان فشانیان
کرکے سرمایۂ حدیث ہمارے لئے فراہم اور محفوظ کر رکھا ہے اور وہ کس قدر
قابل اعتبار ہے۔

امام نووی رح نے تقریب مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ احکام سے
فارغ ہوکر عالم جاودانی کو جب تشریف لے گئے اوسوقت ایک لاکھہ چودہ ہزار

صحابہ موجود تھے - اہل اسلام پر صحابہ کی حالت پوشیدہ نہین کہ اشاعت دین
مین کیسے ساعی تھے اس سے بڑھکر کیا ہو کہ اس راہ مین جان دینا اونکے نزدیک
پوری کامیابی اور سعادت ابدی تھی جو اونکے کارنامون سے اظہرمن الشمس ہے
اونکے ذہنون مین یہہ بات جمی ہوی تھی کہ ہمارا دین وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشادات فرماے ہین اور اس حیثیت سے کہ یہہ دین ناسخ
ادیان ہے سواے قرآن و حدیث کے اونکو نہ کسی کتاب سے تعلق تہا نہ کسی
علم سے - یہہ بات ظاہر ہے کہ مقتضاے طبیعت انسانی ہے کہ جس قوم مین کوی
بزرگ جلیل القدر ہو اوسکی ادنی ادنی بات اوس قوم مین شہرت پاتی ہے اسیوجہ
سے سلاطین و امراے نامدار کی ہر بات تمام ملک مین مشہور ہو جاتی ہے -
جب عموماً یہہ حال ہو تو سردار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و
حرکات و سکنات کو ان عشاق جان بازنے اسلامی دنیا مین کیا کچہہ شہرت
ندی ہوگی پہر جب حاضرین کو بار بار حکم فلیبلغ الشاہد الغایب ہوا کرتا تھا
یعنے جو کچہہ دیکہو اور سنو غائبون کو پہونچا دیا کرو اس حکم صریح نے تو ان حضرات
پر اشاعت کو فرض ہی کر دیا پہر اوس زمانہ مین سواے قرآن و حدیث کوی
علم ہی نہ تھا اور علم کے فضائل مین جو احادیث بکثرت وارد ہین پوشیدہ نہین
جن سے ثابت ہے کہ وہ تمام عبادات بلکہ جہاد سے بھی افضل ہے تو قیاس کیا جائے
کہ وہ حضرات جو تحصیل کمالات اخروی پر جان دیتے تھے تعلیم و تعلم قرآن و
حدیث پر کس قدر حریص اور اس مین ساعی ہونگے - الغرض متعدد قراین قویہ
سے ثابت ہے کہ اوس زمانہ مین احادیث نبویہ مثل قران متداول تہین اور تعلیم

پوری قوم اونکی حفاظت مین مصروف اور سرگرم تھی اور جہان جہان اسلام اپنی روزافزون ترقیون سے قدم بڑھاتا اور پہونچتا گیا اوسکے ساتھہ ساتھہ علم بھی پہلو بہ پہلو ترقی کرتا رہا اور نزدیک اور دور والے اس سحاب جان بخش سے ایک سان سیراب تھے۔ تقریباً ایک صدی تک ان اکابرون کے سینے اس گنجینۂ بے بہا کے صندوق بنے رہے جب تابعین کا زمانہ صحابہ کے انوار و فیوض سے خالی ہو گیا تو یہہ رائے قرار پائی کہ ان علوم نبویہ کی حفاظت کا طریقہ اب یہی ہے کہ قید کتابت مین لائے جائین چنانچہ اوس وقت سے کتابین تصنیف ہونے لگین یہہ زمانہ وہ تھا کہ غیر اقوام کے لوگ اسلام مین بہت کچھہ داخل ہو چکے تھے اور مذاہب باطلہ کی بنیادین پڑ چکی تھین اور جس طرح خودغرض بے دینون کی عادت ہے بہت سے شریر النفس اس تاک مین لگے ہوے تھے کہ اگر کوئی داو چل جاوے تو اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد علیحدہ کر کے مقتدا بن بیٹھین چنانچہ بہت سے حمقا اونکے دام مین پھنس بھی گئے جسکا حال تواریخ سے ظاہر ہے اسلئے علما نے یہہ التزام و اہتمام کیا کہ جب تک پورے طور سے راویون کی دیانت و تقویٰ ثابت نہو اون سے روایت نہ لی جاوے اور اگر لاعلمی سے کوئی روایت لی بھی جائے تو جب کوئی بے تدینی ثابت ہو جاوے اوسکی کل روایتین ساقط الاعتبار کر دے جائین۔ اور تحقیق کی یہہ کیفیت کہ جب کوئی دو شخص ہم مشرب ملتے تو جرح و تعدیل ہی مین بحث رہتی اور اپنے اپنے تجربون سے جو کچھہ ثابت ہوتا ایک دوسرے کو خبر دیدیتے جس سے ایک بڑا فن رجال کا مدون ہوا جس مین ہر راوی کے جرح و تعدیل سے متعلق چشم دید واقعات مذکور مین۔ غرض کہ اس تحقیق و تنقیح سے گو بعض صحیح روایتین جو اہل

قسم کے لوگون سے مروی تہین متروک ہوگئین لیکن بہت بڑا فائدہ یہہ ہوا کہ بناوٹی ہوئی
روایتون کی قلعی کہل گئی اور ساقط الاعتبار کردی گئین اور یہی طریقہ علما مین
جاری رہا اگرچہ ایسے لوگون کی روایتین متروک کردی جاتی تہین مگر بعض روایات
جو راوی کے غیر متدین ہونے پر دلیل تہین وہ زبان زد تہین مثلاً تدریب الراوی
مین امام سیوطی رح نے لکہا ہے کہ محمد ابن سعید شامی نے یہہ روایت کی عن حمید

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی الا ان یشاء اللہ
چونکہ اس شخص کو نبوت کا دعوی کرنا منظور تہا اس لئے اوسنے اس حدیث مین
الا ان یشاء اللہ بڑہا دیا اور اوسکے بعد نبوت کا دعوی کیا مگر اوس زمانہ مین
ایسی زیادتیان اور داؤپیچ کب چل سکتے تہے آخر وہ سولی پر چڑہایا گیا اور
اوسکی روایتین موضوعات مین شامل کی گئین اسیطرح وہ روایات جو قبل
تحقیق کتابون مین درج ہوچکی تہین وہ بہی باقی رہ گئی تہین ایسی احادیث
کے لئے محدثین رح نے خاص خاص کتابین تصنیف کین اور سب موضوعات
کو اون مین داخل کردیا چنانچہ یہہ بہی ایک فن جداگانہ مدون ہوگیا۔ فن اصول
حدیث کے دیکہنے سے یہہ بات مبرہن اور منکشف ہوجاتی ہے کہ اکابر
محدثین رحمہم اللہ نے کیسی کیسی جان فشانیان اور موشگافیان کرکے آخری
زمانہ والون کے لئے اونکے دین کا سرمایہ محفوظ رکہا ہے اونکی محنت کا
اندازہ اس روایت سے ہوسکتا ہے جو شرح اشباہ النظائر مین منقول ہے

ذکر البزازی فی المناقب عن الامام البخاری الرجل لا یصیر محدثا کاملا الا

بان یکتب اربعا مع اربع کاربع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علی

ربع عن اربع لاربع وهذه الرباعيات لاتتم الا باربع مع اربع
فاذا تمت له كلها هانت عليه اربع وابتلی باربع فاذا صبر اکرمه الله
تعالی فی الدنیا باربع واثابه فی الاخرة باربع اما الاولی فاخبار الرسول
صلی الله علیه وسلم وشرائعه واخبار الصحابة ومقادیرهم والتابعین واحوالهم وسائر العلما
وتواریخهم مع اربع اسماء رجالهم وکناهم وامکنتهم وازمنتهم کاربع التحمید مع الخطب
والدعا مع الترسل والتسمیة مع السورة والتکبیر مع الصلوات مع اربع المسندات
والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی اربع فی صغره فی ادراکه فی شبابه
فی کهولته عند اربع عند شغله عند فراغه عند فقره عند غناه باربع بالجبال بالبحار
بالبراری بالبلدان علی اربع علی الحجارة علی الاخزاف علی الجلود علی الاکتاف الی الوقت
الذی یمکن نقلها الی الاوراق عن اربع عمن هو فوقه ودونه ومثله وعن کتابة ابیه اذا
علم انه خطه لاربع لوجه الله ورضاه وللعمل به ان وافق کتاب الله تعالی ونشرها
بین طالبیها واحیاء ذکره بعد موته ثم لاتتم له هذه الاشیاء الا باربع من کسب العبد و
هو معرفة الکتابة واللغة والصرف والنحو مع اربع من عطاء الله تعالی الصحة والقدرة
والحرص والحفظ فاذا تمت له هذه الاشیاء هانت علیه اربع الاهل والولد والمال والوطن
وابتلی باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهال وحسد العلماء فاذا صبر
اکرمه الله تعالی فی الدنیا باربع بعز القناعة وبهیبة النفس ولذة العلم وحیوة الابد
واثابه فی الاخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه وبظل العرش حیث لا ظل الا ظله
والشرب من الکوثر وجوار النبیین فی اعلی علیین فان لم یطق احتمال هذه المشاق
فعلیه بالفقه الذی یمکنه تعلمه الخ

ماحصل اسکا یہہ ہے کہ آدمی کامل محدث نہین ہوسکتا جب تک امور ذیل پر پورے
طور سے واقف اور ماہر نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار اور جو احکام
حضرت مقرر فرمائے ہین اور نیز صحابہ کے اخبار و حالات اور تابعین اور جمیع علما
کے احوال اور تواریخ اور ہر ایک کا نام اور کنیت اور وطن اور زمانہ اور احادیث
کے اقسام کہ کونسی متصل سند ہے اور کونسی مرسل اور منقطع اور موقوف وغیرہ
ہے اسکے سوا علم النحو اور صرف و نحو اور لغت کا بھی ماہر ہو اور عمر بھر خالصاً
لوجہ اللہ اسی کام مین لگا رہے۔

فن رجال کے دانشمندون پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ جتنے اکابر محدثین تھے وہ سب
ان صفات کے ساتھ متصف تھے۔ اور یہہ سب باتین انکو ازبر تھین۔
اگرچہ بظاہر یہہ امر کسیقدر مستبعد معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے یہہ استبعاد
رفع ہوسکتا ہے۔ آخر قوت حافظہ کے مدارج مین بعض حافظے ایسے بھی ہوسکتے ہین
کہ جو چیز انہون نے دیکھا یا سنا وہ کنقش فی الحجر ہوگئی جیسے عکسی تصاویر مین ہوتا ہے
اور اسکے نظائر موجود اس زمانہ مین بھی موجود ہین مثلاً بعض وکلا کو کل قانونی
کتابین ایسی ازبر ہوتی ہین کہ جو مضمون پوچھی اوسکا دفعہ وغیرہ بتلاکر صدہا
نظائر اور فیصلون کے پورے پورے مضامین پیش کردیتے ہین۔ اصل سبب
اسکا یہہ ہے کہ حق تعالی کو اس دین کی حفاظت منظور ہے جو قولہ تعالی و انا له
لحافظون سے ظاہر ہے اسلئے ایسے افراد منتخب روزگار پیدا کرکے اونسے
یہہ کام لیا ان حضرات نے وہ وہ موشگافیان کین کہ فن حدیث ایک سو فنون پر
مشتمل ہوگیا جسکی تصریح امام سیوطی رح نے تدریب الراوی مین کی ہے اور ان حضرات

سے بفضلہ تعالیٰ اون مین اعلیٰ درجہ کی ترقی کرکے اون سب کو کمال کو پہونچا دیا۔
اب اہل انصاف غور فرماوین کیا اُن حضرات کے روبرو کسی کے داؤپیچ اسلام
مین چل سکتے تھے ۔ کیا ممکن ہے کہ کسیکی بنای ہوی حدیث انکی غامض نظرون
سے چھپ کر صحت کے پیرایہ مین آسکتی تھی ۔ اگر انصاف سے دیکھا جاے تو
ہمارے یہان کی ضعیف حدیث دوسری ملتون کی قوی اور صحیح روایتون سے
بدرجہا قوی ہوگی ۔

اول ما آخر ہر منتہی ۔ آخر ما جیب تمنا تہی

مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ راویون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہوگی سو
یہہ ظاہرا درست ہے کیونکہ امکان کا دائرہ ایسا وسیع ہے کہ جس چیز کا کبھی
وجود ہوا ہو نہ ہوگا وہ بہی اوس مین داخل ہے ۔ مگر یہہ بہی تو ممکن ہے کہ ان حضرات
نے نہ عمداً خطا کی ہو نہ سہواً پھر اسکی کیا وجہ کہ خطا کا امکان پیش کرکے وہ اکابر
دین نشانہ ملامت بنائے جائین ۔ قراین مذکورہ بالا پر نظر ڈالنے کے بعد یہہ
امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ ہزارہا اکابر دین اور متدین علما نے جب فن حدیث کا
اُسقدر اہتمام کیا ہے تو صرف ایک خفیف سا احتمال اس قابل نہین کہ اوسکے مقابل
پیش ہوسکے یہان یہہ امر قابل غور ہے کہ اکابر محدثین جنہون نے نہ سلاطین و امرا
کی صحبت اختیار کی جس سے احتمال ہو کہ اونکی خاطر سے کوئی حدیث بنای ہو نہ
اشاعت علوم پر ماہوار یا کسی قسم کا چندہ مقرر کیا جس سے خیال ہو کہ کثرت احادیث
کی ضرورت سے یہہ حدیثین بنائی ہون اُن حضرات نے تو اشاعت [illegible]
جان دینے مین بہی دریغ نہین کیا چنانچہ امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible]

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کی حدیثین شایع کرنے کی غرض سے شام
تشریف لے گئے جہان علی کرم اللہ وجہ کی سخت منقصت ہوا کرتی تھی اور جان
کی کچھہ پروا اُنکی چنانچہ اُسی جرم مین شہید کئے گئے ایسے حضرات کی روایات
مین تو اقسام کے احتمالات پیدا کئے جائین اور مرزا صاحب عیسویت اور
وحی کی وجہ سے لاکھون روپیے حاصل کرین اونکی خبر دین مین احتمال بھی قایم
نہ کیا جاسے عجیب بات ہے اگر عقل سے تھوڑا بھی کام لیا جاسے تو
معاملہ بالعکس ثابت ہو جائیگا۔ فن اصول حدیث و فقہ مین کچھہ بحث نہایت
مبسوط ہے کہ احادیث صحیحہ قابل تصدیق اور واجب العمل ہین۔ انھین احادیث
پر اکثر مسائل فقہ کا دارومدار ہے اگر وہ بے اعتبار قرار دے جائین تو
تمام مذاہب حقہ درہم و برہم ہو جائینگے اور ملحدین کو آیات قرآنیہ مین
تصرف کا موقع ہاتھہ آجائیگا چنانچہ ملاحدہ نے یہی کام کیا ہے۔ اِس مین
شک نہین کہ جو چیز تواتر سے ثابت ہو اوسکا علم یقینی اور ضروری ہوتا ہے
اور احادیث غیر متواترہ کا علم ظنی ہے مگر شریعت نے اِس ظن غالب کو
اعتبار کر لیا ہے۔ دیکھہ لیجئے دو گواہون کی خبر سے جملہ حقوق ثابت ہو جاتے
ہین یہان تک کہ انھین دو گواہون کی گواہی سے مسلمان کا قتل قصاص مین
مباح ہو جاتا ہے اب دیکھئے کہ دو شخصون کی خبر کسی طرح متواتر نہین ہوسکتی
بلکہ اوس سے صرف ظن غالب ہو جاتا ہے باوجود اسکے شریعت نے اوسکا
اعتبار کر لیا ہے۔ اسیطرح ثبوت نسب صرف باپ کے اقرار پر ہو جاتا ہے
اگر اسکے لئے تواتر شرط ہو تو ممکن نہین کہ کوئی شخص اپنے آباو اجداد کی میراث

اور جائداد کا مالک بنے - پھر باپ جو لڑکے کے نسب کا اقرار کرتا ہے اوسکا مدار صرف ظن غالب پر ہے جو اپنی زوجہ کے بیان اور قراین خارجیہ مثل عفت وغیرہ کے لحاظ سے اوسکو حاصل ہوتا ہے اگر اس ظن غالب کا اعتبار نکرکے کسی غیور شخص کے نسب مین ناشایستہ احتمال پیش کئے جائین تو کیا ان احتمالون کو وہ قابل تسلیم سمجھیگا یا کسی اور طریقہ سے پیش آئیگا جو دشنام کے جواب مین اختیار کیا جاتا ہے - اسیطرح جہان قبلہ مشتبہ ہو جاوے تو ظن غالب پر عمل لازم ہو جاتا ہے گو وہ خلاف واقع ہو اور اسیطرف نماز صحیح بھی ہو جاتی ہے گو غیر سمت قبلہ کی طرف پڑھی ہو - غرض کہ جو چیز ظن غالب سے ثابت ہوتی ہے شرعاً عرفاً عقلاً قابل تصدیق سمجھی جاتی ہے - اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جو احتمال ضعیف پیش کرکے احادیث کو بے اعتبار بنانا چاہتے ہین اہل اسلام اوسکو ہرگز جائز نہین رکھہ سکتے - کیونکہ یہہ بات گویا فطرتی ہے کہ ہر قوم اپنے مقتدا اور پیشوا کی باتین جو اونکے اسلاف نے اون تک پہونچا ہے ہین اونکو قابل قبول اور ماننے کے سمجھتے ہین اور مخالفین کتنے ہی احتمال پیدا کرین اونکو لغو سمجھتے ہین اسیوجہ سے مرزا صاحب کی کوئی بات نہ نصاریٰ مین فروغ پای نہ آریہ وغیرہ مین - باوجودیکہ براہین احمدیہ مین انہون نے اقسام کے احتمال اونکے مذاہب مین پیدا کردئے - پھر مسلمانون پر یہہ آفت کیون آگئی کہ جسنے جیسا کہدیا اوسکی چل گئی اور ایسے شخص کے مقابلہ مین کل اسلاف جن مین فقہا محدثین اور اولیاء اللہ شریک ہین سب جھوٹے سمجھے جاوین - مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۴ مین لکھتے ہین کہ اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہین و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً - اس کا جواب یہہ ہے کہ یہہ آیت

کفار کی شان میں ہے۔ اونکی عادت تھی کہ جب قیامت وغیرہ امور جنکا ذکر گذشتہ
اوسکے خلاف میں اٹکل کی باتیں بناتے تھے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ لَا رَیْبَ فِیْہَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِیْ مَا السَّاعَۃُ اِنْ نَّظُنُّ
اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ یعنے جب قیامت کا ذکر ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں اسکا
ظن ہے یقین نہیں ہے اور ارشاد ہے اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ہُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ
یعنے صرف وہ گمان پر چلتے ہیں اور وہ صرف اٹکل کی باتیں بناتے ہیں اسیطرح اس
آیۂ شریفہ میں بھی ارشاد ہے وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُہُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا
یعنے اکثر کفار صرف گمان پر چلتے ہیں اور گمان حق کے مقابلہ میں کام نہیں آتا الحاصل
جس گمان کی توہین ہو رہی ہے وہ وہی گمان ہے جو آیات واحادیث کے
خلاف میں عقل دوڑانے سے پیدا ہوتا ہے جسکے مرتکب مرزا صاحب ہو رہے ہیں
دیکھہ لیجئے جہان کوئی حدیث وہ اپنے مقصود کے مخالف پاتے ہیں اٹکل کی
باتیں بنانے لگتے ہیں کہ ممکن ہے کہ راوی عمداً یا خطاً جھوٹ کہدیا ہو گا اور
ممکن ہے کہ اسکے کچھہ معنی ہوں وغیرہ اب اہل انصاف غور کریں کہ آیۂ شریفہ کفار کے
لئے مفید ہے یا انکے لئے اگر راویوں میں احتمالات پیدا کرکے احادیث
بے اعتبار قرار دئے جائیں تو دین کی کوئی بات ثابت نہو سکیگی۔ دیکھہ لیجئے
نماز سے زیادہ کوئی حکم ضروری نہیں ہے پھر نہ پانچ وقت کی نماز قرآن سے
صراحۃً ثابت ہوتی ہے نہ اوسکی ادا کرنیکا طریقہ۔ یہاں یہہ بات بھی یاد رکھنا
کہ بعض لوگ خصوصاً مرزا صاحب خواہ مخواہ احادیث کو مخالف قرآن قرار
اونکو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں یہہ اونکی کم فہمی ہے اسلئے کہ اکابر علماء نے جب

کسی حدیث کو صحیح مان لیا اگر وہ فی الواقع مخالف قرآن ہو تو یہہ کہنا پڑیگا کہ اونکو
قرآن کا علم نہ تہا پہر ایسے لوگ جو قرآن ہی کو نہ جانیں نہ اکابر دین اور مقتدا کیونکر
ہوسکتے تھے - بات یہہ ہے کہ جو حدیث بظاہر مخالف قرآن معلوم ہو وہ ہمارے
فہم کا قصور ہے ورحقیقت مخالفت ممکن نہیں اسیوجہ سے مجتہدین کی دین مین
ضرورت ہوئی جنکا کام یہہ تھا کہ قرآن و حدیث کو تطبیق دیکر قول فیصل اورد ونوںکا
کا ماحصل بیان کردین اسکی تصدیق اس سے بخوبی ہوسکتی ہے کہ آدمی جو فن پڑہتا
ہر سبق مین اقسام کے تعارض و تخالف اوسکے ذہن مین آتے ہین مگر استاد کامل
اُن سبکا جواب دیکر تسکین کردیتا ہے اسی طرح مجتہدین کا بھی حال سمجھنا چاہئے -
مرزا صاحب نے احادیث کی توہین تو بہت کچہہ کی لیکن لطف خاص یہہ ہے کہ
خود ہی ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۵ مین یہہ بھی فرماتے ہین اب سمجھنا چاہئے کہ گو اجمالی
طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات
وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہمنے لیا ہے انتہی انہی احادیث کو
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا کے تحت مین داخل کرکے غیر معتد بہ بنا دیا تھا
جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حصہ کثیرہ دین کا احادیث سے ثابت ہے وہ
لاشے محض ہے اس تقریر مین احادیث کی وقعت جو بیان فرماتے ہین وہ بھی
ایک حکمت عملی ہے وجہ اوسکی یہہ ہوئی کہ نیچریون نے مرزا صاحب کی مسیحائی
کی بنیاد ہی کو زیر و زبر کردیا - عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۵۵۵ مین لکھتے ہین کہ حال کے نیچری جن کے دلون مین کچہہ بھی عظمت قال اللہ
اور قال الرسول کی باقی نہین رہی یہہ بے اصل خیال پیش کرتے ہین کہ جو مسیح ابن

مریم کے آسمان سے اُترنے کی خبرین صحاح مین موجود ہین یہہ تمام خبرین بھی غلط مین بنا بر آنکہ
ایسی باتون سے مطلب یہہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوی کی تحقیر کرنے کے واسطے
اوسکو باطل ٹہیرایا جاوے انتہی چونکہ مرزا صاحب کو عیسویت سے خاص تعلق ہے
دل جسپی ہے اور نزول عیسی علیہ السلام کے ثبوت کا مدار احادیث سے کے
ثبوت پر ہی تھا اسلیئے انہین احادیث کے توثیق کی ضرورت ہوی ورنہ اونکو
اس سے کیا تعلق دیکھہ لیجئے کہ عیسی علیہ السلام کی موت پر جب کوی حدیث
نہ ملی تو انجیل موجودہ کو پیش کردیا کہ اوس سے اونکا سولی پر چڑہایا جانا ثابت
ہے پہر اوسکی توثیق مین کہدیا کہ بخاری سے ثابت ہے کہ انجیل مین کوی تحریف
لفظی نہین ہوی جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا - اور اسکی کچہہ پروا نکی کہ حق تعالی
بتصریح وما قتلوہ فرمارہا ہے یعنے عیسی علیہ السلام کو کسینے سولی پر نہین چڑہایا
اب غور کیا جاے کہ جیسے مرزا صاحب اپنے مضر حدیثون کو رد کرنے کے لیئے یہہ تقریر
کرادیون سے عمداً یا سہواً خطا کی ہوگی اسیطرح نیچری بھی اسی احتمال سے اپنی
خواہش بھی پوری کرینگے - کیا وجہ کہ مرزا صاحب تو اس احتمال سے نفع اُٹہائین
اور نیچری اوس سے روکے جائین - نزول عیسی علیہ السلام کے باب مین جو حدیثین
وارد ہین اونکی اسقدر توثیق کی کہ حد تواتر کو پہونچا دیا چنانچہ ازالہ صفحہ ۵۵۷ مین
فرماتے ہین یہہ امر پوشیدہ نہین کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوی ایک
اول درجہ کی پیش گوی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے تواتر کا اول
درجہ اوسکو حاصل ہے انتہی - دوسرے مقام مین ازالہ صفحہ ۳۰۳ مین لکھتے ہین
غرض یہہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھہ آسمان پر چڑھ گیا اور اوسی جسم کے ساتھہ

اتریگا نہایت لغو اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت

ادا کر گئے ورنہ ایک یا دو آدمی کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے انتہی اس تقریر ظاہر ہے کہ جسم خاکی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ایک دو صحابہ کے قول سے بات ہے جس کو اجماع نہیں کہہ سکتے اور اوپر کی تقریر سے ثابت ہے کہ کل صحابہ نے مسیح ابن مریم کے آنے پر اتفاق کیا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے تو اترکو پہونچ گیا چونکہ ہمارا دعویٰ یہہ ہے کہ کل صحابہ کا اس مسئلہ میں اتفاق تھا اور مرزا صاحب اوسکو قبول نہیں کرتے تو اونکو چاہیئے کہ اوسی ایسی روایت پیش کردین کہ اس مسئلہ میں صحابہ کے دو فرقہ ہو گئے تھے دو صحابی جسم کے ساتھ اترنیکے قائل تھے اور باقی کل صحابہ نے بغیر جسم کے روحانی طور پر اترنیکی تصریح کی ہے اور اگر کل نہیں تو جیسا کہ خود فرماتے ہین تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لین اور جب تک یہہ اختلاف ثابت نکیا جاے انہین صحابہ کی تصریح پر اجماع سکوتی کل صحابہ کا واجب التسلیم ہو گا۔ اگر اہل انصاف غور کرین تو یہی قول فیصل ہو سکتا ہے۔ اور یہہ بات یاد رہے کہ وہ ہرگز کسی صحابی کا یہہ قول پیش نہیں کر سکتے کہ مسیح روحانی طور پر اترینگے۔

مرزا صاحب نے جو یہی فرمایا ہے کہ ایک حصہ کثیرہ دین کا احادیث سے ثابت ہوتا ہے معلوم نہیں اس مین بخاری کی تخصیص کیون نہیں کی وہ تو اوس حدیث کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے جو بخاری مین نہیں ہوتی چنانچہ ازالہ میں صفحہ ۱۸۲ میں لکھتے ہیں کہ

مضمون اس حدیث کا نادر اور قلیل الشہرت رہا کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہہ حدیث نہیں ملی کہ مسیح ابن مریم دمشق کے شرقی کنارہ مین منارہ کے پاس اتریگا الخ

اور لکھتے ہین یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جسکو ضعیف
سمجھکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا انھی ان دونون تقریرون سے
ظاہر ہے کہ جو حدیث بخاری مین نہین ہوتی اوسکے نزدیک وہ حدیث ہی نہین اور
اگر ہے بھی تو ضعیف جو قابل اعتبار نہین کیونکہ جو حدیث رئیس المحدثین کو نہ ملی ہو
وہ دوسرے کسی محدث کو کہان سے مل گئی اور اگر وہ حدیث ہو بھی تو اوسکو ضعیف
سمجھکر انہون نے اپنی صحیح مین داخل نہین کیا جسکا مطلب یہہ ہوا کہ وہ اعتبار کے
قابل نہین - اب مرزا صاحب سے یہ پوچھنا چاہئیے کہ ضرورۃ الامام صفحہ ۳ مین آپ جو
تحریر فرماتے ہین کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت
نہ کرے اوسکی موت جاہلیت کی ہوتی ہے - جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت
ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہین اور وہ صحیح حدیث یہہ ہے عن معاویہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ کذا فی مسند امام احمد
والترمذی وابن جریر وابن حبان اور نیز ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ مین لکھتے ہین - یاد رہے
کہ امام الزمان کے لفظ مین نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہین مگر جو لوگ ارشاد اور
ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہین ہوئے اور نہ وہ کمالات اونکو دئے گئے وہ گو ولی
ہون یا ابدال امام الزمان نہین کہلا سکتے - اسوقت مین بلے دھڑک کہتا ہون کہ وہ
امام الزمان مین ہون انتہی حدیث موصوف تو بخاری مین نہین ہے پھر وہ صحیح کیسے ہوگئی
اگر یہہ روایت ہماری طرف سے پیش ہوتی تو مرزا صاحب ضرور فرماتے کہ اسکا مطلب ظاہر
ہے کہ جو شخص بغیر امام کے مرے وہ مردار موت مرا اسلئے ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ
مرتے وقت امام کو لے کے مرے اور ظاہر ہے کہ قتل عمد شرعاً ناجائز ہے اس سبب سے

یہ حدیث موضوع ہے اور یہی دلیل اسکے موضوع ہونے پر کچھ ہے کہ اوسکا مضمون
یہاں تک نادر اور قلیل الشہرت رہا کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہ حدیث ملی
اور اگر ملی ہو تو ضعیف سمجھکر چھوڑ دیا۔ اب انصاف کیا جاوے کہ ایسی حدیث کو خود آپ
استدلال میں کیوں پیش فرماتے ہیں اور اگر قابل استدلال سمجھتے ہیں تو مسلم کی دمشق والی
حدیث نے کیا قصور کیا حالانکہ مسلم کی روایتیں بنسبت مسند وغیرہ کے وثوق میں زیادہ
ہیں علاوہ اسکے کل احادیث کو ان الظن لا یغنی من الحق شیئا میں داخل کرکے بے اعتبار
کر دیا تھا پھر ایسی حدیث سے آپ کا استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا پھر استدلال بھی
کیسا کہ جو انکو امام زمان نہ مانے وہ کافر بھی ہے کیونکہ شقاوت جامعہ اسکے سوا اور
کیا ہو سکتی ہے۔ اب دیکھئے جو سزا اس حدیث کے نہ ماننے پر تجویز کر رہے ہیں وہ کس قدر
سخت ہے کہ کامل قرآن کے نہ ماننے والے کی ہونی چاہئے حالانکہ وہ حدیث انہیں کے
اصول پر قابل اعتماد نہیں پھر اگر اوس حدیث میں اونکا نام مصرح ہوتا تو جب بھی ایک بات
تھی گو اوسوقت بھی مناظر کو گنجایش تھی کہ اس نام کے بہت لوگ موجود ہیں اور
آئندہ بھی ہو سکتے ہیں جب سرے سے اوس میں اونکا ذکر ہی نہیں تو اب تو احتمال کو
بھی گنجایش نہ رہی باوجود اسکے اپنے منکر کی سزا دوزخ جو ٹھہرا رہے ہیں کیسی بے باکی ہے
بخلاف اسکے بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بتصریح فرما دی ہے کہ عیسی نبی اللہ بن مریم آخری زمانہ میں آسمان سے دمشق میں اترینگے
اور یہ مجموعہ صفات سوائے عیسی علیہ السلام کے اور کسی پر صادق نہیں آتا باوجود اسکے
مرزا صاحب یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ خدا تعالی نے میرا نام عیسی بن مریم نبی اللہ رکھدیا ہے
الحاصل مرزا صاحب جب دیکھتے ہیں کہ کوئی حدیث اپنے دعوی کو مضر ہے تو کہہ دیتے

کہدیتے ہین کہ وہ بخاری مین نہین ہے اسلئے قابل اعتبار نہین اور کبھی یہہ کہتے ہین کہ
صحیح بھی ہو تو اوس سے ظن ثابت ہوگا اور اوسکا اعتبار ہی کیا اور جب اونکو استدلال
منظور ہوتا ہے تو بخاری و مسلم مین نہ بھی ہو تو وہ حدیث صحیح بھی ہو جاتی ہے اور
خود اوسکا مصداق بھی بن جاتے ہین اور نہ ماننے والے کو جہنمی قرار دیتے ہین
کیا کوئی متدین شخص اس قسم کی کارسازیان اور ناجائز تصرفات احادیث نبویہ مین
کرسکتا ہے کیا ایسے قوی قراین دیکھنے کے بعد بھی عقل کو کسی قسم کی جنبش نہوگی
آخر عقل بیکار نہین پیدا کی گئی - مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۹۵ مین خود فرماتے ہین
اسلام اگرچہ خدا تعالی کو قادر مطلق بیان فرماتا ہے اور فرمودہ خدا و رسول کو عقل پر
فوقیت دیتا ہے مگر پھر بھی وہ عقل کو بیکار اور معطل ٹھہرانا نہین چاہتا انتہی جب خدا
و رسول کے مقابلہ مین عقل بیکار نہین ہوتی تو اوس عقل پر افسوس ہے کہ اس قسم کی
کارسازیان دیکھکر بھی ساکت اور بے حس و حرکت رہے اور کوئی حکم نہ لگاوے -
مرزا صاحب نے جو کہا تھا کہ ممکن ہے کہ حدیثون کے راویون نے عمداً یا سہواً خطا
کی ہو یہہ اُن راویون کی نسبت فرماتے ہین جن پر اکابر محدثین و فقہا نے اعتماد کیا ہے
اور ایک جماعت کثیرہ نے تحقیق کرکے فن رجال مین انکی توثیق کی ہے اور خود
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ سلف خلف کے لئے
بطور وکیل کے ہین اور اونکی شہادت آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہے انتہی -
باوجودیکہ سلف نے اُن راویون کی توثیق کی ہے مگر اقسام کے احتمالات پیدا
کرکے اونکو نہین مانتے اب انکی روایتون کو دیکھئے ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۰ مین تحریر
فرماتے ہین کہ کریم بخش روایت کرتے ہین کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس برس سے پہلے

مجھکو کہا کہ عیسی اب جوان ہوگیا ہے اور لدہانہ مین آکر قران کی غلطیان نکالے گا پھر کریم بخش
کی تعدیل بہت سے گواہون سے کی گئی جن مین خیراتی - بوٹا - کنہیا لال - مراری لال -
روشن لال - گینشامل - وغیرہ ہین اور انکی گواہی یہہ کہ کریم بخش کا کوئی جہوٹ کبھی
ثابت نہوا - دیکھئے قطع نظر گواہون کی حیثیت کے انکی گواہیون سے یہہ ثابت
نہین ہوسکتا کہ کریم بخش سچا آدمی تھا اسلئے کہ انہون نے یہی کہا کہ کبھی جہوٹ اوسکا
ثابت نہوا اعلی درجہ کے جہوٹے کی نسبت بھی کہہ سکتے ہین کہ اوسکا جہوٹ کبھی
ثابت نہوسکا یعنے کمال درجہ کا چالاک اور بیباک ہے کہ باوجودیکہ عمر بھر جہوٹ
کہا مگر اوسکو ثابت ہونے ندیا اسیوجہ سے کتب رجال مین توثیق کے محل مین
یہہ لکہتے ہین کہ فلان صداق عدل لیس بکاذب وغیرہ جس سے جہوٹا نہونا بتصریح
معلوم ہوتا ہے - پھر اگر تسلیم بھی کرلیا جاے تو وہ راوی منفرد ہے کوئی اوسکا تابع
نہین اور روایت کی یہہ کیفیت ایک شخص مجذوب کا کلام جسکو خود خبر نہین کہ
بڑ مین کیا کہہ رہا ہون پہر اوس حدیث کا مضمون کیسا کہ عیسی قران مین غلطیان
نکالے گا عجیب قسم کا سلسلہ قایم ہوگیا ہے محدثین کے یہان سلسلۃ الذہب مشہور
ہے معلوم نہین کہ اس سلسلہ کو اگر وہ دیکہین تو کیا بولینگے -
اس روایت کے بعد ازالہ ص ۷۱۹ مین لکہتے ہین کہ مکاشفہ مذکورہ بالا کے موید ایک
رویای صالحہ ہے جسکو ایک بزرگ محمد نام خاص مکہ کے رہنے والے عربی مکی نے
دیکہا ہے کہ مین مشرق کی طرف گیا دیکہتا ہون کہ عیسی علیہ السلام آسمان سے اترآیا
پہر میری آنکہہ کہل گئی اور مینے دل مین کہا کہ انشاء اللہ تعالی عیسی علیہ السلام میری
زندگی مین اتر آئیگا اور مین اوسکو اپنی آنکہہ سے دیکہہ لونگا انتہی یہہ بزرگ علم سے

بے بہرہ ہے عیسیٰ کو خواب میں دیکھتے ہی سچ مچ عیسیٰ سمجھ لیا اور یہ خیال کیا
کہ عیسیٰ اپنی زندگی میں اتر یگا۔ یہ تو مرزا صاحب بھی ازالہ صفحہ میں لکھتے ہیں
کہ صدہا مرتبہ خوابوں میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایک چیز نظر آتی ہے اور در اصل اوس سے
مراد کوئی دوسری چیز ہوتی ہے انتہیٰ یوسف علیہ السلام کو جو تعبیر کا علم دیا گیا تھا
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ تعبیر نہیں ہوتی چنانچہ بادشاہ
نے جو خواب دیکھا تھا کہ دبلی گایوں نے موٹی گایوں کو کہا گیا اوسکی تعبیر قحط سالی
دی گئی جس سے ظاہر ہے کہ سنین قحط گایوں کی شکل میں دکھلا دئے گئے تھے جن میں
نہ صورۃً مماثلت ہے نہ اسماً۔ اسیطرح تعبیر کی معتبر کتابوں میں مصرح ہے کہ جو کوئی
عیسیٰ علیہ السّلام کو خواب میں دیکھے وہ دور و دراز کا سفر کریگا یا طبیب بنے گا یا
طاعت کی اُسکو توفیق ہوگی۔ تعجب نہیں کہ اس خواب کے بعد کسی صاحب نے مرزا صاحب
کی زیارت کے شوق میں ہندوستان کے سفر دور و دراز کی مشقت گوارا کی ہو جس سے
خواب کی تعبیر پوری ہوگئی ہوگی غرض کہ اس خواب کی تعبیر کو نہ عیسیٰ سے تعلق ہے نہ مثیل
عیسیٰ سے اگر یورپ کا سفر بھی انہوں نے کیا ہو تو جب بھی تعبیر پوری ہوگئی بہرحال
اول تو وہ خواب اور وہ بھی ایک مجہول اور جاہل شخص کا جسکو تعبیر کا علم نہیں پھر تعبیر
اوسکی حسب تصریح کتب فن ایسی کہ جس کو مرزا صاحب کے مقصود سے کوئی تعلق
نہیں ایسے وثوق کہ اپنے عیسیٰ موعود ہونے پر اوس سے استدلال کیا جاتا ہے۔
عجیب بات ہے کہ ہزارہا کتب تفسیر و حدیث سے جو ثابت ہے وہ تو بالائے طاق
رکھا ہے اور ایسی روایتوں کی بنیاد پر مرزا صاحب کا نیا کارخانہ قایم ہو جانے
کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی بجز اسکے کہ آخری زمانہ کا مقتضیٰ کہا جاوے۔

اور ازالۃ الاوہام صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں محمد یعقوب صاحب نے میرے پاس بیان کیا
کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم سے میں نے سنا ہے کہ انکی نسبت یعنی اس
عاجز کی نسبت کہتے تھے کہ میرے بعد ایک عظیم الشان کام کے لئے وہ مامور کئے
جائینگے۔ مجھے یاد نہیں کہ اسوقت کون کون موجود تھے مگر میاں عبد اللہ سنوری
نے میرے پاس بیان کیا کہ میں اس تذکرہ کے وقت موجود تھا اور میں نے اپنے کانوں
سے سنا ہے انتہی اس روایت کے راوی فقط یعقوب صاحب ہیں اور جس طرح
کریم بخش کی توثیق کی گئی تھی اونکی نہیں کی گئی۔ اور روایت جو غزنوی صاحب سے ہے
اوس سے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ اونکو اس غیب کی خبر کسی نے دی تھی یا مرزا صاحب کی
جودت طبع کو دیکھکر اپنا قیاس انہوں نے ظاہر کیا تھا۔ پھر عظیم الشان کام کی تعیین بھی
نہیں اور نہ لغت یا عرف میں اوسکے معنی مسیحیت کے ہیں۔ غور کرنے کی جگہ ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسی علیہ السلام کی تعیین ان متعدد الفاظ سے فرما رہے ہیں کہ کسی دوسرے
پر ہرگز صادق نہیں آسکتے یعنی عیسی ابن مریم روح اللہ مسیح آسمان سے اترینگے وہ تو
قابل اعتبار نہوا اور غزنوی صاحب کا یہہ کہدینا کہ مرزا صاحب ایک عظیم الشان کام کے
مامور ہونگے عیسی موعود ہونے کے لئے کافی ہو جاے کس قدر جرات و بیباکی کی
بات ہے۔ جسکے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی عظمت بھی ہو اوس سے یہہ کام
ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اب اہل انصاف سے ہم پوچھتے ہیں کہ جتنا وثوق و اعتماد مرزا صاحب کو الہی بخش اور
یعقوب صاحب اور بوٹا اور کنہیا لال اور روشن لال اور کنیشا مل پر ہے کیا مسلمانوں
کو امام مسلم و نسائی وغیرہ محدثین اور اونکے اساتذہ پر اتنا بھی ہونا چاہیے۔

مرزا صاحب تو ان لوگون کی روایت اپنے استدلال مین پیش کرین اور اونکی استاد سکو مان لیں اور اہل اسلام اکابر محدثین کی روایتین پیش کرین اور وہ قابل وثوق نہ سمجھے جائین۔ ہمین مرزائیون سے شکایت نہین اونکو ضرور ہے کہ اپنے مقتدا کی بات مان لین کیونکہ ہر فرقہ والے کا یہی فرض منصبی ہے۔ اگر شکایت ہے تو مسلمانون سے ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی بات نہ مان کر مرزا صاحب کی طرف مائل ہوجاتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ لاکھہ سے زیادہ مسلمان مرزائی ہوگئے اور برابر ہوجاتے ہین جس سے اونکو یہہ لازم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے ہم خیال ہوکر احادیث کو قابل اعتبار نہ سمجھین مسلمانون کو نصاری وغیرہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ اپنے دین کی روایتون پر وہ کسقدر وثوق رکھتے ہین کہ کسیکی تشکیک و جرح کا اون پر اثر نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین بہت کچھہ لکھا مگر کسینے اوسکو قابل توجہ نہین سمجھا اور بہت سے مسلمان ازالۃ الاوہام کو دیکھکر اپنے اعتقادون سے پھر گئے۔ اگر پہلے ہی سے وہ لوگ برائے نام مسلمان تھے جن پر مرزا صاحب کا افسون کارگر ہوگیا تو ہمین اون مین بھی کلام نہین ایسے لوگون کا دین اسلام سے خارج ہوجانا ہی اچھا ہے ہمارا روے سخن اُن حضرات کی طرف ہے جو لاعلمی سے مرزائی دین اختیار کرلئے ہین اونکو چاہئے کہ ان امور پر اطلاع ہونے کے بعد توبہ کرکے تجدید اسلام کرین وما علینا الا البلاغ —

مرزا صاحب نے جس طرح احادیث کے ساقط الاعتبار کرنے کی فکر کی اوس سے زیادہ تفسیرون کے وہ دشمن ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۶ مین لکھتے ہین کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے مولویون کو بہت خراب کیا ہے اور اونکی دلی

دماغی قوی پر اثر ان سے پڑا ہے اس زمانہ میں بلا شبہ کتاب الہی کے لئے ضرور
ہے کہ اوسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاوے کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم
دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہین اور نہ ایمانی حالت پر
اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہو رہی ہین ۔
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶ مین لکھتے ہین کہ پھر اسکے بعد الہام کیا گیا کہ ان
علما نے میرے گھر کو بدل ڈالا ۔ اور جو ہون کی طرح میرے نبی کی حدیثون کو کتر رہے
ہین انتہی ۔ ابہی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے احادیث مین رخنہ اندازی کی کئی
تدبیرین نکالین ۔ کبھی کہتے ہین کہ راویون نے عمداً یا سہواً بعض احادیث کے
پہنچانے مین خطا کی ہوگی ۔ کبھی کہتے ہین کہ احادیث اگر صحیح بھی ہون تو مفید
ظن ہین و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ اور کبھی کہتے ہین کہ جو حدیث بخاری میں
نہو وہ ضعیف ہے قابل اعتبار نہین ۔
بخاری شریف مین کئی قسم کی حدیثین مذکور ہین ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
افعال و اقوال صحابہ کے اقوال و افعال اور تابعین وغیرہم کے افعال و اقوال
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حدیثین بحذف مکررات اگر اوس مین
دیکھی جائین تو دو تین ہزار سے زیادہ نہونگی ۔ حالانکہ محدثین کی تصریح اور عقل کی رو
سے اگر دیکھا جاوے تو تیئس سال کی مدت نبوت مین لاکھون باتین آپنے کی
ہونگی جو کل حدیثین ہین ۔ مرزا صاحب نے سواے اون دو تین ہزار حدیثون کے
جو بخاری مین ہین سب کو ساقط الاعتبار کر دیا ۔ پھر بخاری کی حدیثون مین بھی
یہہ احتمال کہ راویون سے خطا کی ہوگی اور معراج کی حدیثین باوجودیکہ بخاری مین

موجود ہین عقلی احتمالات سے سب کو رد کر دیا اور تمام حدیثون مین کہ جو کلام کہ اگر وہ صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہونگی والظن لا یغنی من الحق شیئا۔
اب دیکھیے کہ مرزا صاحب نے احادیث مین کیسے کیسے رخنے ڈال دیے اور اونکے مخالفین کو بھی دیکھ لیجئے کہ اونکا کیا دعوی ہے۔ وہ بھی دعوی کرتے ہین کہ معجزات ۔ معراج ۔ علامات قیامت ۔ جسمانی حشر۔ نزول عیسی علیہ السلام اور خروج دجال وغیرہ مباحث مختلف فیہ مین جس طرح احادیث وارد ہین وہ قابل تسلیم ہین اور مرزا صاحب کسیکو نہین مانتے ۔ اب غور کیا جاے کہ اگر وہ چوہون کا الہام صحیح ہے تو مرزا صاحب چوہون کی طرح حدیثون کو کتر رہے ہین یا اہل سنت ۔ مرزا صاحب کو الہامون کا تو دعوی ہے مگر معنے نہین سمجھتے ۔

مرزا صاحب نے جس طرح احادیث کے ساقط الاعتبار کرنے کی فکر کی ہے اوس سے زیادہ وہ تفسیرون کے دشمن ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہین کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے مولویون کو بہت خراب کیا ہے اونکی دلی اور دماغی قوی پر اثر اون سے پڑا ہے اس زمانہ مین بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے ایک ہی اور صحیح تفسیر کی جاے کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہین نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہو رہی ہین ۔

مرزا صاحب تفسیرون پر نہایت خفا ہین اور انکے پہلے سرسید صاحب بھی بہت خفا تھے

چنانچہ تہذیب الاخلاق وغیرہ سے ظاہر ہے اور ان صاحبون کی کوئی خصوصیت
نہین بلکہ مذاہب باطلہ کے فرقے مین سب کا یہی حال رہا ہے وجہ اوسکی
یہہ ہے کہ تفاسیر مین کل احادیث واقوال صحابہ جو ہر آیت سے متعلق ہین
اون مین پیش نظر ہو جاتے ہین اسلئے ان لوگون کو نئی بات تراشنے کا موقع
نہین ملتا اور اگر تراشا بھی تو کوئی ایماندار اوسکو نہین مانتا اسلئے کہ وہ جانتے
ہین کہ ہر آیت قرآنی مین جو حق تعالی کی اصل مراد ہے اوسکو حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اسلئے کہ قران حضرت ہی پر نازل ہوا ہے اور
چونکہ صحابہ ہمیشہ حاضر خدمت رہتے تھے اونکو ہر آیت کے اترنے کا موقع اور
شان نزول وغیرہ اسباب وقرائن معلوم رہتے تھے جس سے مضمون ومقصود
آیت کا خود سمجھہ مین آجاتا اور جب حضرت پڑھکر سناتے تو جو غوامض معلوم
نہوتے پوچھہ لیتے تھے یا خود حضرت بیان فرما دیتے پھر حضرت کی مجلس مبارک
مین بلکہ اوس زمانہ مین سوائے خدا کی باتون کے کسی چیز کا ذکر ہی نتہا خواہ کوئی
دنیوی کام ہو یا دینی وقایع گزشتہ ہون یا آیندہ سب کی تعلیم حق تعالی اپنے
کلام پاک سے فرما دیتا اگر کوئی اعتقاد یا عمل کسیکا خلاف مرضی الہی ہوتا فوراً
وحی اتر آتی چنانچہ صحابہ کہتے ہین کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس
عالم مین تشریف رکھتے تھے ہم اپنی بی بیون سے معاشرت کرنے مین ڈرتے
رہتے تھے کہ کہین ایسی بے موقع کوئی بات صادر نہو جسکے باب مین وحی اتر آے
اور قیامت تک مسلمانون مین اوسکا ذکر ہوتا رہے - الغرض علاوہ فہم قرآن
کے اونکے حرکات سکنات اعمال اخلاق اعتقادات نیات کل مطابق

قرآن شریف کے ہوگئے تھے اور فیضان صحبت نبوی اور روزمرہ کی مزاولت
اور ممارست کی وجہ سے اونکو مضامین قرانیہ کا ملکہ ہوگیا تھا اور اونکے
سینہ نور وحی سے منور تھے اونکے دلون مین قران ایسا سرایت کئے ہوسے
تھا جیسے روح جسد مین الحاصل مختلف اسباب اس بات پہ گواہی دے رہے ہین
کہ اصل معانی قرآن کا علم صحابہ کو بخوبی حاصل تھا اور چونکہ تفسیر بالرائے کو وہ
کفر سمجھتے تھے اس وجہ سے یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ جن آیات کی تفسیرین صحابہ سے
مروی ہین وہی حق تعالیٰ کی مراد ہین اوسکے خلاف کوی ہندی پنجابی وغیرہ
قرآن کی تفسیر کرے تو وہ خدا تعالیٰ کی ہرگز مراد نہین پہر صحابہ کا کمال علم اور
جوش طبیعت اور ترغیب ابلاغ اور ترہیب کتمان علم وغیرہ اسباب کا مقتضی
یہی تھا کہ اسلامی دنیا آفتاب علم سے مثل نصف النہار روشن ہوجا ے چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ جہان تک اسلام کی روشنی پہیلتی گئی اوسکے ساتھہ ساتھہ علوم دینیہ
کی روشنی بہی پہیلتی جاتی تہی تابعین صحابہ کے علوم سے مالا مال تھے اور اونکے
علوم سے تبع تابعین علیٰ ہذا القیاس - انہین حضرات نے اون تمام علوم کو
اپنی مفید تصانیف مین درج کردئے جنکی بدولت ہم آخری زمانہ والے بہی
اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت معنوی سے محروم نہین ہین -
اون حضرات کے جس قول کو دیکہئے ہزارون تفاسیر وغیرہ کتب دینیہ مین موجود
ہے مثلاً ابن عباس رض کا کوی قول کسی آیت سے متعلق دیکہا جاے تو ہزارون
کتابون مین بعینہ وہ قول یا اوسکا مضمون مل سکتا ہے اسیطرح صحابہ کے کل اقوال
اور احادیث ہزارون کتابون مین ملتے ہین جس سے بتواتر اونکا ثبوت ظاہر ہے

تو البتہ یہین کہہ سکتے تہے اگر جب مستندین اور معتمد علیہ اشخاص نے اپنی کتابون
مین اون احادیث و آثار کو ذکر کیا تو اس مین شک نہین ہوسکتا کہ اون کو
اوسکے ثبوت کا یقین ضرور تھا پھر جب ہزارون معتمد علیہ علما کا یقین اون روایات
کے ثبوت پر ہم تک پہونچا تو ہمین اونکے ثبوت مین شک کرنے کا کوئی موقع نہین
جب تک یقینی طور پر اونکا غلط ہونا یا من جمیع الوجوہ نصوص قطعیہ کا معارض ہونا
ثابت نہوجاوے چنانچہ مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کا مناظرہ مسئلہ
عرض الحدیث علی القرآن مین جو ہوا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ کسی معتبر عالم کا کتاب
مین لکھدینا مرزا صاحب اعتماد کے لئے کافی سمجھتے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام
مین لکھتے ہین کہ صاحب تلویح نے لکھا ہے کہ وہ حدیث یعنے عرض الحدیث
علی القرآن بخاری مین موجود ہے اب اوسکے مقابلہ مین یہہ عذر پیش کرنا کہ
نسخہ جات موجودہ بخاری جو ہند مین چہپ چکے ہین اون مین یہہ حدیث موجود
نہین سراسر نا سمجہی کا خیال ہے جس حالت مین ایک سرگردہ مسلمانون کا اپنی
شہادت رویت سے اوس حدیث کا بخاری مین ہونا بیان کرتا ہے تو
صاحب تلویح کی شہادت بالکل نکمی نہین ہوسکتی پس آپکی یہ دلیل نفی بے سود
ہے اگر صاحب تلویح کاذب ہوتا تو اوسی زمانہ کے علما کی زبان سے اوسکی
تشنیع کی جاتی اور اوس سے جواب پوچہا جاتا اور جب کہ کوئی جواب پوچہا
نہین گیا تو یہہ دوسری دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت اوسکی روایت صحیح
تہی انتہی ملخصاً مقصود یہہ کہ وہ حدیث گو اب بخاری مین نہ پائی جاوے مگر
جب صاحب تلویح نے صحیح بخاری سے نقل کیا ہے تو ثابت ہوگیا کہ وہ بخاری

مین ضرور ہے - اب دیکھئے کہ ایک جماعت کثیرہ ایسے علما کی جنکے سلسلہ تلامذہ مین
صاحب تلویح جیسے ہزارون افراد منسلک ہین احادیث و آثار کو اپنی کتابون
مین نقل کی ہے تو اونکے اس شہادت کے مقابلہ مین اگر کوئی دعوی نفی کرے
تو کیونکر وہ قابل قبول ہوگا - اگر اونکی بات غلط ہوتی تو اوسی زمانہ کے علما
اونکی تشنیع کرتے اور جبکہ کسیتے اون پر تشنیع نہین کی تو اب مرزا صاحب کا
ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۴۵ مین بعید لکھنا کہ لوگون نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے خود انہی کے
قول پر ہرگز قابل سماعت نہین ہوسکتا - الغرض ہر آیت کی تفسیر احادیث و آثار سے
جب ہمین متواتر ہو پہنچے اور یقین ہوگیا کہ وہی معنی حق تعالی کی مراد ہین تو ایمان اردو
کا ایمان اس بات کو کیونکر گوارا کریگا کہ کیسکے دل سے گھڑے ہوسے معنی کو مان کر
عذاب اخروی کا مستحق بنے کیونکہ جو معنی خلاف اون تفاسیر کے ہین وہ قرآن کے
معنی ہی نہین اوس معنی کو مان کر قرآن کے اصلی معنی پر ایمان نہ لانا قرآن کے ایک حصے
کو چھوڑ دینا ہے جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے کما قال تعالی أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ
الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ
ترجمہ کیا تم ایمان لاتے ہو تھوڑی کتاب پر اور منکر ہوتے ہو تھوڑی کتاب سے پھر جو
کوئی تم مین سے ایسا کرے اوسکی جزا یہی ہے کہ دنیا مین اوسکی رسوائی ہو اور قیامت
کے روز سخت سے سخت عذاب مین پہونچائی جاسے اور اللہ بیخبر نہین تمہارے
کام سے - اب دیکھئے کہ پورے قرآن پر ایمان لانیکی بجز اسکے اور کونسی صورت ہے
کہ ہر آیت کے جو معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے مروی ہین اوسپر ایمان لائین

اور یہہ بات بغیر کتب تفاسیر کے حاصل نہین ہو سکتی۔ اس صورت مین کتب تفاسیر کو
مسلمانون مین کسقدر وقعت ہونی چاہیئے اور حضرات مفسرین کے کس قدر شکرگزار
ہونا چاہیئے کہ قرآن کے اصلی معنی کی حفاظت کرکے مسلمانون کو کیسی کیسی بلاؤن
سے نجات دی بے ایمانی سے بچا لیا خودغرضون کے داؤ پیچ سے امن مین رہنے
کے لئے ایک مضبوط حصار کھینچ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
قرآن کے معنی مین کوئی شبہہ ڈالے تو حدیث سے اوسکو صاف کرلو کیونکہ اہل حدیث
جو مفسرین قرآن ہین اوسکو خوب جانتے ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین
دارمی سے یہہ روایت نقل کی ہے اخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتیکم
ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ
یعنے عمر رض نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تمہارے پاس لوگ آکر قرآن کے شبہات مین جھگڑا
کرینگے سو اونکو حدیثون سے الزام دو اسلئے کہ احادیث کو جاننے والے قرآن کو زیادہ
جانتے ہین انہی مفسرین نے یہی کام کیا کہ ہر آیت سے متعلق جو احادیث و آثار صحابہ
ہین سب کو ایک جگہہ جمع کردیا تاکہ اہل شبہات کو الزام دینے کا سامان اور سرمایہ مسلمانون
کے ہاتھہ مین ہے جس سے مرزا صاحب سخت ناراض ہین۔ دراصل یہہ حق تعالی کا فضل
اور اوس وعدہ کا ایفا ہے جو اپنی کتاب مجید کی ہر طرح حفاظت کا ذمہ لیا ہے کما قال تعالے
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنے ہمنے قرآن کو اتارا اور ہمین اوسکی حفاظت
کرینگے۔ اب دیکھئے کہ اگر تفاسیر نہوتے تو وہ معنی جو حق تعالی کی مراد ہین کیونکر محفوظ
رہتے اور ہزارون بے دین اور دجال جنکے نکلنے کی خبرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بار ہا دی ہین جو شبہات پیدا کرکے اپنے دل سے نئے نئے معنی گھڑ لیتے اوسے بچنے کی

کیا صورت ہوتی - اور کونسی تدبیر قرآن کے اصلی معنی سمجھنے کی تھی جسکی نسبت ارشاد ہے
إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ یعنے قرآن ہمنے قرآن عربی اتارا تاکہ تم سمجھو
غرض مفسرین من جانب اللہ اس کام پر مامور ہوے کہ قرآن کی نظم و معنی کی پوری
پوری حفاظت کریں اور باطل اوس میں کسی طرف سے آنے نہ پاوے جیسا کہ ارشاد ہے
لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ یعنی قرآن
میں نہ روبرو سے باطل آسکتا ہے نہ پیچھے سے اگر تفاسیر نہوتے تو علاوہ دوسرے
ملاحدہ کے خیالات کے جو سیکڑوں انگریزی سے مسمریزم وغیرہ خرافات بھی
قرآن میں داخل ہو جاتے ہر چند لوگ بہت چاہتے ہیں کہ قرآن میں تغیر تبدل کر دیں
جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ یعنے چاہتے ہیں
کہ قرآن کو بدل دیں - مگر کسی سے کیا ہو سکتا ہے تفاسیر نے اون سب کو روک
دیا اور جب تک حق تعالیٰ کو منظور ہے ایسا ہی روکتی رہینگی اہل انصاف غور کریں
کہ جو لوگ تفسیریں اپنے دل سے گھڑ کے پیش کرتے ہیں کیا اونکی نسبت یہ حسن ظن
ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اونکا مقصود تو علانیہ یہی ہے کہ کلام الٰہی
کو بدل کر اونکو بے ایمان بنادیں - اس دعوے کی توضیح اس سے بخوبی ہو سکتی ہے
کہ حق تعالیٰ جو فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ یعنے مردار
اور خون اور خنزیر کا گوشت تم پر حرام کیا گیا ہے اگر کوئی اسکے یہ معنے بتاے
کہ میتہ اور دم اور لحم خنزیر چند آدمیوں کے نام تھے اونکی حرمت کا حکم اس
آیت میں ہے اور یہ کہے کہ مردار اور خون اور گوشت خنزیر سے اسکو کوئی تعلق
نہیں یہ سب چیزیں حلال ہیں - کیا کوئی مسلمان اس اعتقاد والے کو یہ سمجھیگا

کہ اوسکا ایمان اس آیت پر ہرگز نہیں ایسا شخص بے ایمان کس وجہ سے سمجھا جاویگا۔ اسلیے
سے کہ وہ قسم کہا کر کہے کہ مین اس آیت کو کلام الہی سمجھتا ہون۔ کہ اوسنے مخالفت
ایسے معنی کی جو احادیث اور اقوال صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہین
ورنہ ان الفاظ کے معانی قرآن مین کہین نہین جنکی مخالفت کا الزام اوسپر لگایا جاتا
غرض یہہ بات قابل تسلیم ہے کہ جو معانے قرآن کے لفظا یہ ہین نکلتے ہین انہی پر
ایمان لانیکے قابل ہین اور جو معنے اوسکے خلاف کوی اپنی طرف سے تراش لے
اوسکو قبول کر لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابو منصور نے اپنی جماعت کو سمجھا دیا تھا
کہ میتہ وغیرہ کسیکے نام ہین انہی کی حرمت تھی مردار اور خنزیر کے گوشت سے
اس آیت کو کوی تعلق نہین وہ سب چیزین حلال ہین اور فرقہ منصوریہ کا یہی اعتقاد
ہے سو اگر ہمکو خدا و رسول کی مراد پر ایمان لانا ہے تو لیئے اسلاف کی تفسیرون کو
اپنا مقتدا بنا رکہو ورنہ ابو منصور کی طرح جسکا جو جی چاہیگا کہکر گمراہ کر دیگا اور ہم
کچھہ نہ سمجھ سکوینگے کہ ہم کو نسی راہ چل رہے ہین۔
یہان یہہ بات بھی سمجھنے کے لایق ہے کہ جو شخص چند آیتون مین کسی غرض ذاتی
کی وجہ سے تصرف کریگا اونکے معنے بدل ڈالے اور دوسرے آیتون کے ساتھہ
کوی غرض متعلق نہونے کی وجہ سے اون مین تصرف نکرے تو وہ اتفاقی سمجھا جائیگا
کیونکہ چند آیتون کے معنی بدلنا اس بات پر گواہی دیرہا ہے کہ اوسکی طبیعت
مین بیباکی اور جرات ہے جب کبھی کسی آیت مین تصرف کرنے کی ضرورت
ہوگی فوراً تصرف کر دیگا جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہہ عدم تصرف
بھی تصرف ہی کے حکم مین ہے چنانچہ قرآن شریف مین ہے کہ چند منافق باوجود

جلسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں نہ نکلے اونکی نسبت حق تعالی نے ارشاد
فرمایا کہ اگر وہ آئندہ ہمراہی کی درخواست بھی کریں تو فرما دیجئے کہ تم لوگ میرے
ساتھہ ہرگز نہ نکلوگے کما قال تعالی فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وجہ اسکی یہی ہے کہ جب ایکبار اونکی
بیباکی معلوم ہوگئی تو ہمیشہ کے لئے اونکا عدم امتثال ثابت ہوگیا اب وہ کتنا
ہی کہیں کہ ہم ہمراہ رکاب چلنے کو حاضر ہیں ہرگز اعتبار کے لایق نہیں ہوسکتے
صدیق اکبرؓ کی خلافت میں بعض لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا حالانکہ
نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کے قایل اور عامل تھے مگر اونکا کچھہ اعتبار نکیا اور
صاف انکے ارتداد کا حکم دیدیا۔

مرزا صاحب نے صرف اپنی عیسویت کی غرض سے کتنے آیتوں کے معنے
بدل ڈئے جیساکہ ابھی معلوم ہوا اور آیندہ بھی انشاءاللہ تعالی معلوم ہوگا تو اب
اونکی وہ تفسیر کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے جسکی نسبت لکھتے ہیں کہ بلاشبہ کتاب الہی
کے لئے ضرور ہے کہ اسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاوے ۔ اور لکھتے ہیں کہ
کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے مولویوں کو خراب کیا ہے ۔ اس نئی تفسیر میں
احادیث واقوال صحابہ وغیرہم سے کوئی تعلق نہوگا اسلئے کہ اگر کچھہ پرانی چیزیں
بھی اوس میں مذکور ہوں تو جدت پسند طبائع اوسکو قبول نکرینگے اور پہر وہ نئی
ہی کیا ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ وہ تفسیر صرف اونکی راے سے ہوگی جسکی ممانعت
ہے اور مرزا صاحب بھی تفسیر بالراے کو کفر بتاتے ہیں ۔ اور اگر تہوڑی احادیث
واقوال لکھے جائیں اور تہوڑی نہ لکھی جائیں تو وہ ترجیح بلا مرجح ہوگی پہر مرجح یہہ ہوگا

کہ مرزا صاحب اپنی اغراض کو پوری کرنے کے لئے جن احادیث و اقوال کو منشاء
سمجھینگے ذکر کرینگے اور جنکو مخالف سمجھینگے اونکو یا یہہ کہہ خلاف قرار دیکر رد کر دینگے
اور آیت کو تاویل کرکے اپنی طرف کھینچ لینگے - انکا مطلب یہہ ہوا کہ کلام الہی
مرزا صاحب کی غرض کے پیچھے پیچھے رہے نعوذ باللہ من ذالک یہہ نئی تفسیر جو انکے
احادیث و آثار کے خلاف مین ہوگی مسلمانون کے کس کام آسکتی ہے اونکا تو
منشا یہہ ہے کہ جو کچھہ ہمارے نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات
کی تفسیر کی ہے وہ غلط ہے اسلئے اس نئی تفسیر کی ضرورت ہوئی تو کیا مسلمان
لوگ یہہ مان لینگے کہ اپنے نبی کی بات غلط ہے اور اگر مان لینگے تو کیا پھر یہہ دعوی
بھی کرینگے کہ ہم امت محمدیہ مین ہین میری راے مین کوئی مسلمان کتنا ہی ادنی درجہ کا
ہو اتنا بھی ضعیف الاعتقاد نہوگا -

یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جو لوگ احادیث و آثار کو ساقط الاعتبار کرکے صرف
قرآن پر اپنی دعاوی کا مدار رکھتے ہین اور اوسکے معنی جو احادیث اور
آثار سے ثابت ہین بدل دیا کرتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے یریدون
اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ یعنے وہ لوگ چاہتے ہین کہ اللہ کے کلام کو بدل دین
اور جب قرآن ہی بدل دیا جاے اور احادیث متروک ہو جائین تو ظاہر ہے کہ
دین ہی بدل دیا گیا کیونکہ دین وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا تھا ایسے
لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ یعنے کیا اللہ
کے دین کے سوا کوئی دوسرا دین چاہتے ہین وہ اور دوسرے دین کی خواہش
کرنے والون کی نسبت ارشاد ہوتا ہے قولہ تعالی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ

دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ
قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ
الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا
لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ترجمہ جو کوئی سوا اسلام
کے اور دین چاہے سو اوس سے ہرگز قبول نہوگا اور وہ لوگ آخرت مین نقصان
پائینگے کیونکر ہدایت کریگا اللہ ایسے لوگون کو جو منکر ہوگئے ایمان لا کر اور
گواہی دی کہ رسول سچا ہے اور پہنچ چکی اونکو نشانیان اور اللہ ہدایت نہین کرتا
بے انصاف لوگون کو ایسے لوگون کی سزا یہہ ہے کہ اون پر لعنت ہے اللہ کی
اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی پڑے رہینگے اوس مین ہلکا نہوگا اون پر عذاب
اور نہ اونکو مہلت ملیگی انتہی اس آیۂ شریفہ مین سزائین جا اون لوگون کی ہین
جو مسلمان کہلا کر دوسرا دین اختیار کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے برحق ہونے کی بھی گواہی دیتے ہین یہہ بات برابر اون لوگون پر صادق
آتی ہے کہ قرآن کے معنے اپنی طرف سے بنا کر نیا دین نکالتے ہین الحاصل ادنی
تامل سے یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ کتب تفاسیر کو چھوڑنے مین بڑی بڑی
مصیبتون کا سامنا ہے شرف الدین النصیحہ کے لحاظ سے یہہ کہنے کی ضرورت
ہوئی وما علینا الا البلاغ ۔

بھلا حملہ حدیث و تفسیر ہی پر تھا جتنے ملاحدہ گذرے ہین سب کا حملہ تفاسیر پر ہوا
کیونکہ ہر ایک مسئلہ ان کتابون مین مختلف روایات سے وارد ہونیکی وجہ سے

ایسا مصرح اور مفصل ہو جاتا ہے کہ کسیکو کوئی بات بنانے کا موقع نہین مل سکتا بخلاف اسکے اونکو چھوڑکر صرف قرآن سے تمسک ہونے لگے تو ہر ایک کو تاویلات کی خوب گنجایش مل جاتی ہے اسیوجہ سے نمازون کی تعیین اور تعداد رکعات وغیرہ مین کمی و زیادتی کی گنجایش اون لوگون کو مل گئی تھی اگر احادیث و تفاسیر پر اونکے اتباع کا اعتقاد ہوتا تو اسکا موقع ہی نہ ملتا ۔

حق تعالی نے قرآن مین جو کچھہ بیان فرمایا ہے گو مفصل ہے مگر پھر بھی سب مین ایک قسم کا اجمال ہے جسکی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اگر کچھہ بات نہولی اور کل امور قرآن شریف مین بالتفصیل بیان کئے جاتے تو ما آتاکم الرسول فخذوہ یعنے جو کچھہ رسول تمکو دین اوسکو لو فرمانے کی ضرورت ہی نرہتی اس سے ظاہر ہے کہ قرآن نے حدیث کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین روایت کی ہے واخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک بن انس عن ربیعۃ قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الکتاب وترک فیہ موضعا للسنۃ یعنے حق تعالی نے قرآن تو نازل فرمایا مگر حدیث کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جو لوگ حدیث و تفسیر سے مخالفت کرنا چاہتے ہین اونکا مقصود یہی ہوتا ہے کہ آیات قرآنیہ کو اونکے معنے سے ہٹاکر دوسرے معنی پر منطبق کردین اسکا نام الحاد ہے کیونکہ الحاد لغت مین مائل ہونے اور مائل کرنے اور حق سے عدول کرنے کے ہین جیسا کہ لسان العرب وغیرہ مین مصرح ہے اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین روایت کی ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ تعالی ان الذین یلحدون فی ایاتنا قال ہو ان یضع الکلام علی غیر موضعہ یعنے ابن عباس رض ان الذین یلحدون کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ الحاد کے

معنے بیچ میں کہ کلام کے اصلی معنے چھوڑکر دوسرے معنے لیے جائیں اور تفسیر در منثور
میں ہے واخرج احمد فی الزہد عن عمر بن الخطاب قال ان ہذا القرآن کلام اللہ
فضعوہ علی مواضعہ ولا تتبعوا فیہ اہواءکم یعنے یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسکو
اسکے مواضع اور معانی پر رہنے دو اور اپنی خواہشوں کو اس میں دخل مت دو
انتہی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ دوسرے معنی لینے میں اصلی معنی کی تکذیب ہوجاتی ہے
چنانچہ در منثور میں ہے واخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادہ رضی اللہ عنہ
قال الالحاد التکذیب۔ اب دیکھئے کہ حق تعالی عیسی علیہ السلام کی شان میں فرماتا
یحی الموتی باذن اللہ لغت میں احیا کے معنی زندہ کرنے کے ہیں اور احادیث
و آثار سے بھی یہی معنے ثابت ہیں مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مسمریزم سے
قریب الموت بیماروں کو حرکت دیتے تھے صرف یہ ایک ہی نہیں بلکہ وہ
ایسا ہی کیا کرتے ہیں الغرض ان تمام روایات و آیات سے ثابت ہے کہ ایسے
معنے آیہ شریفہ کے قرار دینا الحاد و تکذیب قرآن ہے جسکی نسبت حق تعالی
فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ
خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ جو الحاد کرتے ہیں ہماری آیتوں میں وہ
ہم سے چھپ نہیں سکتے کیا جو ڈالا جائیگا دوزخ میں بہتر ہے یا وہ جو آئیگا امن
سے قیامت کے دن۔ یعنے الحاد کرنے والے خدا تعالی سے چھپ نہیں سکتے
وہ قیامت کے روز دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ ہم صرف بلحاظ خیر خواہی کے آیات
و احادیث کو پیش کررہے ہیں اسپر بھی اگر توجہ نفرماوین تو مجبور ہیں وَمَا عَلَیْنَآ
اِلَّا الْبَلٰغُ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ترجمہ اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو آیات اوسکے
رب کے یاد دلائے جائیں تو اون سے منہہ پہیر لیتا ہے ہم گنہگاروں سے بدلا لینے
والے ہیں۔ الحاصل آیات قرآنیہ کے نئے معنے تراشنا ایک قسم کی تحریف و تبدیل
ہے جسکی نسبت سخت وعیدیں وارد ہیں اور اس تحریف کی حفاظت صرف کتب
تفسیر سے متعلق ہے جیسا کہ خود مرزا صاحب بھی براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں
کہ قرآن شریف کا متحرف و مبدل ہونا اسلئے محال ہے کہ اللہ تعالی اوسکا حافظ
لاکہوں مسلمان اوسکے حافظ ہیں ہزارہا اوسکی تفسیریں ہیں۔
مرزا صاحب کے تدین و انصاف سے توقع ہے کہ ہرگز اعتراض نفرما دینگے۔
اہل بصیرت پر یہہ امر پوشیدہ نہیں کہ جو لوگ آیات قرآنی میں الحاد کرتے ہیں اونکی
غرض یہی ہوتی ہے کہ جہگڑا کرکے اپنے تراشے ہوے معنی کو ثابت کریں اور معنی
حقیقی کو باطل کردیں یہہ کس قدر دیانت کے خلاف ہے حق تعالی فرماتا ہے۔
وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ
ترجمہ اور مجادلہ کیا انہوں نے باطل کے ساتھہ تا کہ ناچیز کردیں
حق کو پھر میں نے پکڑ لیا اونکو تو میرا عذاب کیسا تھا۔ اور درمنثور
میں امام سیوطی رح نے یہہ روایت نقل کی ہے عن ابی ہریرہ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جدالا فی القران کفر یعنے
قرآن میں جہگڑنا کفر ہے حق تعالی اس بلا سے سب مسلمانوں کو
بچا وے اور پورے قرآن پر ایمان نصیب کرے۔
اب مرزا صاحب کے دلائل سنئے جو اپنی رسالت و عیسویت پر قایم کرتے ہیں

یہہ امر کسی مسلمان پر پوشیدہ نہین کہ رسالت اور نبوت کا درجہ خدائے تعالی کے نزدیک
تمام مدارج سے اعلی اور ارفع ہے اور جن بندگان خاص کو حق تعالی نے اس خدمت
کے لئے انتخاب فرمایا ہے اونکو اپنے فضل وکرم سے گناہون سے محفوظ رکھکر خلق
مین ایسا نیکنام اور نیک رو بنا رکھا کہ کوی اونکو دیکھنے کے بعد کسی قسم کے رذائل کا
الزام اونپر نہ لگا سکا جو لوگون کی نگاہ مین اونکو ذلیل وخفیف کرنے والے ہون
مثلاً یہہ کسی نبی کی نسبت الزام نہین لگایا گیا کہ دغاباز جھوٹے بدمعاش مال مردم خوار
وغیرہ ہین۔ یون تو جتنے رذائل اور بدنما افعال ہین سب سے انبیا معصوم اور
محفوظ تھے لیکن زیادہ تر اہتمام اسکا رہا کہ مال مردم خوار ہونے کا الزام نہ آنے پاے
کیونکہ یہہ ایسی بری صفت ہے کہ بالطبع آدمی کو اوس سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور
ایسے آدمی کو کوی اپنے پاس آنے نہین دیتا اسی وجہ سے حق تعالی نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپکے اہل بیت پر صدقہ اور زکوۃ پہلے ہی حرام فرما دیا اوسکے بعد
عام حکم ہو گیا کہ ہر مسلمان جسکے پاس تھوڑا بھی مال ہو وہ صدقہ اور ضرورت مین جسقدر
زائد ہو تو وہ زکوۃ دیا کرے۔ ایسی حالت مین حضرت کو لوگون کا مال عمومی مصالح
کے لئے لینے مین کسی قسم کا اندیشہ نہ رہا اسی وجہ سے خود بنفس نفیس صدقے مانگ
لیتے اور فقرا اہل اسلام یتامی وغیرہ مصالح مین تقسیم فرما دیتے اور کسیکو اس
وہم کا موقع بھی نہ ملتا کہ وہ رقم حضرت اپنے ذاتی اغراض مین صرف کرنے کے
لئے وصول فرماتے ہونگے۔ اور حالت ظاہری بھی اسی کو ثابت کرتی تھی کہ
حضرت کو اوس مال سے کوی ذاتی تعلق نہین کیونکہ فقر وفاقہ کی یہہ کیفیت ہاکرتی
تھی کہ دو دو مہینے چولھا نہین سلگتا تھا صرف چھوہارون کے چند دانون پر اوقات بسری

ہوئی اور صدقات وغیرہ کا جس قدر مال آتا فقرا وغیرہ مین صرف ہوجاتا یہی وجہ تھی کہ وفات شریف کے وقت کسی قسم کا مال و اسباب و مکان عالیشان ورثہ کے لئے نہین چھوڑا - ان تمام مشاہدات کے بعد کیا ممکن ہے کہ کسی قسم کی بدگمانی ہوسکے ہرگز نہین - اگر مرزا صاحب کو نبوت اور رسالت خدا کی طرف سے ملتی تو خدا تعالی اونکو بھی بدنما الزامون سے محفوظ رکھتا مگر ایسا نہوا جیسا کہ اونکی کارروائیون سے ظاہر ہے -

مولوی الہی بخش صاحب جو مرزا صاحب کے قدیم دوست اور سالہا سال اونکے رفیق رہے جنکو خود مرزا صاحب نے متقی اور پرہیزگار فرمایا ہے وہ اپنی کتاب عصائے موسی مین مرزا صاحب کا حال لکھتے ہین کہ وہ کیوڑہ بید مشک کی سینی ورلی لگا کر ین مسافت دور و دراز سے بصرف زر کثیر منگوا کر استعمال فرماتے ہین خس کی ٹٹیان لگی رہتی ہین اور برف ہر وقت مہیا رہتا ہے - مرغی انڈا - مشک - پلاؤ - زردہ پشمینہ قالین لحاف وغیرہ مین مستغرق اور منہمک ہین اور بادشاہون کی طرح جائداد و زیور - باغات - محل مکانات - مقبرے - مینار گھنٹہ گھر (کلاک ٹاور) اور مینار روشنی (لاٹ ٹاور) وغیرہ غریبون کے مال سے ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اپنی تفریح اور یادگار بناتے ہین - صرف ایک یادگاری منارۃ المسیح جسمین گھڑی جنگل مین وقت بتانے کو اور لال ٹین روشنی جلانے کو لگائی جائیگی تعمیر کرنے کے واسطے دس ہزار روپیہ چندہ کے لئے اشتہارات شایع کئے گئے یہہ ترفہ اور فارغ البالی اور عیش و عشرت عموماً امرا کو بھی نصیب نہین یہہ عملی نبوت کا طفیل ہے جسکا حال ہمنے ابتدائے کتاب مین لکھا ہے -

جب عقلی معجزات مرزا صاحب صدہا تراشتے ہین تو غور کیا جاوے کہ خاص مال فراہم کرنے کی تدابیر کس قدر سوچتے ہونگے —

عصائے موسیٰ مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب تصویرین اپنی اور اپنے اہل بیت کی اور خاص جائیداد کی اقسام اقسام کی اتروالتے ہین اور اخبارون مین اونکی اشاعت اور خریداری کی ترغیب وتحریص ہوا کرتی ہے — جس سے لاکھون کی آمدنی متصور ہے اسکے سوا اماہواری چندے اقسام کے مقرر ہین جنکا کچھہ حال اوپر معلوم ہوا — اسکے سوا صاحب عصائے موسیٰ نے اپنے ذاتی معلومات جو اوس مین لکھے ہین وہ بھی قابل دید ہین — عصائے موسیٰ صفحہ ۴۲۶ مین لکھا ہے مرزا صاحب غور فرما وین کہ وا ذا انجمن خان مین جو روپیہ سراج منیر ہو دہ سو روپیہ کی لاگت والی براہین کی قیمت مین آیا اوسکو دوسری جگہہ اپنی خانگی و نفسانی حاجات مین خرچ کرنا داخل ہے یا نہ — رسالہ سراج منیر کے چندہ دینے والے و براہین کے خریدار کئی تو مر گئے اور بہت باقی بھی ہین جو حسب وعدہ ہاے مرزا صاحب ہر دو کتب کے منتظر و امیدوار ہین — نیز وہ روپیہ جو مرزا صاحب کے حساب مین آپکو لکھکر بایں غرض جمع کیا گیا تھا کہ جب رسالہ موعودہ بر لے مسٹر الگزانڈر وب امریکہ والا طیار ہوگا تو اس روپیہ سے ترجمہ کرایا جائیگا — سو وہ رسالہ تو وعدہ وعید مین نابود ہوگیا اور اوسکے ساتھہ ہی وہ روپیہ بھی خورد و برد ہوا — پھر جو روپیہ مسجد کے واسطے جمع ہوا وہ کہان گیا — براہین کی نسبت شاید یہہ عذر پیش کرین کہ ہمنے واپسی روپیہ کا اشتہار دیدیا ہے اسلئے بری الذمہ ہوگئے لیکن اس مین یہہ عرض ہے کہ اولاً تو پہلے سے ایسی کوئی شرط نتھی — ثانیاً وہ اشتہار سب روپیہ دہندگان

کے پاس کہان بھیجا گیا ہے - فقط اپنے مریدین اور معتقدین ہی میں اوسکی اشاعت کافی سمجھی گئی تھی - تا لتا اس اشتہار مین بھی ایسا فن حکمت و چالاکی کی کہ بیچارے مظلوم شرم و لحاظ سے مطالبہ روپیہ کی جرأت نکرین اور اگر کرین بھی تو مرزا صاحب کے کسی معتبر کا سارٹیفکٹ پیش کرین - ایک آشنا نے مجھسے پوچھا کہ بقیہ براہین خدا جانے کب آوے - مینے جواب دیا کہ اوسکی انتظار کوئی امید نہین کیونکہ مرزا صاحب اوسکی قیمت واپس کرنیکا اشتہار دے چکے ہین وہ بولا کہ ہمکو تو خبر بھی نہین ہوئی بھلا اب روپیہ ملجاویگا - مینے کہا ہان اگر آپ روپیہ دینے کا سارٹیفکٹ دیدینگے تب اوسنے کہا کہ جسکی معرفت ہمنے روپیہ دیکر کتاب منگوائی ہے وہ تو مر گیا - فقط اسی پر دوسرے بیچارے خریداروں کا قیاس کر لینا چاہیئے - پھر جن لوگون نے براہین کے واسطے سینکڑون روپیہ دئے تھے وہ اشتہار اونکے پاس بھی نہین پہونچا اگر مرزا صاحب کی نیت بخیر ہوتی تو جیسا کہ عاجز کو ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ہمنے روپیہ دہندگان کے نام روپیہ کی کتاب کھولی ہوئی ہے تو اوسکو قایم رکھتے اور اوسکے موافق سب کو روپیہ واپس دیتے اگر کوئی لینے سے انکار کرتا تو پھر آپکا مال تھا - ورنہ اول روپیہ دہندگان و خریداران کو حسب ضابطہ رسید بھی دی ہوتی تا اوسکو پیش کرکے روپیہ وصول کر سکتے - یہہ حق العباد تھا - اس بارہ مین جسقدر سعی و اہتمام ہوتا ثواب و عبادت مین داخل تھا - خیر یہہ تو براہین کے روپیہ کا حال ہوا - باقی سراج منیر و مسٹر الگزنڈر وب والے روپیہ کا کیا عذر ہی علی ہذا القیاس اور بہت رقوم جو کہین کی کہین خرچ ہوئین یہہ سب کیون اذا ائتمن خان مین داخل نہین اذا عاہد غدر مین جو وعدے نسبت براہین احمدیہ جلد اول اعلان سرورق جلد اول و

دوم مین ہن کہ ضخامت سو جز سے زیادہ ہو گی قیمت اول پانچ پھر دس ٹھہریں
اور اقرار کہ اسکی طبع مین آیندہ کبھی توقف نہین ہوگی - جلد سوم کے سرورق پر
فرمایا کہ اب کتاب تین سو جز تک پہونچ گئی ہے اور اخیر صفحہ پر اوسکے قیمت
ایک سو روپیہ قرار دیکر فرمایا کہ اگر اسکے عوض ۱۰ تا ۲۵ روپیہ بھی مسلمان نکالنگی
ندوین تو پھر گویا کام کے انجام سے خود مانع ہونگے (اس فقرہ کی تحریر سے مرزا صاحب
کے اپنے رئیس اعظم صاحب جائداد ہونے اور ہزارہا روپیون کے اشتہارات
دینے کی حقیقت وماہیت بھی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ جو کچھہ ملے پیشگی ملے)۔
جلد چہارم مین آخرکار فرمادیا کہ اسکا متولی ظاہرا و باطنا رب العالمین ہے اور
کچھہ معلوم نہین کہ کس اندازہ و مقدار تک اسکو پہنچادے اور سچ تو یہہ ہے کہ
جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام ظاہر کئے ہین اتمام حجت
کے لئے کافی ہین زندگی کا اعتبار نہین وغیرہ الخ افسوس راستی موجب رضائے
خداست پر جس کا عاجز کو الہام ارشاد ہوا ہے خیال کرکے یہہ نہ فرمایا کہ مصالحہ
اندوختہ ختم ہوچکا ہے اور جو ہمنے تین سو دلائل کا قید تحریر مین اگر طیار ہونا لکھا تھا
غلط تھا اسلئے آیندہ تولیت سے دست بردار ہوتے ہین اور روپیہ وصول شدہ
حق العباد کی عباد اللہ سے معافی چاہتے ہین - پھر وعدہ رسالہ سراج منیر جسکا
چودہ سو روپیہ کے صرف سے طبع کا اعلان سنہ ۱۳۰۴ ہجری سرورق شحنہ
حق پر ہوا تھا جسکے لئے کئی مقامات سے خاطر خواہ چندہ آ گیا تھا اور
جسکی نسبت خاکسار نے جب مرزا صاحب انبالہ مین تشریف رکھتے تھے
بذریعہ خط وعدہ خلافی کی شکایت کی تھی تو مرزا صاحب اسپر درہم برہم ہوکر

خفا ہوئے تھے یہہ ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے جب سرمہ چشم آریہ چھپا تھا اور اوسکے
سرورق پر اوسکی قیمت ۱۲؍ عام سے اور خاص ذی استطاعت سے جو بطور
امداد دین اس شرط و وعدہ پر مقرر کی کہ سراج منیر اور براہین کے لئے اس قسم سے
سرمایہ جمع ہوکر اوسکے بعد رسالہ سراج منیر پھر اوسکے بعد پنجم حصہ براہین احمدیہ چھپنا
شروع ہوگا - پھر وعدہ اجراے رسالہ ماہواری قرآنی صداقتون کا جلوہ گاہ
آخر جون ۱۸۸۵ء کی بیس تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا - نیز رسالہ تجدید دین یا
اشعۃ القرآن - پھر ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء جبکو سات برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے
نشان آسمانی کے صفحہ ۴۲ و صفحہ ۴۳ مین ضروری گزارش باہمت دوستون کی خدمت
مین امداد کے لئے کی اور اوسکی سرخی " اے مردان بکوشید و برائے حق بکوشید "
ملکھکر فرمایا کہ مجھے ارادہ و خواہش ہے کہ اس رسالہ (نشان آسمانی و شہادۃ الملہمین
کے چھپنے کے بعد رسالہ دافع الوساوس طبع کراکر شایع کیا جاوے سو آئینہ
کمالات اسلام کا دوسرا نام دافع الوساوس رکھکر مرزا صاحب اوس سے سبکدوش
ہوگئے - اور بعد اسکے بلا توقف رسالہ حیات النبی و ممات المسیح جو یورپ و
امریکہ کے ملکون مین بھی بھیجا جاویگا شایع اور اوسکے بعد بلا توقف حصہ پنجم
براہین احمدیہ جسکا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے
طور پر (یہہ مطلب ہے کہ اوسکی قیمت علیحدہ ہوگی براہین کی قیمت دینے والے
اسپر اپنا حق قایم نہ سمجھین) چھپنا شروع ہو لیکن اس سلسلہ کے قایم رکھنے کیلئے
یہہ احسن انتظام خیال کرتا ہون کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شایع ہو میرے
ذی مقدرت دوست اوسکی خریداری سے مجھکو بدل و جان مدد دین - پھر فرمایا

اگر میری جماعت مین ایسے احباب ہون جو بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ
کے زکوٰۃ فرض ہو تو انکو سمجھنا چاہئیے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب اور
یتیم اور بیکس کوئی نہین اور زکوٰۃ دینے مین جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ
بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جاوے پس فرض ہے جو
اسی راہ مین اعانت اسلام مین زکوٰۃ دی جاوے۔ زکوٰۃ مین کتابین خریدی جائین
اور مفت تقسیم کی جائین اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی مین جو نہایت
مفید ہین جیسے رسالہ احکام القرآن اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر
اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے
اسلئے بشرط فرصت کوشش کی جائیگی کہ یہہ رسائل بھی درمیان طبع ہو کر شایع
ہو جائین۔ آئندہ ہر ایک امر اللہ جل شانہ کے اختیار مین ہے ۔۔۔

کیفیت جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء عیسوی کے صفحہ ۲۴ پر درخواست چندہ (قابل توجہ احباب)
مین کہا کہ تین قسم کی جمعیت کی ہمین سخت ضرورت ہے جسپر ہمارے کام اشاعت
حقائق معارف دین کا سارا مدار ہے اول ود پریس دوم ایک خوش خط کاپی نویس
سوم کاغذات۔ ان تینون مصارف کے لئے ([illegible]) ماہواری کا تخمینہ
لگایا گیا ہے ہر ایک دوست بہت جلد بلا توقف اس مین شریک ہو اور چندہ
ہمیشہ ماہواری تاریخ مقررہ پر پہونچ جانا چاہئیے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ بقیہ
براہین اور ایک اخبار جاری ہو اور آئندہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً رسائل
نکلتے رہین الخ اب مرزا صاحب نے عذرداری ٹکس مین ([illegible]) سالانہ
آمدنی کا جسکے ([illegible]) سے کچھہ زیادہ ماہوار ہوی اقبال کیا ہے اور

اوسط سالانہ آمدنی جو چار ہزار قبول کی ہے اوسکی ماہوار اوسط بھی (۳۳۳)
سے کچھہ زیادہ ہوتا ہے اوسکے علاوہ مرزا صاحب کی اپنی زمین و باغ وغیرہ کی
آمدنی علیحدہ ہے۔ پریس بھی کئی موجود ہین۔ دوسری جو کتاب نکلتی ہے اوسکی
قیمت بھی اسقدر رکہی ہوتی ہے کہ لاگت سے تگنا چوگنا منافع ہو اب فرماوین کہ
یہ سب وعدے اوس وعید اذا عاہد خلف مین کیون داخل نہین۔ انتہی
اور اسی عصائے موسی صفحہ ۱۹۲ مین لکہا ہے کہ مرزا صاحب نے طرح طرح کے اقرار
مدار و عدے کرکے روپیہ قیمت کتب وقبولیت دعا عطاے فرزند وغیرہ کے
نام و اعتبار پیشگی حاصل کرکے اپنے قبضہ و تصرف مین لے آیا اور پھر وعدہ وغیرہ
کو بالاے طاق رکہکر پیچہے مریدین سے مشتہر کرادی کہ امام وقت و خلیفۃ اللہ
کو نبیون۔ لقالون۔ تنگ دلون۔ زر پرستون کے حساب و کتاب سے کیا کام
روپیہ حاصل کرنیکی یہہ تدبیرین ہین دعا کی اجرت تک لی جاتی ہے۔ اور
زکوۃ جو حق فقرا ہے وہ بھی نہین چھوڑی جاتی اور پیرایہ کس قدر خوش منظر کہ
دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بیکس کوی نہین۔ اسکے سوا اونکا جھوٹ کہنا۔
داؤپیچ۔ فتنہ انگیزی۔ خدا تعالی کی تکذیب۔ اور اوسپر افترا۔ الحاد۔ انبیاء
علیہم السلام کی تنقیص شان اور اونکو ساحر قرار دینا اور اونپر اپنی فضیلت وغیرہ
امور عصائے موسی مین متعدد مقامات مین ثابت کئے گئے ہین جنکا ذکر اس کتاب
مین بھی آگیا ہے۔ یہہ امور ایسے ہین کہ کوی مسلمان انکا مرتکب نہین ہوسکتا اور
اگر ہوا تو مسلمان نہین سمجھا جاتا۔ اب اہل ایمان غور کرین کیا ممکن ہے کہ مرزا صاحب
ان تمام اوصاف کے جامع بھی ہون اور تقرب الہی اور نبوت اور عیسویت

کے ساتھ بھی متصف ہون اگر یہہ تسلیم کرلیا جاے تو مسیلمہ کذاب سے آج تک جتنے نبوت کے مدعی گذرے ہین معاذاللہ سب پر ایمان لانے کی ضرورت ہوگی حالانکہ کوی ایماندار اسکا قائل نہین ہوسکتا۔ اسکے بعد مرزا صاحب کے وہ دلائل جو اپنی نبوت اور عیسویت پر پیش کرتے ہین اونکی طرف توجہ کرنے کی کوی ضرورت نہ تھی مگر سرسری طور پر اگر ذکر کرلئے جائین تو بے موقع بھی نہین۔

ایک دلیل یہہ ہے کہ کریم بخش نے کہا کہ گلاب شاہ مجذوب نے کہا تھا کہ مسیح لدہانہ مین اگر قرآن مین غلطیان نکالیگا۔

محمد یعقوب نے کہا کہ عبد اللہ صاحب غزنوی نے کہا کہ مرزا صاحب عظیم الشان کام کے لئے مامور کئے جائینگے۔

ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ مسیح آسمان سے اترا۔

پیشین گوئیان۔ استجابت۔ فصاحت و بلاغت زبان عربی۔ عقلی معجزات ان دلائل کا حال اوپر معلوم ہوچکا ہے اعادہ کی حاجت نہین۔

اب مرزا صاحب کی وہ دلائل پیش کی جاتی ہین جو مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین لکھا ہے ایک دلیل یہہ ہے جو ابھی معلوم ہوی کہ کریم بخش نے گواہی دی کہ گلاب شاہ مجذوب نے خبر دی تھی کہ عیسی جوان ہوگیا ہے اب قرآن مین غلطیان نکالیگا (سبحان اللہ عیسی اور قرآن مین غلطیان نکالنا)

اور ایک دلیل یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۲ مین ہے منجملہ ان علامات کے جو اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارہ مین ہین یہہ ہے کہ مسیح ایسے وقت یہودیون مین آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور بطن یہودیون کے دلون پر سے

اُٹھا لیا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد تھا جو مسیح
یہودیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا ایسے ہی زمانہ میں یہہ عاجز آیا کہ جب
قرآن کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا ہے اور وہ
اور یہہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسیٰ کے زمانہ سے اُسی زمانہ کے قریب قریب
گذر گیا ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیانی زمانہ تھا انتہی۔

موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین جو مدت بتلائی جارہی ہے اوس سے
غرض یہہ ہے کہ موسیٰ سے چودہ سو برس کے بعد عیسیٰ علیہما السلام کو بھیجنے کی
ضرورت ہوئی تھی اسیطرح مثیل موسیٰ یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتک
اسیقدر مدت گذر گئی ہے اسلئے مثیل عیسیٰ بھیجا گیا یعنے خود۔ مرزا صاحب
نے مسلم شریف کی روایت کو قابل اعتبار نہیں سمجھا تھا اس وجہ سے کہ وہ
بخاری میں نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور یہہ روایت جو اپنی عیسویت کے
استدلال میں پیش کرتے ہیں اوسکا پتہ تو کسی موضوعات کی کتاب میں بھی نہیں ہے
اگر ہوتا تو اوسکا نام ضرور لکھتے جس سے اتنا تو معلوم ہوتا کہ یہہ بات مرزا صاحب
کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ یہہ یاد رہے کہ مرزا صاحب کسی حدیث کی
کتاب سے یہہ روایت ثابت نہیں کرسکتے اسلئے کہ محققین نے تصریح کی ہے
کہ موسیٰ علیہ السلام کے وفات سے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک ستر اسو
سولا برس گذرے تھے جیسا کہ مستہ الاذکیا فی قصص الانبیا میں علامہ طاہر بن
صالح جزائری نے لکھا ہے۔

اس میں شبہہ نہیں کہ مرزا صاحب میں اعلیٰ درجہ کی جرات ہے۔ کبھی کسی قسم کا

خیال اونکو مانع نہین ہوتا کہ مین مخالفون کے مقابلہ مین کیا کہا تھا اور اب کیا
کہہ رہا ہون اور لوگ کیا کہینگے - پھر بھی مرزا صاحب کا ایک عقلی معجزہ ہے
کہ کوئی دوسرا یہہ کام نہین کر سکتا کیونکہ اوسکو ضرور شرم مانع ہوگی جسکو
مرزا صاحب الحیاء یمنع الرزق کا مصداق قرار دینگے - جب تک مرزا صاحب
اپنے اس بیان کو کسی کتاب سے مدلل نکرین یہی سمجھا جائیگا کہ انہون نے اس بات
کو اپنے دل سے گھڑ لیا ہے -

ماحصل انکی تقریر کا یہہ ہوا کہ موسی اور عیسی دونون مستقل نبی ہین اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اور مرزا اُن دونون کے مثیل ہین یعنے مرزا عیسی کے مثیل اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم موسی کے مثیل کیونکہ صاف لفظون مین حضرت کو موسی کا مثیل کہہ رہے ہین
چونکہ مرزا مثیل ہونیکی وجہ سے اپنے کو ظلی اور تبعا نبی کہتے ہین اسی قیاس پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونکے نزدیک ظلی نبی ہوے - مگر مسلمانون کا اعتقاد ایسا
نہین وہ بحسب احادیث صحیحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین سمجھتے ہین
جن مین موسی اور عیسی علیہما السلام وغیرہما سب داخل ہین - احادیث سے ثابت
ہے کہ موسی علیہ السلام آرزو اور دعائین کرتے تھے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت مین داخل ہون چنانچہ امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین کئی روایتین
بڑی بڑی نقل کی ہین چونکہ یہہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے صرف محل استدلال
نقل کیا جاتا ہے - اخرج ابو نعیم عن عبد الرحمن المعافری - فلما عجب موسی
من الخیر الذی اعطاہ اللہ محمدا وامتہ قال یا لیتنی من امتہ احمد و اخرج ابو نعیم فی
الحلیۃ عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی موسی نبی

بنی اسرائیل انہ من لقینی وہو جاحد باحمد ادخلتہ النار۔ قال اجعلنی من امتہ ذلک النبی

وفی بروایۃ ابی ہریرۃ قال یارب فاجعلنی من امۃ احمد اب مرزا صاحب

غور فرماوین کہ خود موسی علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونیکی

آرزو کرتے تھے تو کسی یہودی کا قول اوسکے خلاف ہین کیونکر قابل توجہ ہوگا۔ اور

آیۂ شریفہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الآیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیا

علیہم السلام گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تھے پھر حضرت کو کسی نبی کا

مثیل اور ظلی نبی قرار دینا کیسی بے ادبی ہے۔

مسلمانو مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیا علیہ علیہم الصلوۃ والسلام

کو موسی کا مثیل قرار دیا کیا اب بھی کسی ورکا مثیل بننے کا انتظار ہے کیا تمہارے

اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے نا ملایم الفاظ سننے کے مشتاق تھے۔ کب تک مرزا صاحب

کی ایسی باتین سنا کروگے توبہ کرو اگر نجات چاہتے ہو تو اونکی ایک نہ سنو

اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو۔

مسلمانون اور یہود کی وجہ شبہ مین جو فرماتے ہین کہ سعز اور ریطن کلام الہی کا ان

دونون کے دلون سے اٹھا لیا گیا ہے اس مین عجیب کلام ہے کہ یہود کی شان

مین حق تعالی فرماتا ہے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ جس سے ظاہر ہے کہ وہ

انبیا کی تکذیب اور انکو قتل کیا کرتے تھے اور توریت و انجیل سے ثابت ہے

کہ انہون نے بیت المقدس کو ڈہایا اور قربانی کے مقام مین خنزیر ذبح کئے

بتخانے آباد کئے اسکے سوا اور بہت سی انکی خرابیان ہین جنکا حال تشا اللہ تعالی

آئندہ معلوم ہوگا۔ بفضلہ تعالیٰ مسلمانون مین ان باتون سے ایک بھی نہین پائی جاتی مسجدین آباد بلکہ ہمیشہ نئی نئی بنائی جاتی ہین حج کی وہی دہوم دہام ہے کہ ہر سال لاکہون مسلمانون کا مجمع ہوتا ہے رمضان شریف مین عبادت کی وہی گرم جوشیان ہین غرض کہ شعار اسلام بفضلہ تعالیٰ ہندوستان مین بھی قایم ہین رہا یہہ کہ بعضے حظوظ نفسانی مین گرفتار اور بدعتون مین مبتلا ہین سو انکی بھی یہہ حالت ہے کہ جب قرآن و حدیث سنتے ہین تو اپنے افعال و تقصیر پر نادم ہوتے ہین ہان اس مین شک نہین کہ بعضے ایسے بھی ہین کہ عمر بہر قرآن و حدیث سنتے اور پڑہتے ہین مگر کسی کی جادو بیانی کے اثر سے ضروریات دین کے اعتقادات سے پہر جاتے ہین سو وہ لوگ اعتبار کے قابل نہین ایسے لوگ تو خود نبی کے وقت مین گمراہ اور مخالف ہو جاتے تھے اونکے حسب حال یہہ شعر ہے۔

عمرہا دیدند قوم دون ز موسیٰ معجزات
آن ہمہ شد گاؤ خورد از بانگ یک گوسالۂ

غرض کہ جس طرح یہود نے توریت کو چہوڑ دیا تھا مسلمانون نے اب تک قرآن کو نہین چہوڑا البتہ مرزا صاحب کی تعلیم سے اب اُسکی بنیاد پڑ گئی ہے جس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا کہ صدہا آیات قیامت اور احیاء اموات وغیرہ ابواب مین جو وارد ہین اونکا ایمان اس تعلیم سے بعض لوگون کے دلون سے اُٹھا لیا گیا ہے مثلاً جب یہہ مسلم ہو جاسے کہ مرتے ہی آدمی ایک سوراخ کی راہ سے جنت مین یا دوزخ مین چلا جاتا ہے اور پہر وہان سے نہین نکلتا جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین تو قیامت اور حشر اجساد کا خود ابطال ہو گیا۔

قرآن کا مغز اور بطن جو مرزا صاحب فرماتے ہین اگر اُس سے وہی مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سو وہ بفضلہ تعالی کتب تفسیر وحدیث مین تمام محفوظ اور موجود ہے۔ مغز اور بطن جو کچھہ پوشیدہ اور نظر وادراک سے غائب ہے سب حضرت نے فرما دیا کیونکہ حضرت کو ان امور مین بخل نہ تھا جیسا حق تعالی فرماتا ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتین بیان کرتے ہین بخیلی نہین کیا کرتے اور اشارات قرآنیہ جو بزرگان دین نے مجاہدات ومکاشفات کے بعد معلوم کیا ہے وہ بھی تفاسیر اور کتب تصوف مین موجود ہین غرض مسلمانون کو اونکے نبی اور پیشوایان دین نے سب سے مستغنی کر دیا ہے کسی کی من گھڑت باتون سے انکو کچھہ کام نہین اور اگر مغز وبطن کچھہ اور ہے جو مرزا صاحب پیش کرتے ہین سو اُسکو قرآن سے کچھہ تعلق نہین۔ الحاصل مرزا صاحب مسلمانون کو یہودیون کے برابر کرکے اپنی ضرورت جو بتلا رہے ہین وہ خلاف واقع ہے بلکہ معاملہ بالعکس ہے یہود کی اکثر صفات مرزا صاحب مین موجود ہین۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہودیون کا عقیدہ ہے کہ عیسی علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ یہود کا عقیدہ نحن ابناء اللہ ہے مرزا صاحب بھی اپنے کو خدا کے بیٹے کے برابر کہتے ہین یہودیون نے عیسی علیہ السلام کو ساحر کہا تھا مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہین جسطرح پولس صاحب نے یہودیون کے بادشاہ بنکے عیسائیون کو اونکے قبلہ سے منحرف کر دیا۔ مرزا صاحب بھی مسلمانون کو اونکے قبلہ سے منحرف کرنا چاہتے ہین ــــ

موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے نبی گزرے ہیں مثلاً
یوشع شمویل الیاس الیسع ارمیا دانیال داؤد سلیمان اور عزیر وغیرہ علیٰ نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام یہ سب کو چھوڑ کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ
بنا رہے ہیں اسکی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی اگر بت پرستی موقوف کرکے توحید کی
طرف بلانے میں تشبیہ ہے تو کل انبیا اسی کام کے لئے تھے اگر نادر معجزات کے
لحاظ سے ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اسی قسم کے تھے اور اگر بنی اسرائیل
کی ہدایت کے خیال سے ہے تو داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے انکی بت پرستی
بالکل موقوف کرا دی تھی غرض کوئی وجہ تخصیص کی معلوم نہ ہوگی سوا اسکے کہ تیرہ سو برس
کی حد کا ملانا مقصود ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اپنی غرض ذاتی کے واسطے سید المرسلین
کی کسر شان کی کچھ پروا نہ کی ۔

اور ایک دلیل ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ میں یہ لکھتے ہیں کہ روحانی طور پر عالم میں دجال و نصاریٰ
وغیرہ امور ہونگے تب وہ آدم جس کا دوسرا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلہ باپ
کے پیدا کیا جائیگا اسی کیطرف وہ الہام اشارہ کر رہا ہے جو براہین میں درج
ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم ... ہر منصف کو
ماننا پڑیگا کہ وہ آدم اور ابن مریم بھی عاجز ہے کیونکہ ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے
کبھی کسی نے نہیں کیا اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے پہلے شائع ہو رہا ہے
اور براہین احمدیہ میں مدت سے چھپ چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کی نسبت
فرمایا ہے کہ یہی آدم ہے ... اور اس نزاع کے وقت سے دس برس پہلے
اس عاجز کا نام آدم اور عیسیٰ رکھدیا ... اس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفہ رکھا

رکھکر انی جاعل فی الارض خلیفہ کی کہلی کہلی طور پر براہین احمدیہ میں بشارت دیکر لوگون کو
توجہ دلائی کہ تاوہ اس خلیفۃ اللہ آدم کی اطاعت کریں اور اطاعت کرنیوالے فوائی جماعت
سے باہر رہیں اور ابلیس کی طرح ٹھوکر کہا دین اور من شذ شذ فی النار کی تہدید
سے بچیں انتہی اس تقریر سے کئی باتیں معلوم ہوئیں
(۱) براہین احمدیہ کلام الہی ہے جس میں حق تعالیٰ نے انکے خلیفہ ہونیکی بشارت دی تھی
(۲) مرزا صاحب نبی ہیں جن پر وہ کتاب نازل ہوئی —
(۳) مرزا صاحب آدم خلیفۃ اللہ ہیں —
(۴) جو مخالفت کرے وہ گویا ابلیس اور مردود و دوزخی ہے —
(۵) دس برس پہلے الہام شایع ہونیکی وجہ سے وہ قطعی ہو گیا —
حق تعالیٰ نے تیرہ سو برس پہلے اپنے کلام قدیم میں یہ بات شایع کردی کہ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا قولہ تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اب اسکے بعد جو کوئی
دعویٰ نبوت کرے تو وہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی وغیرہم کی قطار میں داخل ہے اسکے
جہنمی ہونے میں کسی کو شک نہیں کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیا ہے
کہ قیامت سے پہلے بہت سے دجال نکلینگے جو رسول ہونیکا دعویٰ کرینگے جیسا کہ
امام بخاری مسلم ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین
کلھم یزعم انہ رسول اللہ
مرزا صاحب کو کمالات و فضائل کے ساتھ کمال درجہ کی دلچسپی ہے وہ ہمیشہ

تلاش میں لگے رہتے ہیں جہاں کوئی کمال پیش نظر ہوجاتا ہے بے دھڑک اوس کا
دعویٰ کر بیٹھتے ہیں چنانچہ ان تصریحات سے ظاہر ہے ازالہ صفحہ ۱۵۵ میں لکھتے ہیں
ہر صدی پر ایک مجدد کا آنا ضرور ہے بتلاوین کہ اس صدی کے سر پر خدا
سے الہام پاکر مجدد ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اگر یہہ عاجز نہیں ہے تو پھر وہ
کون آیا ہے کسنے ایسا دعویٰ کیا ہے جیساکہ اس عاجز نے اور لکھتے ہیں
جس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو
یہہ تحریکیں دلی اور دماغی بڑی تیزی سے اپنا کام کرتے ہیں اور اس نیابت
کے اختیارات ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہوجاتی ہے خدا تعالیٰ
نے اس عاجز کو بھیجا ہے یعنے نائب کرکے۔
اور ازالہ صفحہ ۹۷ میں لکھتے ہیں حدیث میں جو وارد ہے کہ حارث جو ایک شخص
ماوراء النہر کا ہوگا جو آل رسول کو تقویت دیگا جسکی امداد و نصرت ہر ایک
مومن پر واجب ہوگی الہامی طور پر مجہپر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ پیش گوئی اور مسیح
کے آنیکی پیش گوئی جو مسلمانوں کا امام ہوگا دراصل یہہ دونوں پیش گوئیاں
متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خداتعالیٰ نے خبر دی کہ حارث امام مہدی کی تائید کو جائیگا اسکے بعد
عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے جیساکہ متعدد صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے
مگر مرزا صاحب کے ملہم نے اونکو خبر دی کہ یہہ غلط ہے حارث امام مہدی عیسیٰ
ایک ہی شخص ہے یہہ ملہم خدا و رسول کا مخالف ہے جبھی تو ایسا الہام کیا۔
ازالہ الاوہام صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں وہ مسیح موعود جسکا آنا احادیث صحیحہ سے

ضروری طور پر قرار پا چکا ہے وہ تو اپنے وقت پر اپنی نشانیون کے ساتھ آگیا

اور آج وعدہ پورا ہو گیا -

اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۷۳ مین لکھتے ہین خدا تعالی نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ

کا مثیل قرار دیا پھر مثیل نوح کا پھر مثیل یوسف کا پھر مثیل داود کا پھر مثیل موسی کا

ابراہیم کا قرار دیا اور بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر محمد

صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا -

اور اسی کے صفحہ ۶۷۳ مین لکھتے ہین کہ آیہ شریفہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے خود مین مراد ہون

رسالہ عقاید مرزا مین اشتہار معیار الاخیار سے مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے

مین مہدی ہون اور بعضے نبیون سے افضل ہون -

اور اُسی مین اشتہار دافع البلا سے انکا قول نقل کیا ہے مین امام حسین علیہ السلام

سے افضل ہون اور اسی سے انکا یہ بھی قول نقل کیا ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے اور اُسی سے انکا یہ قول بھی نقل کیا ہے مین اللہ کے اولاد

کے رتبہ کا ہون میرا الہام ہے کہ انت منی بمنزلۃ اولادی - اور الحکم مورخہ ۲۴ فروری

۱۹۰۵ء مین مرزا صاحب کا الہام لکھا ہے انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ

کن فیکون یعنی تم جس چیز کو پیدا کرنا چاہو جب کن کہدو گے تو وہ پیدا ہو جائیگی

اور توضیح مرام سے انکا قول نقل کیا ہے مین اللہ کا نبی اور رسول ہون -

اور کشتی نوح سے انکا قول نقل کیا ہے میرے معجزات انبیا کے معجزات سے بڑھکر ہین

ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۵ مین لکھتے ہین یہی وحی ہمپر نازل ہوتی ہے -

ضرورۃ الامام صفحہ ۱۳ مین لکھتے ہین خدا تعالی دنیا سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور

کسیقدر پردہ چہرہ سے اتار دیتا ہے اور نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور
دیر تک سوال و جواب ہوتے رہتے ہیں اور یہہ سوا سطہ ہوتا ہے تاکہ انکے الہام و وحی ربانی میں شبہہ نہ ہو
رسالہ عقاید مرزا میں انکا قول نقل کیا ہے کہ طاعون ملک میں میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے بھیجا ہے
اور یہہ بھی نقل کیا ہے کہ میرا منکر کافر اور مردود ہے اور اسکو ضرور مواخذہ ہوگا
اس قسم کی اور بہت سی باتیں انکی تصانیف میں موجود ہیں اور اب تو آپ کرشن جی
بھی بنگئے ہیں جیسا کہ متعدد اخباروں سے ظاہر ہے۔ مرزا صاحب عیسویت
وغیرہ کا جو مرکب دعوی کرتے ہیں یہہ کوئی نئی بات نہیں غرر الخصائص واضحہ
صفحہ ۱۶ میں علامہ وطواط رحمہ نے لکھا ہے کہ معتمد کی خلافت میں ایک شخص سواد کوفہ
میں نکلا تھا جسکو قرمطہ کہتے تھے یہہ شخص پہلے نہایت زہد و عبادت کے ساتھ
مشہور ہوا جب لوگ معتقد ہوگئے تو ان سے کہا کہ مسیح علیہ السلام نے آدمی کی
صورت میں ظاہر ہو کر مجھسے کہا کہ تو داعیہ ہے اور حجت ہے ناقہ ہے روح القدس ہے
یحیی ابن زکریا ہے۔ پھر یہہ دعوی کیا کہ میں مسیح ہوں عیسی ہوں کلمہ ہوں
مہدی ہوں محمد ابن الحنفیہ ہوں جبریل ہوں جب دس ہزار آدمی اسکے تابع
ہوگئے تو ان میں سے بارہ شخصوں کا انتخاب کر کے کہا کہ تم میرے حواری ہو
جیسے عیسی علیہ السلام کے حواری تھے مرزا صاحب کو اس شخص کی راے پسند آئی
اور عقل کا مقتضی بھی یہی ہے کہ جب دس بیس دعوی کر دیے جائینگے تو کم سے کم
ایک تو ثابت ہو جائیگا پھر مقاصد حاصل کرنے کے لئے وہ ایک بھی [illegible]
قرمطہ نے مرزا صاحب کے اس دعوی کو بھی باطل کر دیا جو فرماتے ہیں کہ سوا
میرے کسی مسلمان نے عیسی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ الغرض آپنے اس بات کا

سمجھ لیا ہے کہ کوئی فضیلت چھوٹنے نہ پائے اور کوئی فرقہ ہندوستان میں ایسا نہ ہو
جسکے وہ مقتدا اور معبود نہ بنیں - مگر کسی فرقہ پر انکا افسون نہ چلا - چونکہ مسلمانوں
میں آج کل یہہ صلاحیت بڑی ہوئی ہے کہ بعض کسیکا افسون اُن پر اثر کر جاتا ہے چنانچہ
ہزاروں نیچری وغیرہ میں لگ گئے اور بنتے جاتے ہیں اسلئے رد نصاریٰ وغیرہ کو ذریعہ
بنا کر انکی طرف توجہ کی چنانچہ کسیقدر کامیابی بھی حاصل کی اور جب روپیہ چندہ
وغیرہ کا بخوبی آنے لگا تو ایک رسالہ بنام فتح اسلام لکھا جسکے نام سے ظاہر ہے
کہ اسلام کو تو انہوں نے فتح کر لیا اس فتح سے بڑی غرض یہہ تھی کہ روپیہ حاصل ہو
اسلئے اپنی رعایا پر اقسام کی ٹکسین لگائیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور رسالہ گذارشی کا
دستور العمل ادہی میں شائع کیا جسکا ایک فقرہ یہہ ہے اسلام کے ذی مقدرت
لوگو آپ لوگوں کو یہہ پیغام دیتا ہوں اپنی ساری دل اور ساری توجہ اور سچائی اور
اخلاص سے مدد کرنی چاہئے جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھہ ماہواری چندہ
دینا چاہتا ہے وہ اسکو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھکر خود بخود ماہوار
اپنی فکر سے ادا کرے اور ادائی میں سہل انگاری کو روا نہ رکھے اور جو شخص یکمشت
مشت دینا چاہتا ہے وہ اسیطرح ادا کرے انتہی ملخصاً اور اس رسالہ میں
بڑی تاکید یہہ کی گئی کہ کوئی اس کارروائی پر بدگمانی نکرے اور اخبار البدر میں
شائع کرا دیا گیا جیسا کہ عقاید مرزا میں لکھا ہے کہ انکے فعل پر اعتراض کرنا بھی کفر ہے
اب کسکی مجال ہے کہ کوئی اعتراض یا بدگمانی کر سکے مگر یہہ احتمال تھا کہ یہہ روپیہ جس قدر
وصول ہوتا ہے مرزا صاحب کے تقدس اور رودادی کی وجہ سے ہے آئندہ
لوگ ہاتھہ روک لینگے اور مقتضائے بشریت بھی تھا کہ اپنی اولاد کی کچھہ فکر

کی جاے اسلئے اسکا بندوبست یون کیا گیا جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۵ مین الہام
تحریر فرماتے ہین خدا تعالیٰ ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی مین میرے پر ظاہر
کر رکھا ہے کہ میری ہی ذات سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتون مین مسیح سے
مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اتریگا انتہی اور اسی مین فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا خدا تیری برکتونکو زیادہ کریگا اور تیری ذریت کو بڑھائیگا اور مین بعد
تیرے خاندان کا تجھ ہی سے ابتدا قرار دیا جائیگا جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت
الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اسکو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے
اور وہ اولی العزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان مین تیرا نظیر ہوگا وہ تیری ہی نسل
سے ہوگا فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء انتہی
اور دوسرے مقام ازالہ صفحہ ۱۴ مین لکھتے ہین اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز
کی ذریت مین ہے جسکا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین مین مریم
کے نام سے بھی پکارا ہے انتہی

اس سے ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو لاکھ روپیہ ماہوار بھی چندہ ملتا تھا تو
انکے فرزند دلبند کو دو لاکھ سے کم نہ ملنا چاہیئے آخر باپ بیٹون مین فرق
ضرور ہے مرزا صاحب کی شان مین تو کانّ عیسیٰ نزل من السما تھا صاحبزادہ
کی شان مین کان اللہ نزل من السما ہے الغرض جب دیکھا کہ چند اشخاص بطور رعایا
رقم مالگزاری داخل کرنے لگے اسیکا نام فتح اسلام رکھکر یہ خیال جمایا کہ یہ سلطنت
تو اب اپنی اولاد کے لئے قائم ہوگئی اب ہنود کی طرف توجہ کرنی چاہیئے
چنانچہ اول [illegible] مین جاکر دعویٰ کیا کہ مین کرشن جی ہون تعجب نہین کہ اپنی پختہ تدبیر

اس مین بھی کامیاب ہو جائین مگر خطا کیسے قدر بعید معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ ابلیس
مسلمانون کا دشمن ہے خود کا نہین جبین اسکا کچھ خیال نہین کہ مرزا صاحب کو
اس قدر رویہ کیون ملتا ہے اسلئے کہ آخر تدابیر کے نتائج حاصل ہوا ہی کرتے ہین
اور حق تعالی کسیکی محنت ضائع نہین کرتا جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ
حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ مگر کلام دوسرے
مین ہے جو دین سے متعلق ہے کیونکہ قابل اہتمام و غمخواری ہے تو یہی ہے جسکا اثر
ابد الآباد رہنے والا ہے۔ اب ہم اہل انصاف کو توجہ دلاتے ہیں کہ مرزا صاحب
جو الہامات خلیفۃ اللہ وغیرہ ہونے کے بیان کرتے ہین باوجود ایسے قوی قوی
قرائن کے کیا اب بھی قابل تصدیق سمجھے جائین اور عقل بیکار کردی جاوے۔
اگر صرف مجددیت یا محدثیت کا دعوی ہوتا تو بھی مضایقہ تھا جب انہون نے
نبوت و رسالت کا دعوی کیا ہے تو اب اُس حدیث شریف کو اہل اسلام
مانین جو بخاری اور مسلم وغیرہ سے ابھی نقل کی گئی کہ مدعی رسالت دجالون سے
ایک دجال ہے یا مرزا صاحب کے یہہ تمام دعوی اوسکے خلاف مین مانے جائین
ہر مسلمان کو اپنا ایمان عزیز ہے خود ہی فیصلہ کرے ـــ
مرزا صاحب نے دجال کے استدراج مین یہہ کلام کیا کہ اوس سے تو اوس کا
کن فکون کا رتبہ ثابت ہوتا ہے اور سوچا کہ ایسا بڑا رتبہ اوسکو دیا جاوے
اور خود محروم رہ جائین تو ایک اعلی درجہ کا کمال فوت ہو جاتا ہے تکمیل کیلئے
کرشن جی تکلف بننے کی ضرورت ہوئی یہہ مرتبہ تو مسلمانون مین مسلم اور بنا بنایا ہے
اسلئے دعوی کیا کہ مرتبہ کن مجھکو حاصل ہے اگر یہہ بات نہوتی تو ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۲۵ مین

کیون نہ مانے اگر مستقی حدیث کو جو مسلم شریف مین ہے اوسکی ظاہری معنون پر
حمل کرکے اُسکو صحیح اور فرمودہ خدا و رسول مان لین تو ہمین اس بات پر ایمان
لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی دی جائیگی اور زمین و
آسمان اسکا کہا مانینگے اور خدا تعالیٰ کی طرح فقط اُسکے ارادہ سے سب
کچھ ہوتا جائیگا۔ غرض جیسا کہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد
شیئا ان یقول لہ کن فیکون اسیطرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھ کر دکھایگا انتہی
حاصل یہ کہ حدیث مسلم شریف جس مین دجال کے استدراج سے اُسکا پانی برسانا
اور زمین سے سبزیان اگانا وغیرہ امور مذکور ہین غلط ہے اسلئے کہ اس سے
لازم آتا ہے کہ خالقیت مین خدا کا شریک ہو جائیگا۔ غور کیا جائے کہ مرزا صاحب
کو جب یہ بات حاصل ہوگئی کہ بحسب الہام انما امرک اذا اردت شیئا
ان تقول لہ کن فیکون صرف لفظ کن کہکر سب کچھ پیدا کر سکتے ہین تو بڑے دجال
سے وہ چند امور جنکی تصریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحسب اطلاع باری تعالیٰ
کردی ہے ظہور مین آئین تو کونسے کفر و شرک کی بات ہوگی بخاری شریف مین یہ
حدیث مذکور ہے کہ تمام انبیا دجال کے فتنہ سے ہمیشہ اپنی اپنی امت کو ڈراتے آئے
جس سے ظاہر ہے کہ اسکا فتنہ معمولی نہوگا اگر اسقسم کی باتین اُس سے ظہور مین
نہ آئین تو اوس سے خوف ہی کیا دنیا مین بڑے بڑے فتنے ہوئے اور
ہوتے جاتے ہین کسی سے انبیا نے اپنی امتون کو نہین ڈرایا اور نہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیان کا اہتمام فرمایا بخلاف فتنہ دجال کے ہر نماز مین
اوس سے پناہ مانگنے کے لئے ارشاد فرمایا الغرض بلحاظ فتنہ و آزمایش امور

مذکورہ احادیث کا ظہور میں آنا بعید نہیں بخلاف اسکے مرزا صاحب جو یہ دعوی
کرتے ہیں اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی بہرحال مرزا صاحب نے جس لحاظ سے
حدیث مسلم شریف کا انکار کر دیا تھا اب انکو اس الہام کے لحاظ سے نہ
دجال کی نسبت ان امور کا ماننا ضروری ہوا کیونکہ جب وہ خود مدعی ہیں کہ
کن سے سب کچھ کر دکھاتا ہوں تو اگر دجال بحسب احادیث صحیحہ کچھ کر دکھائے
تو کیا تعجب - اس تقریر سے وہ تمام تقریریں باطل ہو گئیں جو عیسی علیہ السلام
کے پرندوں کو زندہ کرنے کے باب میں ازالہ میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ ہے جو ازالۃ الاوہام
صفحہ ۲۹۷ میں لکھتے ہیں وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے
یہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالی نے اپنے ارادہ سے اور اذن سے حضرت عیسی کو صفات
خالقیت میں شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے کیونکہ خدا تعالی
اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسروں کو دے سکتا ہے تو اس سے اسکی
خدائی باطل ہوتی ہے اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے
کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسی خالق طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے
کہ یہ طاقت خدا تعالی نے اپنے اذن اور ارادہ سے انکو دے رکھی تھی
اور اپنی مرضی سے انکو اپنی خالقیت کا حصہ دار بنا دیا تھا اور یہ اسکو
اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنا دیوے قادر مطلق ہے یہ سراسر مشرکانہ
باتیں اور کفر سے بدتر ہے انتہی دیکھئے حق تعالی نے اپنی خالقیت کے
باب میں جو فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
وہی پورا کلام مرزا صاحب کے الہام میں انکی شان میں کر دیا گیا کما قال

إِنَّمَا أَمْرُكَ إِذَا أَرَدْتَّ شَيْئًا أَنْ تَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنے خدا نے اوسے کہا کہ تم جو پیدا کرنا چاہو صرف کن کہدوگے تو وہ پیدا ہو جائیگا۔ حالانکہ پیدا کرنا خاص صفت الہی ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ عیسی علیہ السلام کی نسبت تو کسی مسلمان کا یہہ عقیدہ نہین ہے کہ خدا تعالی نے اپنی صفت خالقیت انکو دیکر حصہ دار بنا دیا تھا بلکہ عقیدہ یہہ ہے کہ احیائے موتی کا معجزہ جو انکو دیا گیا کبھی کبھی حسب ضرورت ظاہر کیا کرتے تھے جیسا کہ خدا تعالے اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے فَيَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ یُحْیِ الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ مگر مرزا صاحب خالقیت کے حصہ دار اور اسکے قبیل بنائے ہین اب تک صرف انبیا کے مثیل کہلاتے تھے اب خدا کے مثیل ہونے کا دعوی ہے حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ مرزا صاحب مضامین قران کو مشرکانہ خیال بتاتے ہین اور اسکی کچھہ پروا نہین کرتے کہ وہ خدا تعالی فرمارہا ہے ابلیس نے اور کیا کہا تھا اوسنے بھی تو یہی کیا تھا کہ غیر اللہ کے سجدہ کو مشرکانہ خیال سمجھا تھا جسکی وجہ سے ملعون ابدی بنا افسوس ہے کہ مرزا صاحب اوروں کو فرماتے ہین ابلیس کی طرح ہو کر نہ کہا ئین اور خود اسکے ہمخیال ہین غور کرنے کا مقام ہے کہ آیات قرانیہ پر ایمان لانے کو الحاد اور سخت بے ایمانی اور مشرکانہ خیال اور کفر سے بدتر کہدیا اور آپ نعوذ باللہ خدا کے شریک بن بیٹھے ہین اس سے بڑھکر الحاد اور سخت بے ایمانی اور کفر سے بدتر اور کیا ہوگا۔ مجوس صرف دو خالق مانتے تھے مرزا صاحب تو دوسرے خالق ہی بن گئے نعوذ باللہ من ذلک ۔

اہل اسلام غور فرماوین کہ کیا کوئی مسلمان ایسا دعوی کر سکتا ہے جو مرزا صاحب
نے کیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ سید المرسلین و افضل الخلائق
ہین کبھی اس قسم کا دعوی نہین کیا بلکہ ہمیشہ انما انا بشر مثلکم فرماتے رہے
اسکے بعد مرزا صاحب کا یہہ الہام کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے مرزا صاحب
انکی نظیر تو پیش کرین کہ کسنے نبوت کے دعوے کے ساتھہ کن نیکون کا بھی
دعوی کیا ہے۔ مگر مشکل تو یہہ ہے کہ کسینے دعوی نکیا ہی انکے لئے دلیل
ہو جاتا ہے چنانچہ اپنی مجددیت کو اسیطریقہ سے انہون نے ثابت کیا
ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۲ مین فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
کہ ہر ایک صدی پر مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علما جو بظاہر اتباع حدیث
کا دم بھرتے ہین انصاف سے بتلادین کہ کسنے اس صدی کے سر پر خدا تعالی
سے الہام پا کر مجدد ہونیکا دعوی کیا ہے یون تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے
مگر حدیث کا تو یہہ منشا ہے کہ وہ مجدد خدا تعالی کی طرف سے آئیگا یعنے
علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھہ اب بتلادین کہ اگر یہہ عاجز حق پر نہین ہے
تو پھر وہ کون آیا جسنے اس چودھوین صدی کے سر پر مجدد ہونیکا ایسا دعوی
کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا انتہی اگر شیطان کسیکے سامنے ہو کر دعوی کرے
کہ مین تیرا خدا ہون مجھے سجدہ کر اور اوسکی دلیل یہہ بیان کرے کہ سوا میرے
کسینے خدائی کا دعوی نہین کیا تو کیا اوسکی یہہ دلیل قابل تسلیم ہو سکتی ہے،
ہرگز نہین۔ مگر مرزا صاحب کی تقریر سے ظاہر ہے کہ اونکو اس قسم کی دلیلون
پر وثوق ہے یہی وجہ ہے کہ جب شیطان اونکو اپنے چہرہ سے کسقدر ریزہ

انکار کر بیٹھے سے کہدیتا ہے کہ مین خدا ہون اور کوئی دلیل بھی ایسی ہی بتادیتا ہے
تو اونکو یقین آجاتا ہے ۔

۔۔ مشکوٰۃ سنن ابوداؤد [illegible] میں ہے کسی مین نہین اور بقول مرزا صاحب یہہ حدیث کسیکو نہ ملی یا
موضوع اور ضعیف سمجھکر بخاری و مسلم وغیرہ نے اسکو ترک کردیا جب مسلم کی
دمشق والی حدیث بخاری مین نہونیکی وجہ سے بقول مرزا صاحب قابل اعتبار
نہوئی تو اسکو تو مسلم رح نے بھی قبول نہین کیا بطریق اولی قابل اعتبار نہوگی
پھر ایسی حدیث استدلال مین کیون پیش کی جاتی ہے مرزا صاحب نے نہ اس
حدیث کو نقل کیا نہ یہہ لکھا کہ وہ کونسی کتاب مین ہے بلکہ صرف یہی لکھا کہ مجدد
آنا مشہور ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اگر وہ لکھتے تو انکے استدلال کی غلطی کھل
جاتی کیونکہ انکا دعوی ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد خدا کی طرف سے
الہام پاکر مجدد ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اوسکے ساتھہ علوم لدنیہ اور
آیات سماویہ بھی ہوا کرتی ہین حالانکہ حدیث مین کوئی ایسی بات مذکور نہین دیکھیے
حدیث شریف یہہ ہے ۔ عن ابی ہریرہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا یعنی
اللہ تعالی اس امت مین ہر صدی کے سرے پر ایک ایسا شخص پیدا کیا کریگا
جو اسکے دین کی تجدید کرے ۔ وفیات الاسلاف مین حدیث موصوف کو
نقل کرکے ہر زمانہ مین جن علما اور مجددین دین پر مجددیت کا گمان تھا اونکے
نامون کی فہرست لکھی اور یہہ ثابت کیا کہ ہر صدی کا مجدد یقینی طور پر معین
نہین کرسکتے اسیوجہ سے بعض علمانے لکھا ہے کہ مجدد ہر صدی کا ایک ہونا

مجدد نہین کیونکہ حدیث شریف مین لفظ من یجدد وارد ہے اور لفظ من کا استعمال
تثنیہ مین اکثر ہوا کرتا ہے ہر چند نام اکابر علما کے لکہے ہین مگر یہہ کسینے نہین لکہا کہ
ان مین سے کسینے یہہ دعوی بہی کیا تہا کہ مین علوم لدنیہ خدا کے پاس سے لیکر آرہا ہون
اور مجہے خواہ مخواہ مجدد کہو اور ادہر ہزارہا علما کا ہجوم اور اصرار کہ تو مجدد
ہے نہ محدث اور طرفین سے رسالہ بازیون کی لے دے ہو رہی ہے) انکے ان
حضرات کی حالت یہہ تہی کہ تائید دین متین کو مقصود بالذات سمجہکر ہمیشہ
اسی مین مصروف رہا کرتے تہے اور ایسی تعلیون کو کراہیت کی نظر سے دیکہتے
پہر انکی کمال حقانیت اور خلوص کا وہ اثر دلون پر پڑتا تہا کہ خود کہہ اٹہتے تہے
کہ بے شک یہہ مجدد ہین - مرزا صاحب نے لوازم و شروط مجدد کے جو بیان
کئے ہین اگر راست ہین تو ضرور ہے کہ ہر صدی کے مجدد کا نام اور اسکے
دعوی پیش کرین اور یاد رہے کہ وہ ممکن نہین - اس سے ظاہر ہے کہ حدیث [illegible]
کا مضمون جیسا چاہتے ہی بنا لیتے ہین اس وجہ سے نہ وہ مجدد ہو سکتے نہ محدث وغیرہ [illegible]
تجدید کے معنی یہہ ہین کہ جو دین کی قدیمی باتین تہین اٹہ گئی ہون
انکو از سر نو رواج دے - مگر مرزا صاحب جو باتین نکالتے ہین وہ تو ایسی
ہوتی ہے کہ کسی مسلمان کے حاشیہ خیال مین بہی نہین ہوتی تہوڑی باتین تو
اس کتاب کی فہرست سے بہی معلوم ہو سکتی ہین ایسے لوگون کی نسبت یہہ ارشاد

ہے عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی آخر الزمان
ناس من امتی یحدثونکم بما لا تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم رواہ مسلم
یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین میری امت کے بعض لوگ

ایسے نئی باتین کہینگے کہ نہ تمنے سنین نہ تمہارے آبا و اجداد نے اُن لوگون سے
بہت دور رہو انتہی اصلا تو کیا یہہ سنکر بھی اب اونکی باتین دل لگا کر سنو گے
اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دوگے یہہ تو حضرت نے تمہارے ہی
خیر خواہی کے لئے فرمایا ہے - کلام اسمین تھا کہ کیسنے محدثیت کا دعوی نہین کیا
اسلئے مرزا صاحب مجدد ہین اسیطرح عیسویت کا بھی دعوی ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۶۸۳ مین لکھتے ہین ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا
وقت ہے کسینے بجز اس عاجز کے دعوی نہین کیا کہ مین مسیح موعود ہون بلکہ اس
تیرہ سو برس مین کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوی نہین ہوا کہ مین مسیح موعود
ہون انتہی غرض مسیح موعود کا نہ آنا ہی آپکے مسیح ہونیپر دلیل ہے اور ایک
دلیل مسیحیت پر یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۵ مین لکھتے ہین اگر یہہ عاجز مسیح
موعود ہونے کے دعوے مین غلطی پر ہے تو آپ لوگ کوشش کرین کہ مسیح
موعود جو آپکے خیال مین ہے انہین دنون مین آسمان سے اتر آوے کیونکہ مین تو
اسوقت موجود ہون مگر جسکے انتظار مین آپ لوگ ہین وہ موجود نہین اور میرے
دعوے کا ٹوٹنا صرف اسی صورت مین متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر دکہاوے
تا مین ملزم ٹھہر سکون - آپ لوگ اگر سچ پر ہین تو سب مل کر دعا کرین کہ مسیح ابن
مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیوے اگر آپ حق پر ہین تو یہہ دعا قبول ہو جائیگی
کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابلہ مین قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقین
سمجھین کہ یہہ دعا ہرگز قبول نہین ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہین انتہی -
مرزا صاحب ہم لوگون کو نہایت تنگ کرتے ہین بہلا ابن آخری زمانہ مین ایسے

مستجاب الدعوات لوگ جنکی دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے کہا جاتا ہے ظاہر ہوتے ہیں وہ تو بحسب آیۃ شریفہ یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم اپنی فکر میں لگے رہتے ہیں انکو بسبب اقتضاے زمانہ کسی کے گمراہ کرنے اور ہونے کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ وہ فیصل شدہ امور میں خلاف مرضی الٰہی دعا کرنے کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ قیامت کا ایک وقت مقرر ہے اور اسکے آثار و علامات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت سے شروع ہو گئے ہیں رفتہ رفتہ اپنے اپنے وقت پر ظہور کرتے جاتے ہیں انکا ایمان ایسا مستحکم ہے کہ کسی علامت کی تاخیر سے متزلزل نہیں ہوتا۔ انکو یقین ہے کہ وقت مقرر پر اسکا ظہور ضرور ہوگا تعجیل کو وہ کافروں کی خصلت سمجھتے ہیں کیونکہ کفار کی عادت تھی کہ انبیا کو یہ کہکر تنگ کرتے تھے کہ عذاب کا جو تم وعدہ دیتے ہو اگر سچے ہو تو دعا کرکے اتار دو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی درخواست انکی رہا کرتی تھی کما قال تعالیٰ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ یعنے کفار عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو دعا کرکے اتار دو۔ اگر اسکا وقت مقرر نہوتا تو عذاب اُن پر آجاتا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ترجمہ وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ کہو تمہارے ساتھ جس دن کا وعدہ ہے تم نہ اُس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکوگے نہ آگے بڑھ سکوگے دیکھنے

ہمنے جو کہا تھا کہ مرزا صاحب مدعیان نبوت وغیرہ اہل باطل کے خیالات اختراعیہ سے مدد لیا کرتے ہین اوسکی تصدیق یہان ہوگئی کہ کفار کے خیالات سے اونکا تائید لینا ظاہر ہوگیا - کیونکہ جس طرح کفار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عاجز کرنے کی غرض سے عذاب کی جلدی کیا کرتے تھے کہ اگر وہ آنے والا ہے تو اتار لاؤ اسیطرح مرزا صاحب ہمکو عاجز کر رہے ہین کہ اگر مسیح اترنے والے ہین تو جلد اتار لاؤ - چونکہ اونکو اس تقلید کی عادت ہوگئی ہے اسلئے اس کا خیال بھی اونکو نہ آیا کہ اگر مین یہہ دلیل پیش کرونگا تو قرآن پڑھنے والے کیا کہینگے مرزا صاحب جو فرماتے ہین مین تو موجود ہون اگر عیسی اسوقت نہ اترین تو میرا دعوی ٹوٹ نہین سکتا - غور کا مقام ہے اگر کوی ملحد خدائی کا دعوی کرکے یہی دلیل پیش کرے کہ اگر مین خدا نہین تو دعا کرکے اتار لاؤ تو اسکا بھی جواب ایسا ہی مشکل ہوگا جیسا مرزا صاحب کا جواب دینا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ ہم مین ایسی طاقت کہان کہ خدا کو یا مسیح علیہ السلام کو اتار سکین پھر کیا اس عجز سے اس ملحد کا دعوی ثابت ہو جائیگا - مرزا صاحب کو یہہ طریقہ کفار و ملاحدہ کا اختیار کرنا زیبا نہتھا - ابن حزم رح نے کتاب الملل والنحل مین لکھا ہے کہ ابومنصور کسف نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور اوسکے ساتھ یہہ بھی دعوی تھا کہ مین کسف ہون جس کا ذکر قرآن شریف مین ہے حق تعالی فرماتا ہے وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ترجمہ اگر وہ آسمان کا ٹکڑا گرتا ہوا دیکھین تو کہین کہ وہ ابر جما ہوا ہے - اسنے استعارہ وغیرہ سے کسف یعنے آسمان کا ٹکڑا ہونے مین اپنے لئے فضیلت

خاصہ ثابت کر رکھا تھا اور بہت سے لوگ اسکے بھی پیرو ہو گئے تھے غرض
کہ اسکا یہہ دعوی تھا کہ اگر مین کسف نہین ہون اور میرے مخالف اگر سچے
ہین تو دعا کر کے کوئی آسمان کا ٹکڑا اتار لین اور یا در ہے کہ وہ ہرگز نہین
اتار سکتے اسلئے کہ وہ غلطی پر ہین - ہر چند مسخرہ پن سے زیادہ اس دلیل
کی وقعت نہین مگر اسنے اپنے زعم مین اوسکو دلیل بنا رکھا تھا اور اوس کے
اتباع اوسکی تحسین بھی کرتے ہونگے -

مرزا صاحب نے عیسی علیہ السلام کو آسمان سے اتارنے پر فیصلہ جو ٹہیرایا
وہ مخلوق کے اختیار سے باہر ہے اس سے مقصود اونکا ظاہر ہے کہ وہ فیصلہ
کرنا نہین چاہیے ورنہ ایک ایسا آسان طریقہ فیصلہ کا قرار دیا گیا تھا کہ وہ
طرفین کے اختیار مین تھا یعنے مباہلہ جسکے لئے میان عبدالحق صاحب مستعد
ہو گئے تھے اور مرزا صاحب گریز کر گئے -

اور ایک دلیل اپنی عیسویت پر یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام
صفحہ ٦٩٣ مین ہے از انجملہ ایک یہہ ہے کہ ضرور تھا کہ اسنے والا
ابن مریم الف ششم کے آخر مین پیدا ہوتا - اور صفحہ ٦٩٦ اس عاجز
کو جو خدا تعالی نے آدم مقرر کر کے بھیجا اسکا یہہ نشان رکھا کہ الف ششم
مین جو قایم مقام روز ششم ہے یعنے آخری حصہ الف مین جو وقت عصر سے مشابہ
ہے اس عاجز کو پیدا کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ان یوما عند ربک کالف سنۃ
مما تعدون اور آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر مین ظہور کیا سو آدم اول کی پیدایش
سے الف ششم مین ظاہر ہونے والا یہی عاجز ہے بہت سے حدیثون سے ثابت

ہوگیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی
آخر ظہور سید الانبیاء ہزار ششم کے آخر میں ہوا جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا
ہے سو وہ یہی ہے جو پیدا ہوگیا انتہی ازالۃ الاوہام کے دیکھنے سے یہہ بات
ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو کوئی حدیث ایسی مل جاتی ہے جسکو وہ مفید
سمجھتے ہین تو نہایت جلی حرفون مین نمایان لکھتے ہین مگر یہان صرف یہہ لکھدیا
کہ بہت سی حدیثون سے ثابت ہوگیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس
کی ہے اور ایک حدیث بھی نقل نہین کی یہہ ترک عادت خالی از حکمت عملی
نہین ۔ مرزا صاحب تو بخاری اور مسلم کی حدیثون مین بھی تعارض پیدا کرکے
ساقط الاعتبار کردیتے ہین مگر ہم توسیع کرتے ہین کہ بخاری کی بھی خصوصیت
نہین صحاح ستہ سے کسی کتاب کی حدیث اس مضمون کی پیش فرما دین مگر یاد رہے
کہ وہ ہرگز پیش نہین کرسکتے پھر یہہ کہدینا کہ بہت سے حدیثون سے ثابت ہوگیا
کسقدر جرات کی بات ہے یہہ مرزا صاحب ہی کی ہمت ہے واضح رہے کہ جو حدیثین
اس باب مین وارد ہین اکثر فردوس دیلمی کی ہین جسکی نسبت امام سیوطی نے
جمع الجوامع کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ جو روایت فقط دیلمی نے فردوس مین
کی ہے ضعیف سمجھی جاتی ہے ۔ اسکے سوا ان احادیث مین تعارض اسقدر ہے کہ
کوئی بات ثابت نہین ہوسکتی احادیث یہہ ہین عن علی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ الدنیا علی سبعۃ اٰماد والا مد الدہر الطویل
الذی لا یحصیہ الا اللہ فمضی من الدنیا قبل خلق آدم ستۃ آماد ومنذ خلق اللہ
آدم الی ان تقوم الساعۃ انتم فی امد واحد الدیلمی یعنے دنیا کو اللہ تعالی نے

سات ہزار پیدا کیا اور ہزار ایک طویل زمانہ کا نام ہے جسکا شمار سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی کر نہیں سکتا اُن میں سے آدم علیہ السلام کے پہلے چھ ہزار گذر چکے اور آدم علیہ السلام جب سے پیدا ہوئے قیامت تک تم لوگ ایک ہی ہزار میں ہو

عن حذیفہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا مسیرۃ خمسماتہ سنہ (الدیلمی) یعنے دنیا پانسو برس کی مسافت ہے عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلہا سبعۃ ایام من ایام الاخرۃ (الدیلمی) یعنے پوری دنیا آخرت کے سات دن ہیں۔ عن ابن عباس رض قال الدنیا جمعۃ من جمع الاخرۃ سبعۃ الاف سنۃ فقد مضی ستۃ الاف سنۃ و مئوا سنۃ ولیاتین علیہا مئوا سنۃ لیس علیہا موحد (ابن جریر) یعنے ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ دنیا آخرت کے ہفتوں سے ایک ہفتہ ہے جسکے سات ہزار برس ہیں اُن میں چھ ہزار اور کئی سو برس گذر گئے اور کئی سو برس ایسے آئینگے کہ کوئی خدا تعالیٰ کی توحید کرنے والا روئے زمین پر نہ ہوگا۔ انتہی

مرزا صاحب کے استدلال میں تین چیزیں مقصود بالذات ہیں۔

(۱) آدم علیہ السلام دنیا کے الف ششم کے آخر میں پیدا ہوئے۔

(۲) عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے۔

(۳) الف ششم کے آخر میں خود پیدا ہوئے۔

اب ان احادیث کو اُن دعاوی پر منطبق کیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام ساتویں ہزار میں پیدا ہوئے اس سے دعوی اول کا بطلان ہوگیا۔ پھر ہزار کے معنی ہزار برس نہیں بلکہ ایک ایسی مدت طویلہ کا نام ہے جسکو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی شمار کر نہیں سکتا اس حدیث سے

تقیدون عددون کا ابطال ہوگیا کیونکہ ہزار یہان کسی شمار وقطار مین نہین ۔ اور
انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی امور مذکورہ کا ابطال ہورہا ہے اسلئے کہ اگر
کل دنیا کی عمر ہماری اصطلاحی پانسو برس کے لئے جاوین تو خلاف بداہت اور خلاف
مقصود ہے اور اگر پانسو برس آخرت کے لئے جاوین جو آیہ شریفہ ان یوما
عند ربک کالف سنۃ مما تعدون مین مذکور ہے تو اٹہارا کروڑ سال ہوتے ہین
پہر اگر بنی آدم کی عمر اسکا ساتوان حصہ لی جاے جیسا کہ حدیث علی او ابن عباس
رضی اللہ عنہم سے معلوم ہوتا ہے تو ڈہائی کروڑ سال سے زیادہ ہوی اور اس
حساب سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداے عالم سے پندرہا کروڑ سال کے بعد
ہوی اور مرزا صاحب آدم علیہ السلام کے بعد الف ششم مین پیدا ہوے
دیکہئے کہان پندرا کروڑ اور کہان چہہ ہزار ۔ اور اگر انس رض کی حدیث دیکہی جاے تو
بنی آدم کی عمر ایک ہی ہزار برس کی ہوتی ہے حالانکہ ابتک چہہ ہزار برس
گذر گئے ۔ اور اگر ابن عباس رض کی حدیث دیکہی جاے تو حضرت کے وقت
سے قیامت تک ہزار سال ہونا چاہئے حالانکہ اسوقت تک تیرا سو سال
گذر چکے ہین ۔ غرض کسی ضعیف حدیث سے بھی کوی دعوی مرزا صاحب کا
ثابت نہین ہوسکتا اسپر یہہ فرماتے ہین کہ بہت سے حدیثون سے ثابت ہی اگر مرزا صاحب یہہ کہتے کہ بہت
سے حکما یا پادریون کے قول سے ثابت ہی تو چندان مضایقہ نہ تہا غضب کی بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو نہین فرمایا وہ افترا کرکے کہتے ہین کہ بہت سی حدیثون سے ثابت ہے حالانکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ
من النار رواہ البخاری یعنی جو شخص جہوٹ کہدے کہ مینے یہہ کہا ہے تو اوسکا

ٹھکانا دوزخ ہے اب مرزا صاحب جب تک صحیح روایت سے حضرت کا نہ مانا
ثابت نکردین اس وعید سے نکل نہین سکتے۔

اور ایک دلیل یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام ص۶۹۳ مین لکھتے ہین ظلمت عامہ اور
تامہ کے عام طور پر پھیلنے کی وجہ سے اور حقیقت انسانیہ پر ایک
فنا طاری ہونیکے باعث سے وہ روحانی طور پر ابو البشر
یعنے آدم کی صورت پر پیدا ہونے والا ہے الخ ماحصل یہہ ہے کہ
اس وقت پوری ظلمت ہر ملک مین پھیل گئی ہے اور انسانی حقیقت
پر فنا طاری ہوگئی ہے اس وجہ روحانی طور پر ابو البشر یعنے خود پیدا ہو
یہہ تو محسوس نہین ہے کہ آفتاب کا نکلنا موقوف ہوگیا ہے اس وجہ
ظلمت ہوگئی ہے اور تمام دنیا کے آدمی مرگئے یہان تک کہ حقیقت انسانیہ
پر فنا طاری ہوگئی اسلئے ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی مراد ظلمت اور فنا سے
کچہہ اور ہوگی۔ ضرور تھا کہ اسکی تصریح فرما دیتے اور یہہ بھی لکھدیتے کہ کونسی
تاریخ سے ان امور کا ظہور ہوا۔ یون تو ۱۳۰۰ہجری اسکی تاریخ فرما دینگے
جسکا مادہ خود ہی سنے غلام احمد قادیانی بتایا ہے مگر یہہ کہدینا کافی نہین ہوسکتا
جب تک یہہ بات بدلایل ثابت نہو کہ اس تاریخ سے کوئی ایسا انقلاب
اسلام مین پیدا ہوگیا ہے جو اسکے پہلے نتھا اگر یہہ فرمادین کہ اپنی عیسویت
کو نہ ماننا ہی دلیل ہے تو خصم اسکا یہہ جواب دے سکتا ہے کہ یہی تو
بقاے حقیقت انسانیہ کی دلیل ہے کہ اسقدر احساس انسانی اُن مین
ابتک باقی ہے کہ جس طرح مدعیان نبوت کو اُنکے اسلاف نے نہین مانا تھا

انہون نے بھی نہین مانا اور اولئک کالانعام بل ہم اضل کے مصداق نہ بنے
غرض کہ ظلمت عامہ کے پہلے اور حقیقت انسانیہ کے فنا ہونے کا
سنہ مذکور تو نہین ہوسکتا۔ شاید انقلاب کے لحاظ سے ۱۲۷۴ھ ہجری قرار
دیا ہوگا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۳ مین لکھتے ہین آیت انا علی ذہاب
بہ لقادرون مین ۱۸۵۷ء عیسوی کی طرف اشارہ ہے جس مین ہندوستان
مین ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے نابدید
ہوگئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل (۱۲۷۴) ہین در حقیقت
ضعف اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ہے جسکی نسبت خداتعالی آیت موصوفہ
بالا مین فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائیگا
سو ایسا ہی ۱۸۵۷ء عیسوی مین مسلمانون کی حالت ہوگئی کہ بجز بدچلنی اور
فسق و فجور کے اسلام کے رئیسون کو اور کچھہ یاد نہ تھا جس کا اثر عوام پر بھی
بہت پڑگیا انہین ایام مین انہون نے ناجائز طریقہ سے سرکار انگریزی
سے باوجود نمک خوار اور رعیت ہونے کے مقابلہ کیا جو سخت حرام
اور معصیت کبیرہ اور ایک نہایت مکروہ بدکاری ہے اسوقت کے
مولوی کیسے تھے اور کیسے انکے فتوے تھے جس مین نہ رحم تھا نہ عقل
اُن لوگون نے قزاقون اور حرامیون کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ
کیا بچون اور بے گناہ عورتون کو قتل کیا اور نہایت بے رحمی سے انہین
پانی تک نہ دیا الیس اوس ۔۔ اور علیم کا قرآن کریم مین یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء
مین میرا کلام اٹھایا جائیگا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اسپر عمل نہین کرینگے

باوجود اسکے یہہ مولوی اس بات کی شیخی مارتے ہین کہ ہم بڑے متقی ہین یہان جانتا
کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہون نے کہان سے سیکھ لیا انتہی مختصراً
ماحصل اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۵۷ عیسوی مین قرآن شریف اٹھا لیا گیا اس درسے
کہ آثار اسلامی سلطنت ہند سے ناپدید ہوگئے اور ظلمت عامہ اور تامہ پھیل گئی
معلوم نہین ان ایام سے ظلمت اور اندھیر پھیلنے کا کیا سبب ہوا اگر غدر کی وجہ
سے تھا تو اوسکے بعد تو امن و آسایش کا زمانہ آگیا چنانچہ خود ازالۃ الاوہام
صفحہ ۵۰۹ مین تحریر فرماتے ہین اور سلطنت برطانیہ سکے ہمارے سر پر بہت
احسان ہین سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالایق وہ مسلمان ہے جو اس
گورنمنٹ سے کینہ رکھے ہینے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا
اور پار ہے ہین وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ مین نہین پا سکتے ہرگز نہین
پا سکتے انتہی باوجود اسکے ایسے زمانہ کو اندھیر کا زمانہ قرار دینا مرزا صاحب
کی شان کے خلاف ہوگا ۔ اور اگر غدر کے سوا اور کوئی سبب ظلمت اور اندھیر کا
ہے تو ضرور تھا کہ گورنمنٹ سے اوس ظلمت اور اندھیر کے اٹھانیکی درخواست
کرتے بغیر چارہ جوئی کے یہہ شکایت نازیبا ہے ۔ پھر فقط ظلمت اور اندھیر
ہی پر کفایت نہین فرماتے بلکہ اسکے ساتھہ یہہ بھی فرماتے ہین انسانی حقیقت
فنا ہوگئی یعنے کسی مین آدمیت ہی نرہی یہہ دوسرا الزام ہے گورنمنٹ تو
لکھو کہا روپیہ بمقتضاے انسانیت تعلیم مین صرف کرے اور مرزا صاحب
فرماتے ہین کہ انسانیت کی حقیقت فنا ہوگئی یعنے کسی ایک آدمی مین آدمیت
نرہی اگر یون فرماتے کہ کسی مسلمان مین آدمیت نرہی تو دوسری بات تھی یون بھی

اسکا بھی شمار کرلیا جاتا وہ تو عام طور پر کہہ رہتے ہیں کہ کسی آدمی میں آدمیت نہیں اور ظلمت اور اندھیرا بالکل پھیل گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی تعریف وہ منافقانہ طور پر کرتے ہیں اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۔۔۔ میں لکھتے ہیں

ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا اوسکا یہی ریل ہو جو مشرق سے مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتی دیکھتے ہو انتہی

اب انہی سے پوچھا جائے کہ دجال کو کیا آپ ایماندار عیسائی سمجھتے ہیں یا یہودی بے ایمان ۔ پھر با اقبال قوم کو جو دجال قرار دیا جسکی ریل مشرق سے مغرب کے ملکوں میں چلتی ہے اوس قوم سے کونسی قوم مراد لی ۔ اگر دل میں گورنمنٹ کی توہین کا خیال نہ تھا تو در پردہ با اقبال قومیں کہنے کی کیا ضرورت تھی صاف کہدیتے کہ دجال سے مراد روس ہے جسکی ریل مشرق سے مغرب کو جاتی ہے ۔ یہی تو منافقی ہے حیرت ہے کہ اپنے پر قیاس کرکے مسلمانوں کو منافق بنا رہے ہیں اور یہ جو فرماتے ہیں کہ عورتوں اور بچوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا اسواسطے حق تعالیٰ نے ۱۸۵۷ء میں قرآن کو اٹھا لیا فی الواقع یہ بڑا ہی ظلم ہوا مگر یہاں یہ امر غور طلب ہے کہ اوس سے پہلے سنہ ۔۔۔ میں ایک سخت ظلم و ستم کا واقعہ اسلام میں بھی گذر چکا ہے جسکو تمام مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ میں کس قدر بے رحمیاں کی گئیں اور خاندان نبوت پر کیسا ظلم ہوا کہ جسکے سننے سے آدمی روتے روتے بیتاب ہو جاتا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام صفحہ ۔۔۔ میں اس واقعہ کے با وقعت اور با عظمت اور دردناک ہونے کے قائل ہیں ۔ اب اگر ظلم شدید کی وجہ سے قرآن کا اٹھایا جانا مسلم ہو تو

یہہ ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور خاندان پر ایسا ظلم شدید ہونیکے وقت سنہ ۔۔ ھ میں قرآن شریف اٹہا لیا گیا پہر ۱۸۵۷ء میں دوبارہ اٹہایا جو اٹہایا جاتا اور جو فرماتے ہیں کہ وانا علی ذهاب به لقادرون میں حق تعالی نے بیان فرمادیا کہ ۱۸۵۷ء میں قرآن زمین سے اٹہایا جائیگا - اسمیں مرزا صاحب کو علی ذهاب به کی ضمیر کے مرجع میں دہوکا ہو گیا جسکی وجہ سے قرآن کی طرف وہ ضمیر پہیر دی اسکا حال پوری آیت سے معلوم ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناه فی الارض وانا علی ذهاب به لقادرون

ترجمہ اور ہم ہی نے ایک اندازہ کے ساتہہ پانی برسایا پہر اُسکو زمین میں ٹہیرا رکہا اور ہم اس پانی کے اٹہا لیجانے پر بہی قادر ہیں اس آیۂ شریفہ سے ظاہر ہے کہ بہ کی ضمیر پانی کی طرف پہرتی ہے جو اُسکے پہلے صراحۃً مذکور ہے اور قرآن کا وہاں ذکر بہی نہیں اگر لاعلمی سے مرزا صاحب نے یہہ کہدیا تو غلطی کی اور اگر قصداً یہہ معنی قرار دیا تو تحریف کی پہر اس آیت کو مادہ تاریخ قرآن کے اُٹہائے جانیکا ٹہیرا کر یہہ کہا کہ ۱۸۵۷ء اوسکا وقت قرار دیا گیا دوسری غلطی ہے شاعروں نے جو مادۂ تاریخ کی اصطلاح ٹہیرائی ہے انکے یہان بہی یہہ شرط مسلم ہے کہ مادۂ تاریخ کے پہلے معلوم کرا دیتے ہیں کہ فلان واقعہ کا سال ان الفاظ سے نکلتا ہے مگر حق تعالی نے نہ یہہ اصطلاح بیان کی نہ اوسکی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ آیت مادۂ تاریخ ہے نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی یہہ فرمایا کہ دیکہو فلان آیت فلان واقعہ کا مادۂ تاریخ ہے اور اگر صرف عددون کے لحاظ سے آیات مادۂ تاریخ قرار دئے جائین تو ان الساعة آتية سے واقعہ قیامت سنہ ۱۲۳۶ مین ہونا چاہئے

علاوہ ان تمام امور کے لقادرون سے یہ کہنا کہ اوسکا وقوع ہو گیا یہ بھی ایک
دھوکا ہے یہی لفظ دوسرے مقامات مین وارد ہے اور ان سے مقصود صرف
تخویف اور بیان قدرت ہے کما قال تعالیٰ وَاِنَّا لَقَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ نُبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ
یعنے ہم قادر ہین کہ اُن کفار سے بہتر انکے بدلے لے آئین حالانکہ کفار اب تک
موجود ہین اسی طرح ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَاِنَّا عَلٰی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُوْنَ
یعنے ہم اسپر قادر ہین کہ جس عذاب کا وعدہ ان کفار سے کیا گیا تمہین دکھا دین
حالانکہ اسکا بھی وقوع نہین ہوا بلکہ مقصود بیان قدرت اور تخویف ہے اسیطرح
اس آیۂ شریفہ مین بھی بیان قدرت اور تخویف مقصود ہے کہ پانی جو زمین پر ٹھیرایا ہے
اور جس سے تمام منافع بنی آدم کے متعلق ہین اوسکے اڑا لیجانے پر ہم قادر ہین
اگر اس قدرت کو ظاہر کر دکھائین تو تمہاری کیا حالت ہوگی اب غور کیا جائے کہ
باوجود اتنے دھوکون اور غلطیون کے یقینی طور پر یہ کہدینا کہ حق تعالیٰ قرآن مین
فرماتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۷ء مین ہم قرآن کو اٹھا لینگے کس قدر جرأت ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے
کہ یہ حق تعالیٰ پر صریح افترا ہے اور قرآن سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا
کرے وہ کفار سے بھی بدتر ہے جیسا کہ اس آیۂ شریفہ سے مستفاد ہے قولہ تعالیٰ
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اور ارشاد ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی
الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنے ظالمون کو خدا راستہ ہی نہین بتاتا پھر جسکو خدا راستہ نہ بتائے
تو اوسکی گمراہی مین کیا شک ہے نعوذ باللہ من ذلک ۔

مرزا صاحب نے ایام غدر کے مظالم کا فوٹو کھینچکر سب الزام علما کے ذمہ لگا دیا
کہ انہین کے فتوون سے عورتین اور بچے پیاسے قتل کئے گئے ۔ مگر یہ بات عداوتاً

تک پہونچ گئی ہے کہ وہ ایک عام بلوہ تھا جس مین ہندو مسلمان سب اُس مین شریک تھے اور یہہ کوئی نئی بات نہین اس قسم کے واقعات گویا حکومت کا لازمہ ہے اسلیئے کہ گورنمنٹ اور رعایا کے باہمی تعلقات کثرت سے ہوتے ہین کسی نہ کسی بات پر مخالفت ہو ہی جاتی ہے اس مین کوئی فرقہ کی خصوصیت نہین لیکن گورنمنٹ کا فرض منصبی ہے کہ ایسے مفسدون کو رفع کرکے امن و امان قایم کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بفضلہ تعالی پورے طور سے ہندوستان مین اوسکے بعد امن قایم ہو گیا مگر مرزا صاحب کو مسلمانون کا بے فکری سے رہنا گوارا نہین اسی وجہ سے خلاف واقع مسلمانون کے ذمہ الزام لگا رہے ہین۔ اور یہہ خیال نہین فرمایا کہ جب مجرمین اُسی زمانہ مین سزایاب بھی ہو گئے اور امن بھی قایم کر دیا گیا اور پچاس برس کی مدت گذر گئی جس کی وجہ سے فی صدی پانچ شخص بھی اُس زمانہ کے اب باقی نہین ہے ایسے وقت مین گورنمنٹ مرزا صاحب کی ان اشتعالکون کی طرف کیون توجہ کریگی۔ اگرچہ مرزا صاحب بھی ایسے شخص نہین کہ مسلمانون کے بالکل جانی دشمن ہون۔ کیونکہ آخر مسلمانی کا دعوی انکو بھی ہے مگر شاید اقتضاے طبیعت سے اس تحریر کے وقت مجبور ہو گئے ہونگے۔

اور ایک دلیل اپنے صدق پر یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶۶ مین مذکور ہے

اِس بات کو مین منظور کرتا ہون کہ آپ دس ہفتہ تک اس بات کے فیصلہ کیلئے

احکم الحاکمین کی طرف توجہ کرین تاکہ اگر آپ سچے ہین تو آپ کی سچائی کا کوئی نشان

یا کوئی اعلی درجہ کی پیشگوئی جو راستبازون کو ملتی ہے آپکو دی جاوے ایسا ہی

مین بھی دوسری طرف توجہ کرونگا اگر آپ لوگ اعراض کر گئے تو اگر یہہ پہلو بھی نقصان

حاصل اسکا یہہ ہوا کہ مرزا صاحب جو دعوی رسالت وغیرہ کرتے ہین اوسکی نفی کا بینہ فریق مقابل کے ذمہ ہے مدت معینہ مین پیش نہو تو انکا دعوی ثابت اور بینہ بھی کیسا کہ اقتدار بشری سے خارج ہو۔

یہہ بھی ایک الہامی طریقہ ثبوت دعوی کا ہے جو مرزا صاحب کے خصایص سے ہے مگر خدانخواستہ اس طریقہ کا اگر رواج پڑجاے تو جھوٹون کو کامیابی کا بڑا ہی ذریعہ ہاتھہ آجائیگا جسکا جو جی چاہیگا کسی پر دعوی کر کے ثبوت مین یہہ بینہ پیش کردیگا کہ اگر مدعی علیہ سچا ہے تو احکم الحاکمین کی طرف رجوع کرے ضرور کوی نشانی مل جائیگی جو راستبازون کو فوق طاقت بشری ملا کرتی ہے اور جب مدت معینہ مین نہ ملے تو اپنا دعوی ثابت۔ خداتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ ہزارہا معجزے عطا کئے شق قمر تک آپکے دست مبارک سے ہوا مگر بعض وقت حسب خواہش کفار کوی نشانی بھی نہین دی گئی چنانچہ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے وقالوا لن نؤمن لك حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لك جنة من نخیل وعنب الی قولہ تعالی قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا مطلب اسکا یہہ ہے کہ کفار نے حضرت سے درخواست کی کہ زمین سے چشمے جاری ہوجائین یا ایک باغ پیدا ہوجاے یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرادیا جاے اور اسی قسم کی کئی درخواستین کین اوسپر حضرت کو حکم ہوا کہ اونسے کہو کہ مین تو ایک بشر رسول ہون یعنے جو معجزے میرے ہاتھہ پر خداتعالی ظاہر کراتا ہے وہ کرتا ہون مجھے کوی ضرورت نہین کہ تمہاری ہر درخواست کو منظور کرلیا کرون۔ دیکھئے باوجودیکہ آیات ومعجزات لازمہ رسالت ہین مگر ضرورکا

تہا کہ جانب مقابل کی طلب پر کوئی نشانی ضرور ظاہر ہو تو اب مرزا صاحب کی طلب پر کیا ضرورت ہے کہ کوئی نشانی اہل حق سے ظاہر ہو اور نہو سکنے اونکی حقانیت مین فرق آجاوے - اگر وہ ضرور ہوتا تو معاذ اللہ اسوقت کفار اہل حق ٹہر جاتے - پہر اس نشانی کے ظاہر نہونے سے مرزا صاحب کا حق پر ہونا کیونکر ثابت ہوگا —

مرزا صاحب کو ایسے ابواب مین کمال مشاقی اور جرأت حاصل ہے اس دس ہفتہ کی مہلت مین انہون نے کوئی ایسی بات ضرور سوچی تھی کہ اسکو بالائے تدابیر سے اپنی کامیابی کا ذریعہ بنا لیتے جیسے نصاری کے مقابلہ مین انہون نے یہی تدبیر کی کہ باوجودیکہ پیشین گوئی جہوٹی ثابت ہوگئی مگر وہ اسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ بتاتے جاتے ہین —

اور ایک دلیل اپنی عیسویت پر رسالہ نشان آسمانی مین لکھتے ہین کہ مولوی اسمعیل صاحب شہید دہلوی اس زمانہ مین اس کوشش مین تھے کہ کسی طرح اپنے مرشد سید احمد صاحب مہدی وقت قرار دے جاوین اُس زمانہ مین انہون نے قصیدہ شاہ نعمت اللہ کو حاصل کرکے بہت کچھہ سعی کی کہ یہہ پیشگوئی انکے حق مین ٹہرائی جاوے یہان تک کہ انہون نے اپنی کتاب کے ساتھہ اسکو شایع کردیا لیکن اس پیشگوئی مین وہ سنے اور نشان دیتے گئے تھے کہ کسی طرح سید احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہین ٹہر سکتے تھے - ہان یہہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمد ہے اور نیز یہہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند مین ہوگا اور لکہا ہے کہ وہ تیرہوین صدی

مین ظہور کریگا پس بنظر سرسری خیال گزر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب
مین یہہ تینون علامتین نہین ـــ

پہر مرزا صاحب نے اُس قصیدہ کے چند اشعار نقل کئے جن مین سے چند یہہ ہین

غین و رے سال چون گزشت از سال — بو العجب کار و بار می بینم
ظلمت ظلم ظالمان دیار — بیحد و بے شمار می بینم
چون زمستان بیچمن بگذشت — شمس خوش بہار می بینم
غم مخور زانکہ من درین تشویش — خرمی وصل یار می بینم
غازی ہم دست دارد دشمن کش — ہمدم و یار غار می بینم
اح م د دال می خوانم — نام آن نامدار می بینم
بادشاہ تمام ہفت اقلیم — شاہ عالی تبار می بینم
مہدی وقت و عیسی دوران — ہر دو را شہسوار می بینم

مرزا صاحب چون زمستان بیچمن بگذشت کی شرح مین لکہتے ہین
کہ جب تیرہوین صدی کا موسم خزان گذر جائیگا تو چودہوین صدی کے سر پر
آفتاب پر بہار نکلے گا یعنے مجدد وقت ظہور کریگا انتہی ـــ
یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جہان ہزارون کا مجمع ہوتا ہے اُس مین ہر قسم اور ہر طبیعت کے
لوگ ہوتے ہین بعض مفتری و کذاب بہی ہوتے ہین جو اُس مجمع اور گروہ
کی ترقی کی غرض سے اعتقاد بڑہانے والے اقسام کی باتین بنا لیتے ہین اور
بعض دیانت دار بہی نیک نیتی سے ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہین اور یہہ
خیال کر لیتے ہین کہ اگر اس مین کچہہ گناہ بہی ہو تو اس نیک نیتی کی وجہ سے معاف

ہو جائیگا۔ بہرحال ممکن ہے کہ کسی نے اوس وقت یہ قصیدہ بنا کر ایک کامل
بزرگ کے نام سے مشہور کر دیا ہو جس سے مولوی اسمعیل صاحب کو تحقیق مشغول
کا موقع ہاتھ آگیا اور انکا استدلال صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۲۰۰ کے دوسرے
سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے بعد کی خبر ہے جس زمانہ میں جناب سید احمد صاحب کا ظہور ہوا تھا
اگر بقول مرزا صاحب چودھوین صدی کا ذکر صاحب قصیدہ کو منظور ہوتا تو
(چون زمستان پیس بگذشت) کی جگہ (بگذرد چون صدی سیزدہم)
لکھدیتے کیونکہ جب پورے واقعات کا کشف ہی ٹھہرا تو (غ ور سے)
کے بعد ایام فتنہ کا بیان کرکے ہین مقصود بالذات زمانہ بشارت کو چھوڑ دینا
بالکل خلاف عقل ہے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی میں سید احمد صاحب اور
غلام احمد بیگ صاحب مین تنازع ہے تو سر سید احمد خانصاحب اس سے کیون
محروم رکھے جائین اونکے اتباع تو (مہدی وقت و عیسی دوران) کے مصداق
کی تکمیل مین مہدی علی خانصاحب کو پیش کردینگے جس سے (مرد دراشہ[illegible]) بھی
بھی چسپان ہو جائیگا اور مرزا صاحب نے جو تکلیف اوٹھا کر دو کو ایک کر دیا
اوسکی ضرورت بھی نہ رہیگی اور کثرت اتباع کے لحاظ سے بھی انہی کا نمبر
بڑھا رہیگا۔ یہ سب آپس کے جھگڑے ہین مگر اسکا کیا جواب ہوگا کہ قصیدہ
مین تو بادشاہ تمام ہفت اقلیم ہی ہنیم لکھا ہے اگرچہ تینون احمد صاحبان
علی سبیل البدلیت یا بطور ثالث ثلثہ مصداق ٹھہرین تو بھی انکے سر حضرت
ہندوستان کے مسلمانون کے عشر عشیر نہین ہوسکتے پھر ہفت اقلیم کی سلطنت
کیسی اس سے بداہتہً معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ قصیدہ جعلی ہے کیونکہ مصلحت وقت

کے لحاظ سے بناکر اوس بزرگ کی طرف منسوب کر دیا۔

مرزا صاحب نے چند اشعار کی شرح کی اور پورا قصیدہ علیحدہ اُسی کتاب مین الہمیہ یا اِس قصیدہ کی ابتدا مین یہہ اشعار ہین۔

در خراسان و مصر و شام و عراق　　　فتنہ دکار زار می بینم

ترک و تاجیک را بہمدیگر　　　خصمی و گیرودار می بینم

اب اسکی وجہ سمجہہ مین نہین آتی کہ فتنہ تو خراسان و مصر و شام و عراق و ترک و تاجیک مین ہو اور مرزا صاحب ہندوستان مین نکلین اسکی توجیہ یہہ ہوسکتی ہے کہ اس فتنہ کی خبر دینے کو وہ بہیجے گئے ہون تا لوگ ہوشیار رہین مگر کوئی ایسی خبر بہی انہون نے ابتک شایع نہین کی - مرزا صاحب فرماتے ہین یہہ سچ ہے کہ اشارۃً یہہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند مین ہوگا چونکہ مرزا صاحب جہوٹ کو شرک کے برابر سمجہتے ہین ضرور ہندوستان کی طرف اِسمین اشارہ ہوگا مگر ہمارے سمجہہ مین نہین آیا شاید کسی کی سمجہہ مین آجاے —

مرزا صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ قابل غور ہے جو احادیث اُنکے مضر ہوتی ہین اگر صحیح مسلم مین بہی ہون تو صاف کہدیتے ہین کہ بخاری نے اُنکو صحیح نہ سمجہکر چہوڑ دیا اور کبہی کہتے ہین کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو وہ حدیث نہ ملی اور کبہی کہتے ہین ممکن ہے کہ راوی نے سہواً یا عمداً خطا کی ہو مطلب یہہ کہ حدیثین قابل اعتبار نہین یعنے موضوع ہین اور احادیث صحیحہ مین یہہ کلام ہوتا ہے کہ پیشین گوئیون مین استعارات وکنایات ہوتے ہین ظاہری معنی انکے نہین لے سکتے اور جو بات اپنے مفید سمجہتے ہین وہ کیسی ہی بے اصل اور مجہول ہو اُسپر استدلال

کرتے ہیں اور اسکے معنی لینے ہیں کوی تامل نہیں ہوتا دیکھیے یہہ قصیدہ تو قابل
استدلال ہو اجسکا ثبوت تقریباً محال ہے اور جو مضمون بیان کیا گیا وہ
بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے سوا کوی دوسرا نہ سمجھہ سکے پھر شاہ نعمت اللہ
صاحب کے کشف کا اسقدر وثوق کہ کوی لفظ اوسکا ظاہری معنی سے بے عث
نہیں سکتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف اور پیشگوئیان ایسی کم زور کہ جب تک
اُن میں نئے معنی نہ ڈالے جائیں اپنے ذاتی معنی پر دلالت ہی نہیں کرسکتیں
بلکہ کبھی یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوسکی حقیقت
کھلی ہی نہیں اسپر دعوی امتی بلکہ نبی ہونے کا ۔

ایک دلیل یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو
شرارت سے میرے مقابل کھڑا ہو وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا انتہی ۔
فی الواقع اگر یہہ خبر اللہ کی طرف سے دی گئی ہو تو اعلی درجہ کی نشانی ہوگی
مگر اسکا ظہور اب تک نہیں ہوا جب سے مرزا صاحب نے دعوی عیسویت
کیا ہے علما اونکے مقابلہ مین برابر کھڑے ہیں اور کبھی اونکو ذلت نہوی بلکہ
اسلامی دنیا مین اونکی عزت اور بڑہ گئی ۔
مرزا صاحب نے اس بنا پر یہہ بات کہی ہے کہ جو شخص اونکا مقابلہ کریگا
وہ اوسکو بہت سی گالیان دینگے اور خفیف کرینگے جس سے اوسکو
شرمندہ ہونا پڑیگا ۔ مگر خود بھی ذرا سوچیں تو معلوم ہوگا کہ اسمین انہی کی ذلت
ہے بازاری لوگ معززین کی نگاہوں سے کیون گرے ہوے ہیں اسی
وجہ سے ہے کہ فحش بدگوی اور بدخلقی اکثر انسے دیکھی جاتی ہے ۔ مرزا صاحب

نے دیکھا کہ بازاری لوگ فحش و سب و شتم کی وجہ سے معزز نہین سمجھے جاتے
مگر اونکے ڈر سے اونکے کام تو نکل آتے ہین اسوجہ بر آمد کار کے لئے
یہی طریقہ خوب ہے۔ ہم یہہ نہین کہتے کہ مرزا صاحب نے اراذل و بدمعاشون
سے جو اس بات مین سبق لیا وہ کوئی عیب کی بات ہے اسلئے کہ عقلا کی
شان یہی ہے کہ اپنے مقصود کی بات جہان ملتی ہے لے لیتے ہین اور یہہ خیال نہین
کرتے کہ ہم کس سے لے رہے ہین دیکھئے کتب اخلاق مین مصرح ہے کہ آدمی
کو چاہئے کہ اپنی کار آمد صفتین کتے سے سیکھے کہ کیسا قانع اور وفادار ہے
بلکہ ہمین صرف لم اور ماخذ اس طریقہ کا بتلانا منظور ہے گو مرزا صاحب
اوسکو قبول نفرمادین کیونکہ وہ اس طریقہ کو عیسویت کا لازمہ قرار دیتے ہین
جیسا کہ عصاء موسی صفحہ ۱۵ مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام
اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق مین استعمال کئے ہین جیسا کہ سور کتے
بے ایمان بدکار وغیرہ وغیرہ لفظ وغیرہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام
بکثرت گالیان دیا کرتے تھے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہہ لازمہ عیسویت ہے
چونکہ مرزا صاحب کو تکمیل عیسویت کے لئے عیسی علیہ السلام کی صفات سے
متصف ہونا ضرور تھا اسلئے انہون نے یہہ طریقہ اختیار کیا۔ حالانکہ اونکی
خصوصیات کچھ اور ہین۔
امام سیوطی نے عیسی علیہ السلام کے حالات مین کئی روایتین تفسیر در منثور مین
نقل کئے ہین چونکہ یہہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے چند روایات کا ترجمہ
نقل کیا جاتا ہے اگر کسی صاحب کو اونکا دیکھنا منظور ہو تو در منثور کی جلد دوم

مین صفحہ ۲۶ سے صفحہ ۳۳ تک ملاحظہ فرمائین ماحصل اوسکا یہہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
نے اپنے لئے نہ کہین گھر بنایا نہ بنانے دیا نہ اونکو اہل و عیال تھے۔
گذران کی یہہ صورت کہ جنگل مین پتے وغیرہ کہا کر بسر کرتے تھے۔ جہان شام
ہوئی مقام کیا صبح ہوئی روانہ ہوگئے۔ نہ کبھی چراغ جلایا نہ بچھونا بچھایا۔ جہان
نیند غالب ہوئی لیٹ گئے سوا کمل یا ٹاٹ کے کوئی لباس نہین پہنا۔
نہ کبھی سر مین تیل ڈالا نہ کنگھی کی بجائے نعلین کسی جانور کی چھال پیرون مین لپیٹ کر
لیف سے باندھ لیتے کبھی ٹھنڈا پانی نہین پیا۔ ایک بار آپ پتھر سرہانے
لیکر سوتے تھے ابلیس نے متشکل ہوکر طعن کیا کہ آپ اکثر کہا کرتے ہین کہ دنیا
کا سامان کچھہ نہین رکھتا پھر یہہ پتھر کا سرہانہ کیسا آپنے وہ بھی پھینک دیا۔
ایکبار آپ حوارین کے ساتھہ کہین جارہے تھے راستہ مین مرے ہوئے
کتے پر گذر ہوا لوگون نے اوسکی بدبو کی شکایت کی آپنے فرمایا اوسکے دانت
کتنے سفید ہین۔ مقصود یہہ کہ کسی چیز کی مذمت نہ کی جاوے ایکبار ایک خنزیر
اونکے روبرو سے نکلا اوس سے خطاب کر کے فرمایا سلامتی سے گذر جا کسی نے
کہا یا روح اللہ آپ خنزیر سے ایسا خطاب فرماتے ہین جو آدمیون سے
کیا جاتا ہے فرمایا مین مکروہ سمجھتا ہون کہ میری زبان کو بری بات کی عادت ہو
ایکبار ایک رفیق کے ساتھہ آپ جنگل مین جارہے تھے ایک بدمعاش
حائل ہوکر کہا کہ جب تک تم دونون کو ایک ایک طمانچہ نہ مارلون جانے نہ دونگا
آپنے فرمایا اچھا مجھے تو مارلے اوسنے آپکو مارکر راستہ دیا مگر رفیق راضی نہوا
آپنے فرمایا اوسکے بدلے بھی مجھی کو مار یہہ کہکر دوسرا رخسار مبارک پیش کیا اوسنے

آپ ہی کو مار کر دونون کو راستہ دیا - ایک بار آپ دہوپ مین چل رہے تھے
دہوپ کی شدت اور پیاس کی سختی سے تاب نہ لاکر کسی کے خیمہ کی چہاؤن مین
بیٹھ گئے صاحب خیمہ باہر آکر آپ کو وہان سے اٹھا دیا آپ علیحدہ ہوکر دہوپ
مین بیٹھ گئے اور فرمایا اے شخص تو نے مجھے نہین اٹھایا بلکہ اوسنے اٹھایا جو
نہین چاہتا کہ دنیا مین مجھے کچھ بھی راحت ہو یعنے پوری راحت جنت ہی مین
ہوگی آپ اکثر پانی پر چلا کرتے تھے لوگون نے پوچھا یہہ بات آپکو کیونکر
حاصل ہوئی فرمایا ایمان اور یقین کی وجہ سے انہون نے کہا ہمین بھی تو ایمان
و یقین ہے فرمایا تم بھی چلو تہوڑی دور گئے تھے کہ ایک موج آئی اور وہ ڈوبنے
لگے آپنے اونکو نکالکر پوچہا تمنے کیا کیا تھا کہا موج سے ہم ڈر گئے تھے فرمایا موج
کے رب سے کیون نہین ڈرے - یہہ تہوڑا سا حال مسیح علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام
کا تھا - اب مسیح علیہ السلام اور مثیل مسیح کی حالت کا موازنہ کرکے بھی دیکھ لیجئے
تا کہ تعرف الاشیاء باضدادہا کے لحاظ سے مرزا صاحب کی معرفت حاصل ہو جائے
وہان تجرد کی وہ کیفیت تھی تو یہان تعیش کی یہہ کیفیت کہ پیرانہ سری مین شادی
ہونے مین جو توقف ہوگیا تو مثیل صاحب جامہ سے باہر ہین اور کنبے بہر مین
ایک تہلکہ برپا ہے کہ سمدہین صاحب کے بہائی نے اپنی لڑکی کیون نہین دی
اس جرم مین بہو بیٹے مین تفرقہ اندازی کی تدبیر اور فرزند پر یہہ تشدد کہ اگر طلاق
ندے تو عاق اور میراث سے محروم ہے - وہان کمل اور ٹاٹ کا لباس ہے تو
یہان پشمینہ وغیرہ اعلی درجہ کے ملبوسات - وہان رہنے کو گہر نہین یہان بیسیون
کمرے مکانات باغ سکونت اور تفرج کے لئے آراستہ مین جہان سرہانے کے

تکیہ کے لئے پتھر گوارا نہین یہان بغیر اعلیٰ درجہ کی نرم نرم توشکین اور لحاف کے
نیند نہین آتی۔ وہان جنگل کے پتون پر گذران تھی یہان مرغی انڈے پلاو وغیرہ
الوان نعمت کی ضرورت۔ وہان دھوپ مین پیاس سے موت کا سامان ہے تو
یہان ہر وقت برف کیوڑہ وغیرہ تنعم کا سامان مہیا وہان جنگل ہے اور اندہیری
رات کا سناٹا اور جلانے کو چراغ نہین یہان گھر کے پاس ہزارون روپیہ کے صرف
سے ایک بلند مینار بنایا گیا جسکی روشنی جنگل مین پڑے۔ وہان کل ہاتھون کا
حوالہ آخرت پر ہے تو یہان کل ہاتھون کا استیفا دنیا مین۔ وہان مرے ہوے
کُتے کی مذمت گوارا نہین یہان صحابہ سے لیکر آج تک کے مسلمان مشرک قرار
دئے جارہے ہین اور مسلمانون کے شان مین وہ الفاظ کہ کوئی کافرون کو
بھی نہین کہتا۔ وہان خنزیر کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ یہان علما و مشایخین کے
القاب خنزیر وغیرہ زبان زد ہین غرض کہ مثیل مسیح موعود ہونے کے لئے تمامی
اوصاف مسیح علیہ السلام سے وہ صفت منتخب کی گئی جس سے مسیح علیہ السلام
کو کمال درجہ کی نفرت اور احتراز رہا۔ اور انجیل جسکو خود ہی محرف بتاتے ہین
اوس مین سے صرف فحش اور سب دشتم کا مضمون لیکر مسلمانون کو لگے گالیان
دینے کہ دیکھو مین مسیح ہون میرا فرض منصبی ہے کہ دل کھول کر لیکن ٹھنڈے دل سے
گالیان دیا کرون۔ اسکی وجہ اور کیا ہوسکتی ہے سوائے اسکے کہ انھون نے
جب دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات اور فضایل واخلاق کا حاصل کرنا تو محال
ہے اور انکی کوئی بات اپنے مین نہو تو مثلیت کا ثبوت مشکل ہے اسلئے مالا
یدرک کلہ لا یترک کلہ کے لحاظ سے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرکے طریقہ

سب وشتم کو اختیار کیا جسکا ذکر اناجیل محرفہ مین ہے۔
اس باب مین جو تحریفین وغیرہ ہوین اوسکا الزام اسی کے ذمہ ہوگا جس نے
الحاق کرکے عیسی علیہ السلام کی طرف اس طریقہ شنیعہ کو منسوب کیا۔
مرزا صاحب نے حسن ظن سے اس باب مین صرف تقلید نصاری کی کی اور مقلد
کو یہہ حق نہین کہ اپنے مقتدا پر تحریف وغیرہ کا الزام لگادے اسلئے نہ مرزا صاحب
پر تحریف کا الزام آسکتا ہے نہ ترک تحقیق کا بہرحال یہہ دین عیسائی کی تعلیم تھی
اب دین محمدی کی تعلیم دیکھیے۔ حق تعالی فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ یعنے خداتعالے
منع کرتا ہے بیحیائی اور بدگوئی اور برے کام سے اور ارشاد ہے قولہ تعالی
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ
وَالْفَحْشَاءِ یعنے شیطان جو تمہارا دشمن ہے بدگوئی اور برے کامون کا حکم کرتا ہے
ان دونون آیتون سے ظاہر ہے کہ سب وشتم سے خداتعالی منع فرماتا ہے
اور شیطان اوسکا حکم کرتا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین اس
صفت کا نام ونشان نتہا جیسا کہ بخاری شریف ص ۸۹۱ مین ہے لم یکن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا یعنے بدگوئی کی صفت حضرت مین نہ بالطبع تھی نہ
عارضی طور پر اور یہہ روایت بھی بخاری شریف مین ہے کہ چند یہودی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بجائے السلام علیکم کے عوض آکر
سے السام علیکم کہا حضرت نے اونکے جواب مین صرف وعلیکم فرمایا مگر عائشہ
رضی اللہ عنہا صبر نکر سکین کیونکہ سام کے معنی موت ہین اور غصہ سے کہا

وعلیکم ولعنکم اللہ وغضب اللہ علیکم حضرت عائشہ نے فرمایا مہلاً یا عائشہ علیک
بالرفق وایاک والعنف والفحش یعنی اے عائشہ سختی اور بدگوئی سے دور رہو
دیکھئے یہود دعا کے بدلے بددعا ہی کرتے تھے اور اسکا نتیجہ آنحضرت نے فحش ہی کہا
جس سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وعن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سباب المسلم فسوق وقتاله كفر رواه البخاري یعنے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے
اور اوسکا قتل کفر ہے وعن ثابت ابن الضحاک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من لعن مؤمنا فهو كقتله ومن قذف مؤمنا بكفر فهو كقتله رواه البخاري یعنے جو
شخص کسی مسلمان پر لعنت کرے یا اوسکو کافر کہے تو گویا اوسکو قتل کر ڈالا۔
مرزا صاحب کو اسمین بدزبانی کرنے کا ملکہ [illegible] آگیا ہے اسلئے خوب
سی گالیان دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ انکا نام گالی ہی نہین چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۱۳ مین لکھتے ہین اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت مین
سمجھ لیتے ہین اور ان دونون مین فرق کرنا نہین جانتے بلکہ ایسی بات کو جو دراصل
ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپان ہو محض اوسکی کسیقدر مرارت
کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام ہی تصور کر لیتے ہین حالانکہ
دشنام اور سب و شتم فقط ایک مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے
طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاوے انتہی۔
حاصل اسکا یہہ ہوا کہ کسیکے واقعی عیوب بیان کئے جائین تو مضایقہ نہین۔ مگر
یہہ بات قرآن شریف کے خلاف ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ویل لکل همزة لمزة
یعنے ہمزہ اور لمزہ کے لئے ویل ہے جو جہنم مین ایک وادی کا نام ہے۔ تفسیر خازن مین

ہمزہ اور لمزہ مین کئی اقوال نقل کرکے لکہا ہے کہ سب اقوال کا مرجع اسیطرف ہے کہ وہ اوس شخص کو کہتے ہین جو کسیکا عیب بیان کرے - اب دیکہئے کہ عیب یقینی موجودہ عیوب ظاہر کرنے کی یہہ وعید ہو تو (ما ذرا واند ہے رئیس الدجالین - ہامان ہالکین وغیرہ) کہنے کا کیا حال ہوگا پہر مرزا صاحب خنزیر حمار چوپائے جو علما کو کہتے ہین کیا ان الفاظ پر بہی دشنام کی تعریف صادق نہین آتی -

مرزا صاحب کا یہہ بہی استدلال ہے کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین کافرون کو بہت گالیان دی ہین اور حدیث شریف مین اون پر لعنت وغیرہ وارد ہے مقصود یہہ کہ مرزا صاحب نے خدا کا طریقہ اختیار کیا - اور نیز اشداء علی الکفار بہی وارد ہے -

اشداء علی الکفار کا جواب تو ظاہر ہے کہ سختی کافرون پر چاہئے مسلمانون کو گالیان دینے سے کیا تعلق اونکے باب مین تو رحماء بینہم کا ارشاد اوسی متصل کیا گیا ہے - مرزا صاحب کا روئے سخن گالیون مین صرف علماء و مشائخین اہل اسلام کی طرف ہے اگر بزعم مرزا صاحب وہ گناہگار بہی ہون تو کیا اسلام سے خارج سمجہے جائینگے - پہر اشداء علی الکفار سے استدلال کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ برخلاف اوسکے برے القاب سے مسلمانون کا ذکر ممنوع ہے کما قال تعالی وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنے عیب مت کرو آپس مین ایک دوسرے کا اور مت پکارو

ایک دوسرے کو برے نام سے برا نام گنا ہگاری ہے پیچھے ایمان کے اور جو
کوئی توبہ نکرے وہ ظالموں سے ہے۔ تفسیر خازن میں بروایت ترمذی
نقل کیا ہے کہ بعضے لوگوں کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے جن میں وہ
بعضوں کو ناپسند کرتے تھے اگر کوئی ناپسند ناموں سے اونکو پکارتا تو وہ
رنجیدہ ہوتے اونکے باب میں یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی۔ اور لکھا ہے کہ
لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنے اپنی ذاتوں کو عیب مت لگاؤ) اسکا مطلب
یہہ ہے کہ جب تمنے اپنے بھائی مسلمان کو عیب لگایا تو گویا وہ عیب تمنے
اپنے کو لگایا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ قرآن اس درجہ کے اتحاد کی تعلیم
کر رہا ہے کہ سب مسلمان آپس میں کنفس واحدہ ہو جائیں اور عمل یہہ ہو رہا ہے
کہ صرف عیب ہی نہیں لگائے جاتے بلکہ مغلظات کی بوچھاڑ کی جاتی ہے
جس سے اعلیٰ درجہ کی دشمنی باہم پیدا ہو جاے اوسپر اصلاح قوم کا دعوی
اب رہا یہہ کہ خدا تعالیٰ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے سو اوس میں یہہ
کلام ہے جب آیات و احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ بدگوئی سے
خدا ورسول منع فرماتے ہیں اور منع ہی نہیں بلکہ سخت سخت اوسپر وعیدیں
ہیں تو کسی کو حق نہیں کہ اپنے مالک اور خالق سے پوچھے کہ جس کام سے آپ
منع کرتے ہیں اوسکے آپ کیوں مرتکب ہیں۔ دیکھہ لیجئے تکبر اور تعلی سے
حق تعالیٰ نے بندوں کو منع فرمایا ہے اور خود متکبر ہے کیا کوئی اوس سے
پوچھہ سکتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ
یعنے خدا تعالیٰ جو چاہے کرے اوس سے کوئی نہیں پوچھہ سکتا اور وہ سب سے

پوچھے گا کہ کیسے تمنے کیون کیا یا کیون نکیا [illegible]

چار سے زیادہ عورتون کی اجازت نہین دی اور خود بدولت نے نو یا اوس

سے زیادہ ازواج مطہرات تہین انکے سوا اور بہت سے خصوصیات

نہین جو علما پر پوشیدہ نہین —

اب استدلال کا حال بھی دیکھیے کہ اگر بقول مرزا صاحب قرآن مین گالیان

ہین بھی تو وہ کنکلو دی گئین اور اوسکا منشا کیا ہے۔ جو لوگ اپنے خالق کو خالق

نہ سمجھین اور اپنے ہاتھ سے بناے ہوے بت کی پرستش کرین اور بجاے

شکر کے ناشکری کرین اور حق تعالی پر بدنما تہمتین لگائین اور اوسکے بھیجے ہوے

سچے پیغمبر کی بات نہ مانین اور کہلی کہلی نشانیان دیکھکر بھی اعتبار نکرین اور قدرت الہی

پر ایمان نہ لائین تو وہ زجر و توبیخ تو کیا اوس سے زیادہ کے مستحق ہین بہلا مرزا صاحب

انہین سے ایک بات تو اپنے مخالفین مین بتا دین سوا اسکے کہ اونکی جبلی اور بے ضرورت

نبوت کو نہین مانتے۔ جن لوگون نے اونکی عیسویت کو قبول کرلیا ہے اور ایماندار

سمجھے جاتے ہین اون مین تقرب الی اللہ کی کونسی بات زیادہ ہوگئی جو سب مین

نہین سوا چند چیزون کے جو اونکی عیسویت کے مزاحم ہین مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے معراج کا انکار۔ عیسی علیہ السلام کی موت۔ قرآن مین جو انبیا علیہم السلام

کے معجزون کا ذکر ہے اکثر اون مین مسمریزم اور سحر تھے۔ مرنے کے بعد اس عالم

مین کوئی زندہ نہین ہوسکتا اور اس قسم کی خبرین جو قرآن مین دی گئین وہ خلاف

واقع ہین۔ حشر اجساد کا انکار۔

غرض کہ یہی چند مسایل کا اختلاف مدار کفر و ایمان کا ٹہرایا گیا کافر ملعون وغیرہ القاب

انہی چند خیالات اور اختراعات کے نہ ماننے کی وجہ سے دئے جارہے ہیں
یہاں مرزا صاحب بھی غور فرماویں کہ اس میں ہم لوگوں کا کیا قصور ہے ان امور
میں جو ہمارے اعتقاد میں اگر وہ ہمارے تراشیدہ اور اختراعی ہوتے تو یہہ
اعتراض ہوسکتا کہ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار ہمارے اعتقاد تو قرآن
حدیث و اجماع سے ثابت ہیں پہر کیونکر ہوسکیگا کہ باوجود اسلام کے دعوی
کے ہم اسکو چھوڑ دیں -
ہم کتنا بھی عاجزی سے کہیں ہمیں یقین نہیں کہ مرزا صاحب اس طریقہ سب و شتم
کو چھوڑینگے کیونکہ انہوں نے تو اسی کو تکمیل عیسویت سمجھہ رکہا ہے - اور نیز
اوس الہام کو پورا کرنا ہے کہ جو اونکے مقابلہ کو کہڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا -
اور اونکی امت کو بھی سب و شتم کی ضرورت ہے تاکہ اوس الہام کا مضمون پورا ہو
اور اودسے یہہ تو امید نہیں کہ اپنے نبی کی مخالفت کرکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقہ عمل اور ارشادات پر عمل کریں اور نرمی اور تہذیب کو کام میں لائیں
اگر ایسا کیا تو اپنے نبی کی امت سے خارج ہوئے جاتے ہیں غرض کہ اس باب
میں وہ بھی معذور ہیں اس موقع میں ہم لوگوں کو ضرور ہے کہ اس آیہ شریفہ کو پیش نظر
رکہیں جو حق تعالی فرماتا ہے لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا ترجمہ البتہ تم آزمائے
جاوگے مال سے اور جان سے اور البتہ سنوگے اہل کتاب اور مشرکین سے بدگوئی
بہت اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہہ ہمت کے کام ہیں - اس آیہ شریفہ
کے لحاظ سے ضرور ہے کہ صبر کرنے میں ہم لوگ ہمت نہ ہاریں تہوڑے دن کسطرح

گذر جاوینگے اور اسکا عمدہ بدلہ حق تعالی عطا فرمائیگا۔ یہان یہہ خیال نہ کیا جاوے
کہ آیۂ شریفہ مین تو اہل کتاب اور مشرکین کا ذکر ہے جنکی ایذا پر صبر باعث
اجر ہے اور مرزا صاحب تو نہ اہل کتاب سے ہین نہ مشرک ہین۔ بلکہ
اس شبہہ کا جواب یہہ سمجھا جاوے کہ مرزا صاحب اس باب مین عیسائیون
کے مقلد ہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور جس دین کے لوگون کا کوئی مقلد ہووے
اسی مین سمجھا جاتا ہے دیکھہ لیجئے حنفی شافعی وغیرہ سب محمدی ہین اس
صورت مین جو بات ہمکو عیسائیون کی اذیت رسانی مین حاصل ہونیوالی
ہیہ مرزا صاحب اور اونکی امت کے سب دشنام مین بھی وہی حاصل ہے
اور دراصل ہمارے اسلام کا طریقہ کل انبیا علیہم السلام کا طریقہ ہے جسپر
قرآن کریم شاہد ہے مثلاً فقولا لہ قولا لینا وغیرہ سے ظاہر ہے سراج الملوک
مین نقل کیا ہے مر المسیح علیہ السلام علی قوم من الیہود فقالوا لہ شرا وقال لہم
خیراً فقیل لہ انہم یقولون شرا وانت تقول خیراً فقال کل ینفق بما عندہ
یعنے مسیح علیہ السلام کا گذر یہود کی کسی قوم پر ہوا وہ لوگ آپکو دیکھتے ہی
بُری بُری گالیان دینے لگے مگر آپنے نہایت عمدگی سے اونکے جواب دئیے
کسینے آپ سے کہا کہ وہ تو سختی اختیار کر رہے ہین اور آپ اس عمدگی
سے پیش آرہے ہین فرمایا ہر شخص وہی خرچتا ہے جو اوسکے پاس ہو۔
الحاصل مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ مجھے خبر دی گئی کہ میرا مقابل ذلیل اور
شرمندہ ہوگا مشاہدہ سے ثابت ہے کہ وہ خبر غلط نکلی بلکہ مرزا صاحب ہی ذلیل
و شرمندہ ہوے جیسا مناظرون وغیرہ سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوگیا

کہ فی الواقع اونکو کوئی خبر نہین دی گئی تھی صرف تخویف کی غرض سے انہون نے وہ مشہور کر دیا تھا مگر مرزا صاحب اور اونکے اتباع یاد رکہین کہ ایسی تخویفون سے مسلمانون کو کوئی جنبش نہین ہوتی بلکہ اونکا ایمان اور زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے مسلمانون سے جب کہا گیا کہ دیکہو تمہارے مارنے کے واسطے لوگ جمع ہو گئے ہین اونسے ڈرو تو اس سے اونکا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہمین اللہ کافی ہے اور وہ ہمارا اچہا وکیل ہے سو اونکو کوئی برائی نہین پہونچی اور وہ اللہ کی رضامندی کے ساتھ رہے اور وہ جو ڈراتا ہے شیطان ہے اپنے دوستون کو ڈراتا ہے یعنے اوسکے ڈرانیسے وہی ڈرتے ہین جو شیطان کے دوست ہین سو تم اونسے مت ڈرو بلکہ مجہسے ڈرو اگر تم مسلمان ہو اس سے ظاہر ہے کہ ایسے تخویفات سے ڈرنے والے شیطان کے بہائی ہین اور مسلمان نہین۔ اب غور کیا جاسے کہ خدا و رسول کے کلام کی تکذیب کرکے اوسکے حمایت کرنے والون کو ذلت سے ڈراوے تو کیا ممکن ہے کہ وہ بزدلی کرکے چپ رہجائینگے ہرگز نہین گا یون کی ذلت تو کیا قتل کی تخویف سے بہی وہ نہین ڈرتے۔

جس طرح مرزا صاحب نے ذلت سے ڈرایا اسیطرح تخویف کے لئے یہہ جوا

بھی بیان فرماتے ہین جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۸ مین درج ہے کہ مینے خواب مین دیکھا کہ

ایک تلوار میرے ہاتھ مین ہے جس کا قبضہ میرے پنجہ مین اور نوک آسمان تک

پہونچی ہوئی ہے جب مین اوسکو دائین طرف چلاتا ہون تو ہزارون مخالف

اوس سے قتل ہوجاتے ہین اور جب بائین طرف چلاتا ہون تو ہزارہا دشمن

اوس سے مارے جاتے ہین"

اس خواب سے بھی مرزا صاحب کا مقصود مخالفین کی تخویف اور معتقدون کا

اعتقاد بڑھانا ہے کہ وہ اس غیبی تلوار سے دائین بائین مسلمان اور کفار کو تہ تیغ

کرینگے کیونکہ جہلا کو تعبیر تو معلوم ہی نہین ہو سکتی اسلئے وہ ظاہری مفہوم کو سچ

سمجھ لینگے - دراصل تعبیر پر مطلع ہونا ہر کسیکا کام نہین - البتہ بطور خود جب

اوسکا ظہور ہوجاتا ہے تو اوسوقت یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ صورت مثالیہ

جو دکھلائی گئی تھی اوس سے یہی مراد ہے جسکا ظہور ہوا - جب ہمارے مشاہدہ

سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب ایک طرف آیات و احادیث پر وار کر رہے ہین

اور دوسری طرف اقوال سلف پر تو کھلے طور پر معلوم ہو گیا کہ اوسکی تعبیر یہی ہے

جو ظہور مین آگئی - اس سے ظاہر ہے کہ تلوار کی نوک جو آسمان تک پہونچی ہوئی

ہے وہ اشارہ کر رہی ہے کہ علوم سماویہ کو اوسسے ضرر پہونچیگا چنانچہ ایسا ہی

ہوا کہ مسئلہ معراج و حشر اجساد و احیاء اموات و حیات مسیح علیہ السلام

وغیرہ مسائل مین بہت سے مسلمانون کے دل مین خدشے پیدا ہو گئے اور بہتون

نے تو آمنا و صدقنا بھی کہدیا - دائین طرف اونکے مخالف آیات و احادیث

مین اور بائین طرف اقوال سلف جنکو وہ تہ تیغ کر رہے ہین - ہر چند مرزا صاحب

مسلمانون کو اپنے مخالف سمجھتے ہین مگر دراصل اونکو کوئی مخالفت نہین۔ منشا مخالفت کا یہی ہے کہ وہ آیات و احادیث و اقوال سلف پر تعدی کر رہے ہین جنکی حمایت ہر مسلمان پر فرض عین ہے ورنہ جب تک مرزا صاحب کا حال کھلا تھا براہین احمدیہ وغیرہ کے طبع ہین کس قدر تائید ین دین۔ اور اگر مخالفین سے مراد اہل اسلام ہی ہون تو اونکا قتل ہو جانا ظاہر ہے اسلئے کہ جب مرزا صاحب کی تقریر تیغ و شمشیر سے کم نہین اون پر اثر کر گئی اور آیات قرآن اور احادیث سے اونکا ایمان سلب ہو گیا اور مرزا صاحب کے متبع ہو گئے تو اونکے قتل معنوی ہین کیا شک یہہ ہلاکت ایسی نہین ہے جسکے ہم پلہ موت ہو سکے بلکہ وہ ہلاک ابدی ہے اعاذنا اللہ وایاہم منہ اب مرزا صاحب کی اس تقریر پر غور کیجئے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۷ مین لکھتے ہے

کہ حدیثون مین یہہ بات لکہی گئی ہے کہ مسیح موعود اوسوقت دنیا مین آئیگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس یہہ وہی زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔

جب خواب مرقوم الصدر کی تعبیر مشاہدہ سے ثابت ہوگئی تو اوس خواب والی شمشیر نے اس کشف کو بے سروپا کر دیا کیونکہ تلوار کی نوک باواز بلند کہہ رہی ہے کہ اگر قرآن بالفرض ثریا پر پہنچ جاے تو اوسکو مرزا صاحب وہان بھی نہ چھوڑینگے اسلئے کہ تلوار کی نوک جہان پہونچے اوس سے وہان ہی کام لیا جائیگا جو اوسکے لایق ہے۔

ایک دلیل نبوت اور عیسویت پر اونکی یہہ ہے کہ الہام ہوا کرتے ہین اور اس دلیل کو بنسبت دوسری دلیلون کے قوی بتلاتے ہین یہان تک کہ فرماتے ہین

ہمارا دعوی الہام سے پیدا ہوا ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات الہام سے معلوم ہوئی اور اپنے کل فضایل کلیہ وجزئیہ اور خلیفۃ اللہ اور عیسیٰ موعود اور رسول اللہ وغیرہ ہونا بھی الہام سے معلوم ہوا - مگر الہام ہونے کی جو خبرین دیتے ہین اون مین یہہ کلام ہے کہ سواے اونکے مجرد قول کے اوسپر کوئی گواہ نہین - چونکہ انہون نے حدیث شریف کے راویون کی نسبت یہہ فرمایا ہے کہ جائیز ہے کہ انہون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہو تو ہم اس موقع مین کہہ سکتے ہین کہ جب راویون مین صحابہ بھی شریک ہین تو یہہ احتمال وہان تک پہونچ رہا ہے اور اس احتمال کو جب اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ تمام اہل اسلام کے مسلمات جس پر شامل ہو رہا ہے تو مرزا صاحب ہی کے قول کے مطابق اونکے الہامی خبرون مین بھی وہی احتمال پڑ گیا کہ جائیز ہے کہ عمداً یا سہواً انہون نے خطا کی ہو اور انہی کی تصریح کے مطابق کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اونکا کوئی الہام قابل استدلال نرہا -

میان عبدالحق صاحب کو مرزا صاحب کے جہنمی ہونے پر اس تصریح سے الہام ہوا تھا کہ سیصلی ناراً ذات لہب یعنے قریب ہے کہ مرزا دہکتی آگ مین داخل ہوگا اوسپر مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۲۷ مین لکھتے ہین کہ یہہ الہام شیطانی ہے اسوجہ سے کہ جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دیکر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ اور استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے خاص کر اوس حالت مین کہ جب اوسکے دل مین یہہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام معلوم ہو جائے تو

شیطان اوسوقت اوسکی آرزو مین دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اوسکی زبان پر جاری
ہوجاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے " مرزا صاحب نے یہان ایک قاعدہ
بتلادیا کہ جب کسی چیز کی طرف توجہ تام ہوتی ہے تو شیطان آرزو مین دخل دیتا ہے
اور اوسوقت جو الہام ہوتا ہے وہ شیطانی ہوتا ہے اب دیکھئے کہ مرزا صاحب
ابتدائے شعور سے کتب مذاہب باطلہ کی طرف متوجہ ہین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آخر ایک
نیا مذہب ایجاد کرہی ڈالا - اس عرصہ مین ہر وقت شیطان کو موقع ملتا رہا اور
وقتاً فوقتاً الہام کرتا رہا جو براہین احمدیہ وغیرہ کتب مین مذکور ہین اور ابتک اسکا
سلسلہ منقطع نہین بلکہ صفائی اور ترقی جاری ہے چنانچہ کن فیکون والا الہام
ابھی آخری زمانہ کا ہے انہون نے جو قاعدہ ایجاد کیا ہے اسکی تصدیق بھی اس سے
ہوتی ہے کہ سیصلی نارا کے الہام کے جواب مین تبت یدا ابی لہب کا الہام ہوگیا
جیساکہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۴ مین یہہ الہام لکھتے ہین و یخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر
تبت یدا ابی لہب وتب الغرض اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو شیطانی الہام ہوا کرتے ہین
مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت ہے کہ عوام الناس تو کیا انبیا کے الہامون مین
بھی شیطان کا دخل ہوا کرتا ہے چنانچہ چارسو نبیون کے الہام ایک ہی واقعہ مین
شیطانی اور جھوٹے نکلے تمام - جب انبیا کے الہام بحسب اقرار مرزا صاحب
جھوٹے نکلے تو مرزا صاحب کے الہامون کا جھوٹے اور ساقط الاعتبار ہونا بطریق اولی ثابت ہوگیا
یہہ بات بدلائل ثابت ہوچکی کہ مرزا صاحب کی کل پیشگوئیان جھوٹی ثابت ہوئین
اور یہہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی بغیر الہام کے ہو نہین سکتی اسلئے کہ آئندہ ہونے والے واقعے
اور غیب کی باتین جب تک خدائے تعالی الہام کے ذریعہ سے معلوم نہ کرادے کسی کو

معلوم نہین ہوسکتین ـ پہر جب اونکی کل پیشگوئیان جہوٹی ثابت ہوئین تو معلوم ہوا
کہ اونکے متعلق الہام بہی شیطانی ہے ـ

کئی واقعات سے مرزا صاحب کا جہوٹ کہنا بلکہ جہوٹی قسمین کہانا اور خیانت اور
بدعہدی وغیرہ حالات معلوم ہوئے جنکا ذکر ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ رتبہ الہام بغیر
اعلی درجہ کے تقدس کے حاصل ہو نہین سکتا اسلئے مرزا صاحب کے الہام ہرگز
قابل صدق نہین ـ

کئی واقعات گواہ ہین کہ مرزا صاحب نے دنیوی اغراض اور منافع حاصل کرنے کے لئے
وعدہ خلافیان کہین داؤ پیچ کے دہوکے دئے غرض کہ کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا اس سے
ظاہر ہے کہ الہام بہی انہی اغراض کی تکمیل کے لئے بنا لیا کرتے ہین اونکو شیطانی
الہام بہی کہنے کی ضرورت نہین ـ

مرزا صاحب جس طرح ظاہر بینون کے لئے عقلی معجزات کا ایک بنیاد قایم
کیا ہے جس مین تمام تدابیر اور داؤ پیچ داخل کردئے اسیطرح معتقدین الہام کے لئے
الہامون کے ایجاد کی ضرورت ہوئی جس سے باطنی اور ظاہری لوازم نبوت برائے نام
پورے ہو جائین اور کسیکو یہ کہنے کی گنجایش نہ ملے کہ اگر مرزا صاحب نبی ہین تو
معجزے اور وحی کہان اسی لئے انہون نے اسپر زور دیا کہ الہام ہی کا نام وحی ہے
جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے ـ

خوارق عادات بنسبت الہام کے نہایت کم درجہ اور پست مرتبہ ہین اسلئے کہ
تتبع علماء واہل اسلام سے ثابت ہے کہ خوارق کے ظاہر ہونے کے لئے اسلام
شرط نہین اسلئے جوگیون وغیرہم سے بہی خوارق ظاہر ہوا کرتے ہین اور الہام

سوا ے اعلیٰ درجہ کے متقی اور اولیاء اللہ کے کسی کو نہین ہوتے - چونکہ خوارق عادات علانیہ دکھلانیکی ضرورت تھی اسلئے انہون نے اوس مین ایسی پیچیدگیان ڈال دین اور شروط کے شکنجہ مین داب دیا کہ عمر بھر مرزا صاحب کے خوارق دیکھنا کسی کو نصیب نہو - اور الہام جو غیر محسوس امر تھا بطیب خاطر اوسکو قبول کرکے اس بات پر زور دیا کہ وہ قطعی ہے اور متدین کو ضرور ہے کہ جب الہام کا نام سن لے تو دم نہ مارے اور یقیناً سمجھ لے کہ واقع مین وہ الہام ہوا ہے اور وہ الہام لوگون پر حجت بھی ہے - کیا ان تصریحات کے بعد بھی اہل انصاف اور سخن شناسون پر مرزا صاحب کے الہامون کی حقیقت پوشیدہ رہیگی -
مرزا صاحب الہامون کو قطعی اور حجت بنانے کی کوشش جو کر رہے ہین وہ اسی غرض سے ہے کہ ہر ایک مسئلہ مین استدلال کی تکلیف سے سبکدوشی حاصل ہو جاے اور یہہ مرتبہ حاصل ہو کہ مرزا صاحب جو کچھہ کہین وہ وحی واجب التعمیل سمجھی جاے اگر کہا جاے کہ مرزا صاحب نے یہہ بھی تو کہدیا ہے کہ قرآن مین ایک نقطہ کی بھی کمی و زیادتی ممکن نہین اسمین تو کمال درجہ کی احتیاط ہے - اگر بالفرض کوئی الہام بنا بھی لیا تو وہ مخالف قرآن نہوگا -
اس کا جواب یہہ ہے کہ یہی فقرہ تو مسلمانون کو دام مین پھانستا ہے - جتنے مدعیان نبوت گذرے سب کا یہی دعوی تھا مگر آیات قرآنیہ ہی سے انہون نے حرام کو حلال بنایا تمام عبادات ساقط کردئے جس کا حال ابھی معلوم ہوا - مرزا صاحب ہی کو دیکھہ لیجئے کہ قرآن ہی سے تمام امت کو حتی کہ سلف صالح کو مشرک قرار دیا اور خاتم النبیین کے الفاظ پر ایمان بھی ہے باوجود اسکے نبوت اور رسالت کا

دعوی بھی ہے اور وحی بھی برابر نازل ہوتی ہے اور معجزے بھی صادر ہوتے رہتے ہیں
اور لوگ بھی ایمان لاتے جاتے ہیں۔ حشر اجساد کا انکار معراج کا انکار صلبی فرزند
معدوم الارث انبیا سابق قرآن میں جن معجزات کا ذکر ہے وہ مسمریزم وغیرہ
باوجود اسکے قرآن میں ایک نقطہ کی کمی وزیادتی ممکن نہیں۔
الحاصل جب ایک احتمال سے استدلال باطل ہو جاتا ہے تو مرزا صاحب کے الہام
شیطانی بلکہ مصنوعی ہونے پر تو اتنی دلائل موجود ہیں پھر وہ انکی نبوت اور
عیسویت پر کیونکر دلیل ہو سکتے ہیں۔
ایک دلیل عیسویت پر یہ ہے کہ معارف قرآنی دیئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب
کو جن معارف پر ناز ہے سورۂ انا انزلنا کی تفسیر ہے جسکو ازالۃ الاوہام صفحہ میں
کئی ورق لکھکر لکھتے ہیں کہ یہ معارف کیا کسی اور تفسیر میں مل سکتے ہیں۔ چونکہ وہ
نہایت طولانی تقریر ہے جسکو پوری نقل کرنا تضیع اوقات اور تاویل بلا طائل ہے
اسلئے ملخصاً چند عبارتیں اوسکی نقل کی جاتی ہیں لکھتے ہیں کہ سورۂ انا انزلنا کے
معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالی نے اس سورہ میں صاف اور
صریح فرما دیا ہے کہ جس وقت کوئی آسمانی مصلح زمین پر آتا ہے تو اوسکے ساتھ فرشتے
آسمان سے اترکر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں۔ قرآن کے آیات سے
مفہوم سے یہ جدید فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر ضلالت اور غفلت کے زمانہ
میں ایک دفعہ خارق عادت کے طور پر انسانوں کے قویٰ میں خودبخود مذہب
کی تفتیش کیطرف حرکت پیدا ہونی شروع ہو جاسے تو اس بات کی علامت
ہوگی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہو گیا ہے کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے

وہ حرکت پیدا ہوتا کہ نہیں - پہر وہ حرکت نامہ ہو تو روحانی ہو جاتے ہیں اور
حرکت ناقصہ ہو تو اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں - ہر نبی کے نزول کے وقت ایک
لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن ان سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو عطا کی گئی اوس لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پہیلا ہوا ہے اور جو کچھ قواے
انسانی میں جنبشیں آج تک ہو رہی ہیں وہ لیلۃ القدر کی تاثیرین ہیں - اور
جس زمانہ میں حضرت کا نائب پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکیں بہت تیز ہوتی ہیں
نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت حضرت
ھی کی لیلۃ القدر کی شاخ اور ظل ہے - اِس لیلۃ القدر کی شان میں فیہا یفرق
کل امر حکیم ہے یعنے اِس لیلۃ القدر کے زمانہ مین جو قیامت تک ممتد ہی ہر ایک
حکمت اور معرفت اور علوم اور صنعتین ظاہر ہو جائینگی - لیکن یہ سب کچھہ اُن
دنون میں پُرزور تحریکوں سے ہوتا رہیگا کہ جب کوی نائب حضرت کا دنیا مین
پیدا ہوگا - درحقیقت سورۃ الزلزال میں اِسی کا بیان ہے کیونکہ سورۃ القدر مین
فرمایا گیا کہ لیلۃ القدر مین خدا کا کلام اور اوسکا نبی اور فرشتے اترتے ہین اور
وہ ضلالت کی پُرظلمت رات سے شروع کرکے صبح صداقت تک اسی کام
مین لگے رہتے ہین کہ مستعد دلون کو سچائی کی طرف کہینچتے رہین - پہر سورۃ بینہ
مین بیان کیا کہ اہل کتاب اور مشرکین کی نجات پانے کی یہی سبیل ہے کہ خدا
نبی بہیجا اور زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل کئے تھے - اوسکے بعد
اذا زلزلت مین یہ اشارہ کیا کہ جب تم یہ نشانیان دیکہہ لو تو سمجہہ لو کہ وہ
لیلۃ القدر اپنے تمام ترزور کے ساتھہ پہر ظاہر ہوی ہے اور کوی ربانی مصلح

طرح فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے نزلہ کی یہہ صورت ہے کہ تمام قوای انسانیہ
جو سوئی ہوئی ہیں ساتھ ہی حرکت مین آجائینگی اور تمام علوم و فنون ظاہر ہو جائینگے -
اور فرشتے جو مرد صالح کے ساتھ آسمان سے اترے ہونگے ہر شخص پر اثر ڈالینگے
اوس روز ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل مین کہیگا کہ یہہ طاقتین اپنے مین
کہان سے آگئین تب ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگا کہ یہہ ایک
وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر اتر رہی ہے - دنیا پرستوں کی تحریکین صنعتین
اور کلین ایجاد کرینگی اور ہر ایک اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لیوینگے تب
آخر ہو جائیگی یہہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جسکی بنا ابھی سے ڈالی گئی ہے
جسکی تکمیل کے لئے خدا نے اس عاجز کو بھیجا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انت
اشد مناسبۃ بعیسی ہمارے علما نے جو ظاہری طور پر سورۃ الزلزال کی تفسیر
کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین سخت زلزلہ آئیگا جس سے زمین
کی اندر کی چیزین باہر آجائینگی اور انسان یعنے کافر لوگ زمین کو پوچھینگے کہ
تجھے کیا ہوا تب اوس روز زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائیگی یہہ سراسر غلط
تفسیر ہے کہ جو قرآن کے سیاق و سباق سے مخالف ہے انتہی ملخصاً -
مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ پہلے سورۃ القدر کی شان نزول بیان کرتے
جس سے مضمون خود حل ہو جاتا لیکن اونکو تفسیر بالرائے کرنا منظور تھا اسلئے
انہون نے اوسکو چھوڑ دیا -
درمنثور مین اس سورہ کی شان نزول کے بارے مین کئی حدیثین نقل کئے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امم سابقہ کی دراز دراز عمرین اور اونکی

عمر بھر کی ریاضتین دیکھین اور اوسکے بعد اپنی امتیون کی عمر دن کو دیکھا کہ نسبت اونکے بہت کوتاہ ہین اس چھوٹی سی عمر مین اونکے سے فضائل کیونکر حاصل کر سکینگے اس ملال پر رحمت الٰہی جوش مین آئی اور ارشاد ہوا کہ ہم تمھین ایک لیلۃ القدر ایسی دیتے ہین جو ہزار مہینون سے افضل ہے یعنے اوس ایک رات کی عبادت اون لوگون کی اتنی برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور انھی دنون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب بھی دیکھا تھا کہ اپنے منبر پر بنی امیہ یکے بعد دیگرے چڑھتے جاتے ہین۔ یہہ بات بمقتضاے بشریت ناگوار طبع غیور ہوی اوسپر یہہ سورۃ نازل ہوی جس مین یہہ بتایا گیا کہ ہزار مہینے وہ لوگ سلطنت اسلامی پر قابض ہونگے مگر فضیلت دنیوی کوی چیز نہین آپکو اسکے معاوضہ مین ایک فضیلت اخروی ہم ایسی دیتے ہین کہ اسکے مقابلہ مین وہ سلطنت ظاہری کوی چیز نہین وہ ایک رات آپکی امت کے لئے اتنی فضیلت کی دی گئی کہ اُن ہزار مہینون سے افضل ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی خیرخواہی ہمیشہ ملحوظ اور پیش نظر رہتی تھی اسلئے آپکو جو اُن ہزار مہینون کی سلطنت کا کسیقدر ملال تھا دفع ہوگیا۔ علما نے حساب کرکے دیکھا تو بنی امیہ کی خلافت برابر ہزار مہینے رہی۔

اب اسکے بعد مرزا صاحب کی پوری تقریر دیکھ لیجئے کہ اس واقعہ کے ساتھ اسکو کچھ بھی تعلق ہے اس سورہ سے مقصود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی تھی مگر مرزا صاحب کو اصلی واقعات سے کیا غرض اونکو اپنی عیسویت کے دھن مین کچھ سوجتا ہی نہین کہان ہزار مہینے سے لیلۃ القدر کا افضل ہونا اور

کہان مرزا صاحب کی شیابت اور کلوون کا ایجاد کسی چیز سے دل چسپی اور تعشق بھی بری بلا ہے آدمی کو سوا ے اپنی محبوبہ کے کچھہ سوجھتا ھی نہین—

نقل مشہور ہے کہ کسی نے مجنون سے پوچھا کہ خلافت کسکا حق تھا اوس نے جواب دیا کہ ہماری لیلے کا حق تھا اسیطرح مرزا صاحب بھی کہتے ہین کہ انا انزلنا کو کسی سے کچھہ تعلق نہین وہ تو میری عیسویت کے واسطے اتری ہے—

مرزا صاحب نے انزلناہ کی ضمیر مصلح کی طرف پھیری جسکا کہین ذکر نہین تمام مفسرین نے وہ ضمیر قرآن کی طرف پھیری ہے چنانچہ بروایات صحیحہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ اوس رات قرآن شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور بخاری شریف مین ہے انا انزلناہ الہاء کنایۃ عن القرآن—مرزا صاحب کو مصلح قوم کی طرف ضمیر پھیرنے سے غرض یھہ ہے کہ آپ بھی اوس مین داخل ہوجائین—

اس موقع مین مرزا صاحب یہی فرما دینگے کہ آخر قرآن بھی مصلح قوم ہے اسلئے ضمیر انزلناہ سے مراد مصلح لی گئی جسکے مفہوم مین خود بھی داخل ہین مگر یھہ توجیہ درست نہین اسلئے کہ اول تو مرزا صاحب مصلح قوم ہو ھی نہین سکتے اسلئے کہ انھون نے تو کروڑہا مسلمانون کو مشرک اور کافر بنا دیا جسکی وجہ سے اونکے نزدیک تمام قوم فاسد اور ہلاک ہوگئی اور ظاہر ہے کہ جسکی وجہ سے کوئی قوم فاسد ہوجاے وہ مفسد قوم سمجھا جائیگا غرض کہ انہی کے اقرار کے مطابق وہ مصلح قوم نہین ہو سکتے پھر قرآن پر مفہوم عام مصلح قوم کا صادق آنے سے یھہ کیونکر ثابت ہوگا کہ جس طرح قرآن لیلۃ القدر مین اترا ہے ہر مصلح قوم بھی لیلۃ القدر

مین اترتا ہے ۔ یہہ بات تو ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی جزئی پر کوئی مفہوم عام
اور کلی صادق آئے تو یہہ ضرور نہین کہ لوازم اوس جزئی کے دوسری جزئیات پر
بھی صادق آجائین جن پر وہ مفہوم عام صادق آتا ہے ۔ کوئی جاہل بھی یہہ نہ کہیگا کہ
غلام احمد صاحب چونکہ مرزا ہین اور قادیان مین رہتے ہین اسوجہ سے جتنے مرزا ہین
سب قادیان ہی مین رہا کرتے ہین ۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے جس بات پر
اپنے معارف کی بنیاد رکھی ہے وہ کئی طرح سے غلط ثابت ہوئی ۔ ایک یہہ کہ
ضمیر کے مرجع مین قصداً غلطی کی ۔ دوسرے اپنے آپ کو مصلح قرار دیا ۔ تیسرے ایک
جزئی کے لوازم مختصہ کو دوسری جزئی مین ثابت کیا ۔ پھر مصلح قوم کی اگر تعمیم کی جائے
تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے لحاظ سے کل علماے امت مصلح ہین جن سے
کوئی زمانہ خالی نہین اس صورت مین مرزا صاحب کی خصوصیت بھی گیا اور وہ بات
کیونکر صادق آئے جو لکھتے ہین کہ جب مصلح قوم اترتا ہے تو انسانی قوی مین خوبی تجو
مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت پیدا ہوتی ہے اور حکمت اور معرفت اور علوم
اور صنعتین ظاہر ہوتی ہین ۔
مرزا صاحب نے اپنی نیابت کی یہہ دلیل قرار دی کہ علوم اور صنعتین اس زمانہ مین
ظاہر ہو رہے ہین مگر یہان یہہ دیکھنا چاہئے کہ اگر یہہ کوئی کمال کی بات ہوتی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین صنعتون کا ظہور زیادہ ہوتا حالانکہ وہ زمانہ
نہایت سادہ اور فطرتی طور پر تھا البتہ دین کی ترقی اوس زمانہ مین روزافزون تھی
بخلاف مرزا صاحب کے زمانہ نیابت کے کہ دنیا کی ترقی روزافزون ہے اور
دین کا انحطاط دیکھہ لیجئے مرزا صاحب کے اوائل زمانہ مین کم ورہا مسلمان تھے

جسکا مشرک اور بے دین ہونا محال تھا جیسا کہ براہین احمدیہ مین لکھہ چکے ہین جسکا حال اوپر معلوم ہوا اور شاید دس بندہرا سال بھی نہین گذرے کہ انہین کو ڈر ہا مسلمانون کو انہون نے یہودی اور مشرک و بے دین بنا دیا اب خود ہی غور فرما دین کہ یہہ نیابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوی یا اور کسی کی۔

اور یہہ جو لکھا ہی کہ حضرت کی لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پہیلا ہوا ہی اوسکا مطلب ظاہر ہے کہ حضرت کی لیلۃ القدر ایک تھی اور مرزا صاحب کی لیلۃ القدر دوسری یہہ بھی خلاف احادیث صحیحہ ہے جن سے ثابت ہے کہ حضرت سکے زمانہ مین بھی لیلۃ القدر ہر سال ہوا کرتی تھی اور قیامت تک ہر سال ہوا کریگی مسند امام احمد ابن حنبل اور ترمذی اور نسائی وغیرہ مین یہہ روایت موجود ہے کہ عن عائشۃ رض قالت قلت یا رسول اللہ ان وافقت لیلۃ القدر فما اقول قال قولی اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پاون تو کیا دعا کرون حضرت نے اونکو یہہ دعا تعلیم کی اسکے سوا لیلۃ القدر ہر سال ہونے کی احادیث بکثرت مذکور ہین جنکو تمام اہل علم جانتے ہین۔ اب مرزا صاحب کی خود غرضی کو دیکھیے کہ اپنی ایک لیلۃ القدر کے واسطے صدہا لیالی قدر کا خون کیا۔

حق تعالی نے لیلۃ القدر کو ہزار مہینون سے بہتر فرمایا نہ اوس مین امتداد کا ذکر ہی نہ اوسکے دامن دار ہونے کا اور مرزا صاحب اوسکو دامن دار اور شاخ دار بنا رہے ہین اونکے قول پر اگر الشاۃ خیر من فیل کہا جاے تو اوسکا مطلب یہہ ہوگا کہ ہاتی سے بکری زیادہ اونچی ہے جسکا قائل کوی عاقل نہین ہو سکتا۔

مرزا صاحب نے چند قادیانی بیتنے والون کو دیکہا کہ اپنا مذہب اور دین چہوڑ کر

دوسرے مذہب کی تفتیش کر رہے ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ اوسکے لئے اندرونی
تحریک کی ضرورت ہے اوسپر یہہ قیاس جایا کہ روح القدس اوسکا محرک ہے
چنانچہ کہتے ہین کہ انسانون کے قوی ہین خود بخود مذہب کی تفتیش کی طرف
حرکت شروع ہو جاے تو اسبات کی علامت ہوگی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا
ہوگیا ہے کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے وہ حرکت پیدا نہین ہوتی اور
روح کا اترنا لیلۃ القدر مین ثابت ہے اس سے یہہ بات نکالی کہ جتنے اس
قسم کے ایام ہین سب لیلۃ القدر ہین۔ رات کو دن بنا دینا کسیکا کام نہین یہہ
بھی مرزا صاحب ہی کی ہمت کا خاصہ ہے۔

یہان یہہ امر غور طلب ہے کہ اہل اسلام کو تفتیش مذہب کے لئے اندرونی تحریک
کرنا کیا روح القدس کا کام ہوگا یا شیطان لعین کا۔ یہہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ مسلمانون
سے دین اسلام ترک کرانے کے لئے روح القدس آسمان سے اترتے ہین پہر دوسرا
اندہیر یہہ ہے کہ حق تعالی نزول ملائکہ کے لئے طلوع فجر سے پہلے کا زمانہ معین
فرمایا ہے جیسا کہ حتی مطلع الفجر سے ظاہر ہے مگر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ فرشتے
صبح صداقت تک کام مین لگے رہتے ہین یعنے دن رات اسی کام مین رہتے ہین کہ
مسلمانون سے اونکا مذہب و ملت چہڑا دین۔

اسکے بعد سورۂ اذا زلزلت مین یومئذ کا لفظ دیکھکر مرزا صاحب نے لیلۃ القدر
کی جوڑ ملا دی اور لیلۃ القدر جسکی نسبت حق تعالی نے خیر من الف شہر فرمایا ہے
اوسکو ضلالت اور ظلمت کی رات قرار دی جسکا مطلب یہہ ہوا کہ وہ ہزار مہینے
سے بدتر ہے دیکھئے کس قدر قرآن کی اور خدا کی مخالفت کی۔ کیا کوئی مسلمان اسبات پر

راضی ہوگا کہ جس بات کی تعریف خداتعالیٰ نے کی ہے اور صحیح روایتوں سے اسکی فضیلت ثابت ہے اوسکو ضلالت کی بات سمجھے۔

پھر مرزا صاحب نے اذا زلزلت کی تفسیر کی جسکا ماحصل یہہ ہے کہ خداتعالیٰ جو فرماتا ہے کہ زمین کو زلزلہ ہوگا غلط ہے صحیح یہہ ہے کہ آدمی کی قوتین حرکت کرینگی اور خداتعالیٰ جو فرماتا ہے کہ اوسکے خزانے وغیرہ اثقال جو اوس مین ہوتی ہین نکل پڑینگی وہ کہتے ہین کہ یہہ غلط ہے صحیح یہہ ہے کہ علوم و فنون ظاہر ہونگے۔ اور خداتعالیٰ جو فرماتا ہے کہ زمین اوس روز باتین کریگی وہ کہتے ہین کہ یہہ بھی غلط ہے استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگی۔ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ہمارے علما نے جو تفسیر کی ہے کہ زمین کو زلزلہ آئیگا اور اندر کی چیزین باہر آجاینگی اور زمین باتین کریگی یہہ سراسر غلط ہے۔ یہہ مرزا صاحب کی سراسر زیادتی ہے۔ ہمارے علما نے سواے قرآن پر ایمان لانے کے اور کچہہ نہین کیا کوئی بات اپنی طرف سے نہین لکھی بلکہ جس طرح مرزا صاحب اکثر کہا کرتے ہین کہ النصوص یحمل علی الظواہر ظاہر آیات کی تصدیق کی۔ البتہ مرزا صاحب کو اونکی عقل نے ایمان سے ... دیا انہون نے لڑکپن سے دیکھا ہے کہ بات دو انگل کی زبان سے ہوا کرتی ہے اسلئے اونکی عقل نے صاف حکم کردیا کہ کلام الٰہی غلط ہے اگر خدا بھی چاہے کہ زمین سے بات کرلے تو وہ ممکن نہین اسلئے کہ اوسکو زبان نہین ہے اگر مرزا صاحب یہہ سمجھتے ہین کہ بات کرنے کے لئے گوشت کا لوتھڑا ضروری ہے تو یہہ لازم آئیگا کہ خداتعالیٰ بات کرانے مین نعوذ باللہ اوس لوتھڑے کا محتاج ہے پھر ہم دیکھتے ہین کہ گنگون اور جانورون کو بھی زبان ہوتی ہے مگر بات نہین کرسکتے۔

اور اگر یہہ سمجھتے ہین کہ خدا تعالی اپنی حکمت بالغہ سے جیسے اس بچھڑے کو قوت
کلام بخشی ہر چیز کو یہہ قوت بخش سکتا ہے تو پھر زمین کے بات کرنے مین کیا کلام
اور اس مین خدا تعالی کی تکذیب کرنے کی کیا ضرورت تھی اب اہل انصاف
غور کرین کہ جب مرزا صاحب کی عقل اس درجہ کی قوت پر ہے کہ خدا تعالی کے
بھی مقابلہ مین کھڑی ہو جاتی ہے تو کیا ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اونکا مقابلہ کر سکے
اور اگر کسی نے کیا بھی تو کیا مرزا صاحب اوسکو تسلیم کرینگے - اگر اہل اسلام کو
اپنا ایمان بچانا منظور ہے تو مرزا صاحب کی عقل کے دام سے بچین اور
یاد رکھین کہ ذرا بھی اونکی طرف مائل ہو گئے تو دلون مین کجروی کا مادہ پیدا
کر دیا جائیگا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ — وما علینا الا البلاغ

الحاصل مرزا صاحب کے معارف کا یہہ حال ہے جو آپنے دیکھہ لیا کہ نہ قرآن
سے کام ہے نہ حدیث سے نہ عقل سے کیونکہ اگر عقل سے کام لیا جاتا تو پتلہ
کی تعریف کرکے اوسکی مذمت نکرتے اور زمین کے بات کرنے کا انکار خدا
کی قدرت پر ایمان لانے کے بعد نکرتے الغرض بے تکی باتین ملانے کا نام انہون
نے معارف رکھدیا اور اسکو اپنی عیسویت کی دلیل قرار دی ہے -

رسالہ قطع الوتین باظہار کید المفترین مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون
کی بڑی دلیل یہہ ہے کہ اگر مرزا صاحب مفتری علی اللہ ہوتے تو ۲۳ سال
یا اوس سے زیادہ اونکو مہلت نہ ملتی اور مرزا صاحب نے بھی اشتہار جاری
کیا کہ اگر کوئی شخص ایسا مفتری علی اللہ دکھا دے جسنے ۲۳ سال کی مہلت

پاس ہو تو ہم اوسکو پانچ سو روپیہ انعام دیوینگے۔ اوسپر حافظ محمد یوسف صاحب نے ایک فہرست بھی پیش کردی جس مین ۲۳ سال سے زیادہ جن مفتریون کو مہلت ملی اونکے نام درج تھے۔ مگر مرزا صاحب نے نہ اوسکا جواب دیا نہ اوس وعدہ کا ایفا کیا جو اشتہار مین کیا تھا۔ فہرست رسالہ مذکورہ مین لکھدی گئی ہے اصل دلیل اونکی یہہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی دل سے بناکر ہماری طرف منسوب کردیتے تو ہم اونکے دل کی رگ کاٹ ڈالتے یعنے ہلاک کردیتے۔ اِس سے اونکا مقصود یہہ ہے کہ اگر خود بھی خدا پر افترا کئے ہوتے تو اِس آیۂ شریفہ کے مطابق بہت جلد ہلاک کردئے جاتے اور اِس مین اونکی خصوصیت نہین جسنے خدا پر افترا کیا فوراً ہلاک کردیا گیا کوئی ۲۳ سال تک زندہ نہ رہا اگر رہا ہو تو اوسکا نام بتایا جاوے۔

مرزا صاحب ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہنے والے مفتریون کی نظیرین جو طلب فرماتے ہین اسکی وجہ سمجھہ مین نہین آئی کیا اِس مدت کو مفتری کی برات مین کوئی خصوصیت ہے۔ کیا تئیس برس تک کوئی مفتری زندہ نہین رہ سکتا اور ۲۲ برس تک رہ سکتا ہے اگر ایک سال بھی کسی مفتری کو مہلت ملے تو وہ بھی مثل مرزا صاحب کے کہہ سکتا ہے کہ اگر مین مفتری ہوتا تو اتنی مدت جس مین پوری چار فصلین گذرین مجھے کبھی مہلت نہ ملتی۔ کیا یہہ قول اوسکا قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔ الغرض مرزا صاحب ۲۳ کی مدت جو مقرر کررہے ہین وہ درست نہین صرف ایسے لوگون کی فہرست کافی تھی جنکو باوجود افترا کے کچھہ مہلت ملی۔

اصل یہہ ہے کہ دار الجزا قیامت ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ اگر افترا کا یہہ لازمہ ہوتا کہ اسی عالم میں اوسکی سزا ہو جائے تو تخلف لازم کا ملزوم سے عقلاً درست نہو سکنے کی وجہ سے یہہ لازم ہوگا کہ بمجرد افترا کے فوراً سزا ہو جاسے حالانکہ مرزا صاحب بھی اسکے قائل ہین کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ گذرے ہین اور اونکو بمجرد افترا کے سزا نہین ہوی اور ایسے لوگ بیس بیس سال بھی اکثر زندہ رہے ہین مسیلمہ کذاب ہی کو دیکھہ لیجئے کہ اسقدر اوسکو مہلت ملی کہ لاکھہ آدمی سے زیادہ کو اوسنے فراہم کرلیا۔ وہ زمانہ وہ تھا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ وغیرہ کل صحابہ موجود تھے ہدایت روزافزون ترقی پر تھی ملک خاص عرب کا تھا جسکو منبع ہدایت ہونے کا فخر حاصل ہو چکا تھا ایسے متبرک زمانہ اور متبرک مقام مین جب اوسکو اسقدر مہلت ملی تو اس زمانہ مین جو ضلالت روزافزون ترقی کر رہی ہے اور ہندوستان جیسے ملک مین کسی مفتری علی اللہ کو پچیس تیس سال مہلت مل جاسے تو کیا تعجب ہے بلکہ زمان و مکان وغیرہ حالات کی مناسبت سے دیکہا جاسے تو اوس زمانہ مین مفتری کو ایک دن مہلت ملنا اس زمانہ کی پچیس تیس سال کی مہلت کے برابر ہے الغرض اس سے ثابت ہے کہ مفتری علی اللہ کو مہلت ملا کرتی ہے اور وہ استدراج ہے جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَهُمْ یعنے مہلت دیکر آہستہ آہستہ اونکو ایسے طور پر ہم کہینچتے ہین کہ اونکو خبر نہو۔ مرزا صاحب جو جلدی فرماتے ہین کہ اگر مفتری ہون تو کیا بات ہے کہ عذاب اتر آسے سو اسکا جواب قرآن شریف مین

پہلے ہی ہو چکا ہے قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ یعنے اگر اون کے عذاب مین تاخیر کی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ اوسکو کسنے روکا یا د رہے کہ جب وہ آئیگا تو پھر نہ پھریگا - قرآن مین جو واقعات مذکور ہین اگر پیش نظر ہون تو معلوم ہوسکتا ہے کہ زیادتی مہلت کا سبب زیادتی غضب الٰہی ہوتا ہے تاکہ مفتری دل کھول کر افترا پردازیان کرے اور پورے طور پر حجت قایم ہو جاے چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا یعنے ہم اسلئے اونکو مہلت دیتے ہین کہ خوب گناہ کرین -

اور آیہ شریفہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ سے جو استدلال کیا جاتا ہے صحیح نہین ہو سکتا اسلئے کہ تمام انبیا خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے مقرب بارگاہ الٰہی ہین اونکی شان یہی ہے کہ افترا وغیرہ رذایل کا خیال تک نہ آنے دین اسیواسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بفرض محال وہ ایک بھی افترا کرتے تو ہلاک کر دئے جاتے اور دوسرے انبیا کے حالات سے بھی ظاہر ہے کہ اونکی ادنیٰ خلاف مرضی حرکات سے سخت سخت مصیبتین اونپر ڈالی گئین - بخلاف اون لوگون کے کہ اسی کام کے لئے مقرر کئے جاتے ہین اونکا تو لازمہ یہی ہے کہ عمر بھر ایسے ہی کام کیا کرین چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یعنے شیاطین انس وجن کو ہر نبی کے دشمن ہمنے مقرر کر دے تھے اور ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكَابِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنے ہر بستی مین بڑے بڑے

گنا ہگار ہمنے پیدا کر دیئے تا کہ اون مین مکاریان کیا کرین ۔
الحاصل ۴۰ سال یا اوس سے زیادہ کوئی مفتری علی اللہ زندہ رہے تو یہہ سمجھا جائیگا
کہ وہ مفتری نہین بلکہ یہی سمجھا جائیگا کہ وہ اسی کام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے
اگر مثل فرعون کے صدہا سال بھی زندہ رہیگا تو وہی اپنا فرض منصبی ادا کرتا رہیگا
جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔
یہہ ادعائی مسیح کی نشانیان اور دلائل تھے اب اصلی عیسی علیہ السلام کی علامتین
بھی سنئے جو صحیح صحیح احادیث مین وارد ہین مگر اس مقام مین پہلے غور کر لیا جائے
کہ عیسی علیہ السلام کا دنیا مین آنا کوئی عقلی مسئلہ نہین جس مین رائے لگائی جائے
اس بات مین جو احادیث وارد ہین اگر علیحدہ کر دئے جائین تو یہہ مسئلہ اس قابل
نہین رہتا جسکی طرف توجہ کی جائے اسیوجہ سے مرزا صاحب کو نیچریون سے شکایت
ہے کہ ان احادیث کو وہ مانتے ہی نہین ۔ غرض کہ مرزا صاحب اس بات پر زور
دے رہے ہین کہ اس باب مین جو احادیث وارد ہین ضرور مانی جائین مگر اسکے
ساتھہ یہہ بھی فرماتے ہین کہ جس طرح اہل اسلام مانتے ہین اور اونکے ظاہری معنی
بطور خرق عادت عیسی علیہ السلام مین ثابت کرنا چاہتے ہین وہ درست نہین
بلکہ ایسے طور پر اون احادیث کے معنی لئے جائین کہ اپنے پر یعنے مرزا صاحب پر
صادق آجائین ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی ابن مریم کا نام جو لیا ہے

اوسکی وجہ یہہ تھی (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسی
ابن مریم اور دجال اور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت منکشف
ہوئی تھی (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱) اور انبیا پیشگوئیون کی تاویل اور تعبیر نا

غلطی کہلاتے ہین - جسکا مطلب اور ماحصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو عیسی ابن مریم روح اللہ کے نزول کی خبر دی ہے وہ غلط ہے درحقیقت
عیسی موعود غلام احمد قادیانی ہین اور انسے خوارق عادات کوئی ظاہر نہونگے
بلکہ رد نصاری مین چند معمولی تقریرین لکھدینگے اور اون تمام حدیثون کی پیشگوئی
پوری ہوجائیگی سبحان اللہ کوہ کندن و موش برآوردن کا مضمون یہان پورا پورا
صادق آرہا ہے احادیث نزول عیسی علیہ السلام کس شد و مد سے ثابت کیے گئے
اور اون سب کا نتیجہ یہہ نکلا کہ ایک پنجابی شخص پیدا ہوکر رد نصاری مین چند
معمولی تقریرین لکھدیگا - اسبات مین مرزا صاحب کو تکلیف گوارا کرنیکی کوئی
ضرورت نتھی بفضلہ تعالی رد نصاری کرنے والے اسوقت بھی ایسے سرلوگ
موجود ہین کہ عمر بھر کی مزاولت کی وجہ سے مرزا صاحب سے زیادہ اِس باب
مین ید طولی رکھتے ہین - اسلئے کہ مرزا صاحب کے عمر کا ایک معتدبہ حصہ تو
مستغرق مذاہب باطلہ کی کتابون کے مطالعہ مین صرف ہوا اور اوسکے بعد
جب یکسوئی حاصل ہوئی تو دعوی عیسویت شروع ہوا اور اس مین اسقدر
استغراق اور انہماک ہے کہ جسکا بیان نہین اگر مناظرہ ہے تو اسی مسئلہ مین
اور تصانیف ہین تو اون مین اسی دعوی کے دلائل و لوازم پھر اونکو رد نصاری
کی نوبت ہی کہان آئی - براہین احمدیہ مین جو وعدہ کیا تھا اوسکا بھی ایفا نکر سکے
الحاصل جب یہہ مسئلہ نقلی ہے جس مین عقل کو کوئی دخل نہین اور اون احادیث پر
جو اس باب مین وارد ہین ایمان لایا گیا تو اونکے ظاہری معنی پر ایمان لانے سے
اہل ایمان کیون رد کیے جاتے ہین حالانکہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۵ مین

خود لکھتے ہین کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنے پر اجماع ہے" اب ان امور کو پیش نظر رکھکر غور کیجئے کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کی علامات احادیث مین وارد ہین اونسے مرزا صاحب کو کیا تعلق ہے ۔

(۱) دمشق مین منارہ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ۔ اس حدیث کو مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین نقل کیا لیکن اوس کے ساتھہ ہی یہہ بھی لکھدیا کہ اوس سے مراد قادیان ہے اور وہان ایک منارہ اس غرض سے تیار کردیا کہ اگر دمشق نہین تو منارہ ہی سہی جس سے ایک جز حدیث کا صادق آجائے ۔

یہان یہہ امر غور طلب ہے کہ اس حدیث کو نیچرون نے جو نہ مانا اور مرزا صاحب نے مان لیا ان دونون مین کیا فرق ہے ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہی فرق ہے جو جہل بسیط اور جہل مرکب مین ہوا کرتا ہے ۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کا حکم عادل ہونا جو اس روایت صحیح بخاری مین مصرح ہے۔

عن ابی ہریرہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی یکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرہ واقرؤا ان شئتم و ان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیمۃ یکون علیہم شہیداً ۔ یعنے قسم ہے خدا کی کہ ابن مریم حاکم عادل ہوکر تم مین اترینگے اور صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور جزیہ اٹھا دینگے ۔ اور اونکے زمانہ مین مال بہت ہو جائیگا کہ کوئی اوس

قبول نہ کریگا یہان تک کہ ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا ابوہریرہ رض
کہتے ہین کہ اگر چاہو اسکی تصدیق قرآن مین پڑھ لو کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ کل
اہل کتاب اوسوقت عیسی علیہ السلام پر اونکی موت سے پہلے ایمان لاوینگے
اور وہ اوسپر گواہ ہونگے۔

اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام عادل ہونگے کسی پر ظلم نہ کرینگے
اور مرزا صاحب کے عدل کا حال آپنے دیکھہ لیا کہ اونکی سمدہین کے بھائی نے
جو اونکو لڑکی نہ دی تو اوسکا وبال اپنی بہو پر ڈالا اور اپنے فرزند کو طلاق پر
مجبور کیا میراث پدری سے خلاف شرع محروم کردیا اور اسکا کچھہ خیال نہ کیا
کہ حق تعالی فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری کیا کسی ملت مین اسکو
عدل کہہ سکتے ہین۔ جب مرزا صاحب پر قواے شہوانیہ اور غضبانیہ کا
اسقدر تسلط ہے کہ مہر پدری پر بھی وہ غالب ہین تو دوسرون کے ساتھہ
کیا عدل کرینگے۔

اس حدیث مین آپنے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس جزم سے قسم کھاکر
فرماتے ہین کہ ابن مریم تم مین اترینگے۔ اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ حضرت کو
اس کشف مین غلطی ہوی اب اہل ایمان غور کرین کہ معمولی آدمی بھی کسی بات پر
قسم کھانے مین کمال درجہ کی احتیاط کیا کرتا ہے اور ذرا بھی شک ہو تو اوسکا
ایمان قسم سے اوسکو روک دیتا ہے بخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نعوذ باللہ
غلط بات پر بے دھڑک قسم کھالی اور عمر بھر اوسی غلطی پر رہے کیونکہ کسی حدیث
مین یہہ نہین ہے کہ حضرت نے رجوع کرکے یہہ فرمایا ہو کہ اوس کشف مینے

مجھے غلطی ہوگئی تھی - یہ الزام مرزا صاحب جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
لگا رہے ہیں اوس سے اونکا مقصود حضرت کے کشف اور اقوال کو ساقط الاعتبار
کردینا ہے اسکے سوا جو جو قباحتیں اس میں لازم آتی ہیں اونکی تفصیل کرنے
میں ہمارا قلم یارہ نہیں دیتا - ایک عقلمند ادنی تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ کس
درجہ کا حملہ ہے پہر یہ حملہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نہیں ہے حق تعالی پر
بھی ہے کہ ایسے مکرم اور معصوم نبی پر ایک ایسی بات منکشف کردی جو غلط
تھی اور نعوذ باللہ اوس سے اتنا بھی نہو سکا کہ اوس غلطی کی اصلاح کردیتا - اب
اہل دانش اندازہ کرسکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا ایمان خدا اور رسول پر کس قسم کا
ہے اور ایسے ایمان کو ایمان کہنا ہوسکتا ہے یا نہیں -

(۳و۴) صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا جیسا کہ بخاری کی روایت مذکورہ سے ثابت ہے
مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام ص ۳۰۲ میں لکھا ہے کیا ان احادیث پر
اجماع ہوسکتا ہے کہ مسیح اگر جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھریگا -
اور کسی مقام میں لکھا ہے کہ کیا اونکا یہی کام ہوگا کہ صلیبوں کو توڑتے
اور خنزیروں کو قتل کرتے پھرینگے - اور اوسیکے صفحہ (۸۱) میں لکھتے ہیں کہ
مراد اس سے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے
پیروں کے نیچے کچل ڈالیگا اور اون لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بےحیائی
اور نجاست خواری ہے اون پر دلائل کا ہتھیار چلا کر اون سب کا کام تمام کردیگا
اس سے ضمناً مرزا صاحب کا دعوی یہی معلوم ہوا کہ انہوں نے صلیبی مذہب
کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالا اور نصاری کے دلائل کا

کام تمام کردیا۔ مگر قصہ آتھم کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ انہون نے نصاری کے مقابلہ مین اسلام ہی کا کام تمام کرڈالا تھا خیر گذری کہ اہل اسلام نے عملی طور پر اونکو اسلام سے خارج کردیا ورنہ اسلام پر برا اثر پڑتا جسکا حال اوپر معلوم ہوا پھر یہہ بات ابتک معلوم نہین ہوی کہ مرزا صاحب کی دلائل سے عیسائی مذہب کی شان و شوکت مین کیا فرق آگیا۔ پادریون کے حلقے جیسے پہلے تھے اب بھی مین اور جس طرح سے پہلے اونکی قومی ترقی تھی اب بھی جاری ہے غرض کہ کسر صلیب کے معنی کو مرزا صاحب نے گو بدل دیا مگر اوس سے بھی وہ منتفع نہین ہوسکے اسیطرح قتل خنزیر کا بھی حال ہے کہ عیسائیون کو خنزیر قرار دیا اور قتل سے مراد اونکا رد لیا مگر یہہ قتل بھی اونسے نہوسکا بلکہ سچ پوچھئے تو مسٹر آتھم صاحب ہی نے اونکو قتل کرڈالا جسکے مقابلہ مین وہ دم نہ مار سکے۔

مرزا صاحب قتل خنزیر کے معنی مین جو مسلمانون پر الزام لگاتے مین وہ اونکی نافہمی ہے کوی مسلمان اسکا قائل نہین کہ عیسی علیہ السلام خنزیرون کا شکار جنگلون مین کرتے اور صلیبون کو توڑتے پھرینگے۔ اگر مرزا صاحب کنایہ کی حقیقت سمجھے ہوتے تو یہہ اعتراض کبھی نکرتے۔ مسلمانون نے کسر صلیب اور قتل خنزیر کا مطلب یہہ سمجھا ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین نصاری مغلوب ہوجائینگے۔ اسلئے کہ صلیب اونکا شعار دین ہے اور خنزیر نہایت مرغوب الطبع ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص ان دونون قسم کی چیزون کو نہایت دوست رکھتا ہے اور اونکی حفاظت مین جان کی بھی پروا نہین کرتا پھر ایسی چیزون کو اگر کوی تلف کرڈالے اور وہ منہ دیکھتا رہے اور کچھہ نہ کرسکے تو

یہہ سمجھا جائیگا کہ وہ شخص نہایت مغلوب ہے۔ مرزا صاحب اسکا تخیر یہ کرینا کسر صلیب اور قتل خنزیر تو دور کنار ذرا بری نگاہون سے ان اشیا کو دیکھ لیں جس سے معلوم ہو کہ اوسکا انجام کیا ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے عیسی علیہ السلام کو وہ قوت و شوکت حاصل ہوگی کہ کسیکی صلیب کو علانیہ توڑ دینگے اور خنزیر کو قتل کر ڈالینگے اور کوئی مزاحم نہو سکیگا۔ یہہ اونکے کمال شوکت اور غلبہ کی دلیل بھی وجہ ہے کہ آخر یہان تک نوبت پہنچ جائیگی کہ سوا اسلام کے کوئی دین باقی نرہیگا۔ کل نصاری مسلمان ہوجائینگے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اور حدیث شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویہلک اللہ فی زمانہ (اے زمان عیسی علیہ السلام) الملل کلہا الا الاسلام رواہ احمد و ابوداود یعنی عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین سوا اسلام کے کوئی دین باقی نرہیگا الحاصل کسر صلیب اور قتل خنزیر عیسی علیہ السلام کی علامت مختصہ ہے کسی طور سے یہہ علامتین مرزا صاحب مین نہین پائے جاسکتین۔

(۵) وضع جزیہ جو بخاری شریف کی حدیث مین مذکور ہوا یہہ علامت بھی مرزا صاحب مین ہرگز نہین پائی جاسکتی اور نہ اوسکے پائے جانیکی توقع ہے اسلئے کہ اگر بالفرض اونکی حکومت اونکے مریدون پر فرض کی جائے تو بجائے اسکے کہ وہ جزیہ موقوف کرتے اونسے جزیہ جس قسم کا ممکن ہے برابر وصول کرتے ہین جیسا اخبار الحکم وغیرہ سے ظاہر ہے اور اگر جزیہ سے مراد وہ رقم ہے کہ خاص کافرون سے لی جاتی ہے تو ہندوستان مین اوسکا وجود ہی نہین اور نہ یہہ توقع ہے کہ

مرزا صاحب کی موت سے پہلے اوسکا رواج ہوا اسلئے اوسکا موقوف کرنا کسی طرح صادق نہین آسکتا - اِس حدیث شریف سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے جو دمشق کو قادیان اور اپنے کو عیسیٰ موعود قرار دیا ہے وہ غلط ہے اسلئے کہ اگر وہ عیسیٰ ہوتے تو جزیہ موقوف کردیتے اور وہ ممکن نہین بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے جب دمشق مین اترینگے جزیہ موقوف کردینگے جسکا رواج وہان موجود ہے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک بھی جاری رہیگا جس سے یہہ علامت بھی پوری ہوگی -

(۶) مال بے حساب تقسیم کرنا - جیسا کہ حدیث بخاری مین مذکور ہوا - اور مسلم شریف مین ہے ولیدعن الی المال فلا یقبلہ احد - اور مسند امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی مین ہے کہ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد اور نیز بخاری و مسلم مین ہے یکثر فیکم المال فیفیض حتی یہم رب المال من یقبل صدقتہ فیقول الذی یعرضہ علیہ لا ارب لی بہ اور روایت مسلم مین ہے یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ یہہ کل حدیثین مرفوع ہین اور اس مضمون کی کئی روایتین وارد ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ قیامت کے قریب مال بکثرت ہوگا اور زمین سے خزانے اُبلنے لگینگے اور مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام بے حساب تقسیم کرینگے یہان تک کہ اوسکے لینے کے لئے جسکو بلائینگے وہ یہی کہیگا کہ مجھے حاجت نہین مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۶ مین آیہ شریفہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون اسکا ترجمہ لکھتے ہین کہ اونکو کہدے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن بیش قیمت مال ہے اسکو تم خوشی سے قبول کرو .. یہہ اسباب کی طرف

اشارہ ہے کہ علم و حکمت کے مانند کوی مال نہین یہہ وہی مال ہے جسکی نسبت
پیشگوی کے طور لکہا تھا کہ مسیح دنیا مین آکر مال کو اس قدر تقسیم کریگا کہ لوگ
لیتے لیتے تہک جاینگے۔ یہہ نہین کہ مسیح درہم و دینار کو جو بمصداق آیت
انما اموالکم و اولادکم فتنہ ہے جمع کریگا اور دانستہ ہر ایک کو مال کثیر دیکر
فتنہ مین ڈال دیگا۔

مرزا صاحب نے دیکہا کہ ہر کس و ناکس کے زبان زد ہے کہ اینہمہ مشکل بر آمد الکل
ایک مدت تک جان فشانی کرکے عیسویت پیدا کی گئی اور اقسام کی تدبیرون
سے روپیہ کہایا گیا مثلاً مینارا اور مسجد اور مدرسہ کی تعمیر پیش کرکے۔ خط
و کتابت و مہمانداری کی ضرورتین بتلاکے۔ کتابون کی تصنیف و اشاعت
کے ذریعہ سے۔ تصویرین بکواکر غرض کہ جو روپیہ بڑی بڑی مشقتون سے
جمع کیا گیا اپنی اور اپنے پس ماندگون کی ضرورتون اور اسباب راحتیں
صرف نکر کے عیسویت کے لحاظ سے مفت تقسیم کردینا کوی عقل کی بات نہین
اسلئے بچاو کی یہہ تدبیر نکالی کہ عیسی جو مال تقسیم کریگا وہ یہہ مال نہین جو لوگ
خیال کرتے ہین بلکہ وہ مال قرآن ہے فی الحقیقت مال کا بے دریغ اس طرح
راہ خدا مین خرچ کردینا مشکل کام ہے اور یہہ مال کی جگہہ قرآن خرچ کرنا صرف
مرزا صاحب ہی کی راے نہین قدیم زمانہ مین بھی بعض لوگون کی یہی راے
تھی چنانچہ سعدی رح فرماتے ہین۔

اگر الحمد گوی صد بخواند ۔۔۔ بدیناری چو خر در گل بماند

مرزا صاحب نے قرآن کو مال اس قرینہ سے بنایا کہ آیۂ موصوفہ مین قرآن

کی تفصیل یہان پر دی گئی کما قال تعالی وہو خیر مما یجمعون مگر یہہ استدلال صحیح نہین اسلئے کہ یہہ بھی قرآن شریف مین ہے لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون یعنے خدا کی مغفرت اور رحمت اوس مال سے جو وہ جمع کرتے ہین بہتر ہے مرزا صاحب کے استدلال کی بناپر یہان بھی یہہ کہنا پڑیگا کہ مغفرت بھی مال ہے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہین ہوسکتا۔ غرض کہ قرآن کے علوم کو مال نہین کہہ سکتے اس صورت مین جن احادیث مین صراحۃً وارد ہے کہ عیسی علیہ السلام بے حساب مال تقسیم کرینگے اوس سے یہہ مراد نہین ہوسکتی کہ وہ علوم قرآنیہ تقسیم کرینگے۔

البتہ بادی النظر مین مرزا صاحب کا یہہ اعتراض ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ مال تقسیم کرنے کے لئے اوسکا جمع کرنا بھی ضرور ہے حالانکہ عیسی علیہ السلام کی یہہ شان نہین کہ مال جمع کرین۔ اگرچہ اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہے کہ جب مرزا صاحب کو عیسویت کا دعوی ہے تو بہر وہ اقسام کی تدبیرون سے مال جسکو خود فتنہ کہتے ہین کیون جمع کرتے ہین مگر تحقیقی جواب اوس شبہ کا یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کو مال جمع کرنے کی ضرورت ہی نہوگی بلکہ اوس زمانہ مین مال زمین سے ابلیگا جیسا کہ احادیث موصوفہ مین ویفیض المال بتصریح موجود ہے یہان بھی مرزا صاحب نے دہوکا دیا۔

مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ مسیح اتنا مال یعنے علوم قرآنیہ تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائینگے اور ایک مقام مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ مین وہ مال اتنا تقسیم کرونگا کہ لوگ لے نہ سکینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے معتقدین

اس مصنوعی مال سے اتنا سرمایہ علمی حاصل کرلینگے کہ اوس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر حدیث شریف مین جو ہے لیدعن الی المال فلا یقبلہ احد یعنے وہ لوگ مال لینے کے لئے بلائے جاینگے مگر کوئی اوس کو قبول نکریگا جسکا مطلب یہہ ہوا کہ وہ لوگ اوس سے اعراض کرینگے اور ظاہر ہے کہ علوم قرآنیہ سے اعراض کرنا دلیل کفر ہے۔ اہل اسلام تو بلحاظ آیۂ شریفہ وقل رب زدنی علما ہمیشہ زیادتی علم کے طالب رہا کرتے ہین بخلاف اسکے مال سے اعراض کرنا کوئی بری بات نہین بلکہ شرعاً ممدوح ہے الغرض مال بمعنی علم ہو نہین سکتا۔
مرزا صاحب نے مال کی جو توہین کی ہے کہ وہ فتنہ ہے اور مسیح مال دیکر لوگون کو فتنہ مین کیون ڈالیگا معلوم نہین یہہ کس حالت مین انہون نے لکھدیا جس فتنہ کو گھر سے نکال دینا عیسویت کی شان سے بعید سمجھتے ہین اوسی فتنہ کو اقسام کی تدبیرون سے خود جمع کر رہے ہین اور قوم کے روبرو اپنی محتاجی بیان کرکے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہین کہ کچھہ امداد کرو جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۵ سے ظاہر ہے اوسپر یہہ دعویٰ کہ مین عیسی ہون۔
شاید مرزا صاحب یہان یہہ بھی اعتراض کرینگے کہ زمین سے مال ملنا خلاف عقل ہے مگر یہہ اعتراض قابل توجہ نہین اسلئے کہ آخر زمین مین دفینے معدنین موجود ہین اور سلاطین کو اکثر ملا ہی کرتے ہین اور خدا تعالیٰ قادر ہے کہ اون ذخایر پر عیسی علیہ السلام کو مطلع فرمادے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہی مین کلام ہے تو ہم اسکا جواب یہان ندینگے اون کتابون مین دینگے جہان بمقابلہ کفار صفات الٰہیہ ثابت کی جاتی ہین۔

الغرض مرزا صاحب مال سے مراد ان احادیث مین جو علوم قرآنیہ لیتے ہین وہ صحیح نہین بلکہ دراصل وہ ایک ایسی علامت عیسی علیہ السلام کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے کہ ہر مسلمان اوسکو دیکھتے ہی یقین کر لیگا کہ عیسی علیہ السلام اتر آئے - اور چونکہ مرزا صاحب کے زمانہ مین نہ مال اسقدر وفور سے ہے نہ وہ بے حساب تقسیم کر سکتے ہین بلکہ خود ہی لوگون سے وصول کرنے کی فکر مین دن رات مصروف ہین اس سے یقیناً مسلمانون کو معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہین ہو سکتے -

(۷) کل ادیان ہلاک ہو کر ایک دین اسلام باقی رہجانا - جیسا کہ روایت امام احمد اور ابی داؤد سے اوپر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

لیہلکن فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام بیان للناس مین فتح الباری سے ابن حجر کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے -

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۱ مین لکھتے ہین کہ اس زمانہ مین تحصیل علوم رہزن ہو رہی ہے ہمارے زمانہ کی نئی روشنی عجیب طور پر ایمان اور دیانت کو نقصان پہنچا رہی ہے - فلسفی مغالطات نے سادہ لوحون کو طرح طرح کے شبہات مین ڈالدیا ہے خیالات کی تعظیم کی جاتی ہے - حقیقی صداقتین اکثر لوگون کی نظر مین کچھہ حقیر سی معلوم ہوتی ہین - اور براہین احمدیہ مین لکھتے ہین کہ پادری لوگ ہمیشہ روز افزون ترقی کر رہے ہین کہ ستائیس ہزار سے پانچ لاکھہ تک شمار کرستانون کا پہونچ گیا ہے - اور ظاہر ہے کہ اس تحریر کے بعد کرستان اور بھی بڑھ گئے -

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب کا زمانہ اسلام کے حق میں کیسا منحوس ہے جس میں لامذہبی اور کفر کی روز افزون ترقی ہے جسکے خود وہ معترف اور شاکی ہیں۔ کیا اس کیفیت کے مشاہدہ کے بعد کسی مسلمان کو جسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور احادیث نبویہ پر ایمان ہے مرزا صاحب کے مسیح ہونے کا احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ کیا عیسیٰ موعود کا یہی کام ہے کہ کفر و الحاد کی شکایت کرکے روپیہ جمع کر لے جیسا کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کی اشاعت میں یہی کام کیا کہ اس قسم کی تقریریں کرکے اوس کتاب کی لاگت سے دہ چند بلکہ اوس سے بھی زیادہ روپیہ وصول کر لیا اور آخر میں لکھدیا کہ ایک شب اپنے خیالات کی شب تاریک میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہیں سو اب کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک پہنچانے کا ارادہ ہے اور دین اسلام کا وہی حافظ ہے۔ مقصود یہ کہ جتنے دلائل قایم کرنے کا وعدہ تھا اب اوسکی ضرورت نہ رہی اور دین کا خدا حافظ ہے۔ اگر پادری۔ لامذہب اور آریہ وغیرہ مسلمانوں کی تعداد گھٹا دیں اور کفر کی اشاعت کریں تو عیسیٰ کو اوس سے کیا تعلق۔ اگر کوئی کافر بھی ہو جائے تو مرزا صاحب صاف کہدینگے انی بری منک انی اخاف اللہ رب العالمین۔

(۸) دشمنی بغض اور حسد کا دفع ہو جانا۔ جیسا کہ روایت صحیح مسلم سے ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد کنز العمال ج ۷ نمبر ۲۱۲۶۔

اس حدیث سے بتلایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ان صفات کا وجود بھی رہیگا اسلئے کہ جب کل ادیان مٹا کر اسلام ہی اسلام رہجائیگا تو اصلی اخوت اسلامی قایم ہوجائیگی

اب مرزا صاحب کی عیسویت کا درجہ بھی دیکھ لیجئے کہ جہاں اسلام مین بہتر فرقہ تھے انہون نے ایک فرقہ ایسا بنا دیا کہ جسکو ادنا نسبت کیسکے ساتھہ تعلق نہین اور اس فرقہ کی حقیقت کہ تمام مسلمانون کا دشمن ایک مسلمان آج اپنے گہر مین دشمن بیٹھا ہے کہ کل مرزا صاحب کا شیرادسیر اثر کرتے ہی اپنے کنبے بہر کا دشمن ہوگیا اور طرفین سے سب وشتم اور زدوضرب کی نوبت پہونچ رہی ہے۔ اور دونون فوجداری مین کہینچے جارہے ہین۔ اب مرزا صاحب بہی الصاف سے کہین کہ مسلمان اپنے نبی کی بات مانکر آیسے مسیح کا انتظار کرین جس کے زمانہ مین اس علامت کا وقوع ہو یا آپکی بات مانکر اپنے نبی کی حدیث کو جہوٹی ثابت کرین۔

(۹) باطنی اثر سے امن قایم ہوجانا اسطور پر کہ شیرادنٹون کے ساتھہ اور چیتے گائیون کے ساتھہ اور بہیڑے بکریون کے ساتھہ چرینگے اور لڑکے سانپون کے ساتھہ کہیلینگے جیساکہ مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقع الامنۃ علی اہل الارض حتی ترعی الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذباب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات فلا یضرہم کنز العمال جلد (۷) نمبر ۲۱۴۲و۲۱۴۲

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۹۴ مین لکہتے ہین کہ آنحضرت نے ایک دوسری پیشگوئی بطور استعارہ کے فرمادی ہے کہ جب تم یہودی بن جاؤگے تو تمہارے حال کے

مناسب حال الیاس کی نسبت مسیح تم سے کہی دیا جاویگا اور وہ تم مین حکم ہوگا اور
تمہارے لیے یہودیون کو دور کریگا شیر بکری کو ایک جگہ بٹھاویگا اور سانپون کے زہر نکالدیگا اور بچے تمہارے
سانپون سے کھیلینگے اور تیرے شہر میں پھیلینگے یہ تمام اشارات اسی بات کی طرف ہین
کہ جب مذہبی اختلافات دور ہو جاینگے تو ایک چشمہ فطرتی محبت کا چشمہ جوش مارنگا اور تعصب کے زہر نکل جاینگے اور ایک بھائی دوسرے بھائی پر نیکی
کریگا اور سب مل کر کوشش مین لگینگے کہ اسلام کو بڑھایا جاوے اور مسلمانون
کی کثرت ہو جیسا کہ آج کل کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانون کو جہانتک ممکن ہے
کم کر دیا جاوے اور بدسرشت مولویون کے حکم و فتوے سے دین اسلام
سے خارج کردے جائین اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جاوے تو اوس سے
چشم پوشی کرکے ایک بیہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکال کر ایسا کافر ٹہیرا
دیا جاوے کہ گویا وہ ہندوون اور عیسائیون سے بدتر ہے اور یہہ سب
ملایان کہو کہ ایک دوسرے کو کہانے والے کیڑے ہین الخ

پہلے مرزا صاحب کی مسیحائی پر اون حالات کو جو احادیث موصوفہ مین وارد ہین انہی کی تقریر کے موافق تطبیق کرکے دیکھ لیجئے مسلمان تو بقول اونکے
یہودی ہوگئے اور مرزا صاحب مسیح ہین۔ ضرور تہا کہ مرزا صاحب کل
مسلمانون سے تعصب کا زہر نکالدیتے اور کل اہل اسلام مل کر اسلام بڑہانے
کی کوشش کرتے جیسا کہ انہون نے لکہا ہے مگر اب تک اسکا ظہور نہوا جس وقت
یہہ تقریر مرزا صاحب نے نکال فخر سے کی ہوگی خوش اعتقاد لوگ امنا وصدقنا
کہکر دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ مرزا صاحب کا وجود نعمت غیر مترقبہ ہے

جہانتک ہوسکے دل سے اونکی تائید کی جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ براہین احمدیہ کو
لوگون نے سو سو روپیہ دیکر خریدا مگر اونکو نادم ہونا پڑا کہ پچیس تیس سال سے
بلکہ جب سے مرزا صاحب کا خیال اسطرف ہوا تھا پچاس سال سے بھی زیادہ
عرصہ گذر چکا ہے اس مدت مین بجاے اسکے کہ تعصب مذہبی دور ہو جاتا
اونکے طفیل سے ایک نیا تعصب ایسا قایم ہو گیا ہے کہ اوسکا اٹھنا اونکے بعد
بھی بظاہر ممکن نہین معلوم ہوتا۔ مرزا صاحب کا اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اکثر بیمار
رہتے ہین اور چل چلاؤ کی فکر مین ایسے پڑ گئے ہین کہ وہ گرم جوشیان بھی جاتی رہین
کیا اب بھی توقع ہے کہ مرزا صاحب کل مسلمانون کو ایک کرکے کفار کے مقابلہ
مین کھڑے کر دینگے۔ ہرگز نہین مگر خوش اعتقادون پر تعصب مذہبی اب ایسا
مسلط ہو گیا ہے کہ وہ اب بھی مرغی کی ایک ٹانگ کہے جائینگے۔ اسیوجہ سے
آدمی کو ضرور ہے کہ سوچ سمجھکر بہت احتیاط سے کوئی مذہب اختیار کرے
کیونکہ اختیار کرنے کے بعد تعصب کی دیوار آگے پیچھے ایسی سد ہو جاتی ہے کہ
اوسکا توڑنا مشکل ہو جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

مرزا صاحب مولویون کی شکایت کرتے ہین کہ مسلمانون کو وہ کفر کرتے ہین
انصاف سے دیکھا جاے کہ مولویون نے صرف چند قادیانیون کو مسلمانون سے
خارج کر دیا تھا۔ مرزا صاحب نے تو کروڑہا مسلمانون کو اسلام سے خارج
کر دیا جنکے اعتقاد قرآن و حدیث اور اجماع کے مطابق ہین۔ اور اپنی قوم کو صاف
حکم دیدیا کہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑہین اور اونسے من جمیع الوجوہ اجتناب اور

مفارقت اختیار کرین اور وجہ اوسکی صرف یہی کہ مرزا صاحب پر ایمان نہین لاتے
اب غور کیا جاے کہ چند قادیانیون کو کروڑہا مسلمانون کے ساتھہ کیا نسبت ہے
پھر چند قادیانیون کو خارج کرنے سے علماے اسلام بدسرشت اور ایک دوسرے
کو کہانے والے کیڑے قرار دے گئے تو مرزا صاحب کا لقب واقع مین کیا ہوگا
اور جو وجہ انہون نے مسلمانون کو اسلام سے خارج ہونے کی قرار دی ہے وہ
کس درجہ کی بیہودہ اور بے اصل سمجھی جاے —
مرزا صاحب نے بھیڑ بکریان وغیرہ الفاظ حدیث کے معنے جو مجازی لئے ہین
اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونکے نزدیک ممکن نہین کہ بھیڑ بکری کو اور شیر اونٹ
کو نہ کہاے اور درندے اپنی صفت درندگی کو چھوڑدین کیونکہ مجازی معنے
اوسیوقت لئے جاتے ہین جب حقیقی معنی نہ بن سکین - اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ
حقیقی معنی ان الفاظ کے کیون نہین بن سکتے - اگر مرزا صاحب یہہ کہین کہ عادت
کے خلاف ہے تو وہ مسلم ہے لیکن مسلمانون کے بلکہ حکما کے بھی نزدیک یہہ بھی تو
مسلم ہے کہ انبیا اور اولیا سے خلاف عادت امور بھی ظاہر ہوا کرتے ہین - اور
اگر یہہ کہین کہ حیوانات کے مقتضاے طبع کا دور کرنا خدا کی قدرت مین بھی نہین ہے
تو پھر اونکے کفر مین شک کیون کیا جاے - اور یہہ تو ظاہر ہے کہ جب خداتعالی کی
خالقیت کے قائل ہوگئے تو اسکو ماننا پڑیگا کہ جسنے اونکو صفت سبعیت دی
ہے وہ اوسکو سلب بھی کرسکتا ہے مرزا صاحب کی اس تقریر سے مستفاد ہوتا ہے
کہ نہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا اعتبار ہے نہ خداتعالی کی قدرت
کا یقین پھر اونسے اس بارہ مین گفت وگو ھی کیا -

آنکس کہ ز قرآن و خبر زو نرہی   اینست جوابش کہ جوابش ندہی

ہم اپنے ہم مشربون سے خیرخواہانہ کہتے ہین کہ اس قسم کی تقریرون سے اپنے
ایمان کو صدمہ نہ پہنچائیے قرآن و حدیث کے مقابلہ مین کسی کی بات نہ سنئے
عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی نسبت تو خاص خاص اہتمام منظور الہی ہین جنکی خبرین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتصریح دی ہین۔ تاریخ الخلفا مین امام سیوطی رحمہ
نے مالک ابن دینار وغیرہ اکابر دین کے چشم دید اثبات نقل کئے ہین کہ عمر ابن
عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین شیر بکریون کے ساتھ چرا کرتے تھے
الحاصل مرزا صاحب نے صرف اپنی عیسویت ثابت کرنے کی غرض سے یہ کام کیا کہ
جتنے خوارق عیسیٰ علیہ السلام کی خبرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہین سب مین
تاویلین کرکے اونکی وقعت کہودی اور اونکو معمولی باتین قرار دیکر اپنے پر منطبق کر لیا
اگر غور سے دیکہا جاوے تو اسکی نظیرین ہمارے القہرین بہی مل سکتی ہین دیکہیے حق تعالی
قرآن شریف مین خبر دیتا ہے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ
آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا
أُحْيِي وَأُمِيتُ واقعہ یہہ ہے کہ لوگ غلہ لینے کے لئے نمرود کے پاس جاتے
تھے اور اوسکی عادت تھی کہ اونسے پوچھتا کہ تمہارا رب کون ہے اگر وہ کہتے کہ
تو ہی ہمارا رب ہے تو اونکو غلہ دیتا ایکبار ابراہیم علیہ السلام بھی ضرورۃً اوسکے
پاس گئے اور اسنے حسب عادت آپ سے بھی پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے آپنے
فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اوسنے کہا یہہ صفت تو
مجھمین بھی ہے جسکو چاہتا ہون مار ڈالتا ہون اور جسکو چاہتا ہون زندہ چھوڑ دیتا ہون

چنانچہ دو شخصوں کو پکڑ کر ایک کو قتل کر ڈالا اور ایک کو زندہ چھوڑ دیا جیسا کہ تفسیر درمنثور
میں امام سیوطی رح نے ذکر کیا ہے۔
دیکھئے صفت احیا و اماتت جو خاصہ باری تعالی ہے اوسکی تاویل کیسے مزے سے ایک
معمولی بات بنا دی اور اپنے پر منطبق کر لیا جس طرح مرزا صاحب کر رہے ہیں۔
مرزا صاحب نے مسلمانوں کی نسبت تو فرما دیا کہ وہ یہود بن گئے مگر افسوس ہے
کہ اپنی حالت کو ملاحظہ نہیں فرمایا کہ کیا بن گئے۔ اگرچہ اونکو اعتراف ہے کہ وہ یہودیوں
کے مثل ہیں جیسا کہ عبارت مذکورہ میں لکھتے ہیں (جب تم یہودی بن جاؤگے تو تمہارے
مناسب حال ایسا ہی ایک مسیح تم میں سے دیا گیا) مگر ان تقریروں سے ظاہر ہے
کہ اسی پر اکتفا نہیں۔
بہرحال یہ علامتیں جو صحیح حدیثوں میں وارد ہیں مرزا صاحب کے زمانہ میں صادق
نہیں آ سکتیں اس وجہ سے وہ مسیح موعود ہو نہیں سکتے۔
(۱۰) شب معراج خود عیسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ دجال
کے قتل کے لئے میں مامور ہوں اور زمین پر اتر کے میں ہی اوسکو قتل کرونگا۔
جیسا کہ امام احمد رح اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کی ہے

عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت لیلۃ اسری بی ابراہیم
وموسی وعیسی علیہم السلام فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرہم الی ابراہیم فقال لا علم
لی بہا فردوا امرہم الی موسی فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی عیسی فقال اما وجبتہا
فلم یعلمہا احد الا اللہ وفیما عہد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی
ذاب کما یذوب الرصاص فیہلکہ اللہ اذا رآنی الحدیث یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ شب معراج مجھسے اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی
اثنائے گفت وگو مین قیامت کا ذکر آیا ہم سب نے ابراہیم علیہ السلام سے اوسکا
حال دریافت کیا انہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اسیطرح موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی
لاعلمی ظاہر کی مگر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہہ تو سوائے خداتعالیٰ کے کوئی نہین جانتا
کہ وہ کب ہوگی مگر مین اتنا جانتا ہون کہ دجال نکلنے والا ہے اور خداتعالیٰ نے
مجھے معلوم کرا دیا ہے کہ اوسوقت میرے ساتھ دو چھڑیان ہونگی جب وہ مجھے
دیکھیگا تو سیسے کی طرح پگھلنے لگیگا۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب شاہجہانپوری نے شفاء للناس مین فتح الباری سے
نقل کیا ہے کہ یہہ حدیث مسند امام احمد اور ابن ماجہ اور مستدرک حاکم مین ہے اور حاکم
نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت مین یہہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
نے دجال کے نکلنے کا حال کہکر کہا کہ مین اوسوقت اترونگا اور اوسکو قتل کرونگا۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ خود عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کیا کہ خداتعالیٰ نے پہلے سے مجھے دجال کے قتل کے لئے معین کر دیا ہے
اور مین زمین پر اترکر اوسکو قتل کرونگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو صرف کشف ہی سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا حال معلوم نہین ہوا تھا بلکہ خود
عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے حضرت سن چکے تھے۔ اس سے وہ احتمال بھی جاتا
رہا جو مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اس کشف مین حضرت کو نعوذ باللہ غلطی ہوئی ہے
مرزا صاحب غالباً یہان یہہ شبہہ پیش کرینگے کہ ان انبیا کے مقامات ایک
آسمان پر نہین ہین پہر سب کا اتفاق اور مجمع ایک جگہہ کیسے ہوا۔ مگر اہل اسلام کے

نزدیک ایسے رکیک شبہات قابل توجہ نہیں اسلئے کہ اولیاء اللہ کو اس عالم میں تجسدات
حاصل ہے کہ وقت واحد میں متعدد مقامات میں رہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ امام سیوطی نے
کتاب المنجلی فی تطور الولی میں اسکو دلایل سے ثابت کیا ہے اور اولیاء واللہ کے اکثر
تذکروں میں اسکی نظائر بکثرت موجود ہیں ـــ

الحاصل اس حدیث کے دیکھنے کے بعد اہل ایمان کو اس میں کوئی شبہ نہ رہیگا کہ مرزا صاحب
نے اپنی عیسویت ثابت کرنے کے لئے جتنے تمہیدات کی ہیں کہ خدا نے میرا نام
عیسی رکھا ابن مریم رکھا اور یہہ کہا اور وہ کہا سب سخن سازیاں اور افترا ہیں۔
اور کوئی الہام اونکا اس قابل نہیں کہ اس حدیث کے مقابلہ میں آسکے ـــ

مرزا صاحب نے مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کے مقابلہ میں جو تقریر کی ہے
الحق الصریح صفحہ ۱۰ فی حیوۃ المسیح میں بلفظہ لکھا ہے اوس تقریر میں مرزا صاحب
فرماتے ہیں۔ فرض کرو کہ وہ قرات بقول مولویصاحب کے ایک ضعیف حدیث
ہے مگر آخر حدیث تو ہے یہہ تو ثابت نہیں ہوا کہ وہ کسی مفتری کا افترا ہے
مولویصاحب پر فرض تھا کہ قرات شاذہ قبل موتہم کے راوی کا صریح افترا
ثابت کرتے اور یہہ ثابت کرکے دکھلاتے کہ یہہ حدیث موضوعات میں سے ہے
مجرد ضعف حدیث کا بیان کرنا اوسکو بکلی ثبوت سے روک نہیں سکتا۔ امام بزرگ
حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں ایک ضعیف حدیث کے ساتھ بھی
قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اب کیا جس قدر حدیثیں صحاح ستہ میں ہیں باعث بعض
راویوں کے قابل جرح یا مرسل اور منقطع الاسناد ہیں وہ بالکل پایہ اعتبار سے
خالی اور بے اعتبار محض ہیں اور کیا محدثین کے نزدیک موضوعات کے برابر

سمجھی گئی ہین۔

مرزا صاحب کو جب ضعیف حدیث کے ساتھ بھی خوش اعتقادی ہے تو جو حدیث جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی علیہ السلام کا بیان مذکور کر فرمایا ہے وہ تو صحیح ہے جسکی صحت کی تصریح اکابر محدثین نے کر دی ہے اسکو وہ ضرور مانتے ہونگے مگر انکی تقریر سے ثابت ہے کہ وہ اسکو نہین مانتے۔

مرزا صاحب اپنے استدلال کے وقت جو ضعیف حدیث کے ماننے پر ہمکو مجبور کرتے ہین اور خود حدیث صحیح بھی نہین مانتے اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہمکو مسلمان سمجھتے ہین اور خود کو دائرہ اسلام سے خارج اگر مسلمانون کا یہودی بن جانا اور اپنا مسلمان ہونا اونکے نزدیک ثابت ہوتا تو اسپر کبھی اصرار نکرتے کہ ضعیف حدیث بھی نبی کی ہم لوگ مان لین اور خود صحیح حدیث بھی نہ مانین۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانون کو جو انہون نے یہود قرار دیا تھا اور اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی وہ قطع نظر اسکے کہ واقع کے خلاف ہے خود بھی اپنی غلط بیانی کے معترف ہین۔ اس موقع مین ہم نہایت خوشی سے اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اپنے نبی کی ضعیف حدیث بھی قابل تسلیم ہے۔ مگر مرزا صاحب کو کوئی حق نہین کہ اسکا الزام ہم پر لگا دین کیونکہ مسائل جزئیہ مین ہر دین والا اپنے نبی کے قول پر عامل ہوتا ہے دوسری ملت والا شخص اون مین مباحثہ کا مجاز نہین بلکہ اگر مناظرہ ہو تو امور کلیہ مین ہوگا کہ پہلے ہر شخص اپنا دین واجب الاتباع ثابت کرے۔ اب مرزا صاحب سے اگر بحث ہو تو ہم اپنا دین ناسخ ثابت کرین اور مرزا صاحب اپنا دین اور ان جزئیات سے کوئی تعلق نہو۔ اگر مرزا صاحب اپنے کو دائرہ اسلام مین داخل کرنا چاہتے ہین جیسا کہ

بمقتضاے وقت اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہین تو چاہئے کہ اس حدیث
صحیح کو مان لین اور دعوی عیسویت سے توبہ کرین ورنہ یہ الزام رفع نہین ہو سکتا
الحاصل مرزا صاحب اس حدیث کو مانین یا نہ مانین مسلمانون کے نزدیک
مرزا صاحب اس صحیح حدیث کی رو سے مسیح موعود ہرگز ہرگز نہین ہو سکتے
(۱۱ و ۱۲) عیسی علیہ السلام کا دجال کو باب لد پر قتل کرنا۔ اور ان کے
دم سے کفار کا مرجانا جو اس روایت سے ظاہر ہے جو مسلم شریف میں ہے

عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال ذات غداۃ
فخفض فیہ ورفع حتی ظنناہ فی طائفۃ النخل فلما رحنا الیہ عرف ذلک فینا
فقال ما شانکم قلنا یا رسول اللہ ذکرت الدجال غداۃ فخفضت فیہ ورفعت
حتی ظنناہ فی طائفۃ النخل فقال غیر الدجال اخوفنی علیکم ان یخرج وانا فیکم
فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسہ واللہ
خلیفتی علی کل مسلم۔ انہ شاب قطط عینہ طافئۃ کانی اشبہہ بعبد العزی بن
قطن فمن ادرک منکم فلیقرا علیہ فواتح سورۃ الکہف۔ انہ خارج خلۃ بین الشام
والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یا عباد اللہ فاثبتوا قلنا یا رسول اللہ
وما لبثہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ وسائر ایامہ
کایامکم قلنا یا رسول اللہ فذلک الیوم الذی کسنۃ اتکفینا فیہ صلوۃ یوم
قال لا اقدروا لہ قدرہ. قلنا یا رسول اللہ وما اسراعہ فی الارض قال کالغیث
استدبرتہ الریح فیاتی علی القوم فیدعوہم فیومنون بہ ویستجیبون لہ فیامر
السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیہم سارحتہم اطول ما کانت ذری

واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم ياتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم

فيصبحون ممحلين ليس بايديهم شي من اموالهم ويمر بالخربة فيقول لها اخرجي كنوزك

فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل ثم يدعو رجلا ممتليا شبابا فيضربه بالسيف فيقطعه

جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذلك

اذ بعث الله المسيح ابن مريم عليه السلام فينزل عند المنارة البيضا شرقي دمشق

بين مهرودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طاطا راسه قطر واذا رفعه تحدر

منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه

فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم ياتي عيسى الى قوم قد عصمهم الله منه فيمسح

عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة فبينما هو كذلك اذ اوحى الله الى عيسى

عليه السلام اني قد اخرجت عبادا الي لا يدان لاحدهم بقتالهم فحرز عبادي الى الطور

ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر اوائلهم على بحيرة طبرية

فيشربون ما فيها ويمر آخرهم فيقولون لقد كان بهذه مرة ماء ويحصر نبي الله عيسى

عليه السلام واصحابه حتى يكون راس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم

فيرغب نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة

ثم يهبط نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه الى الارض فلا يجدون في الارض موضع شبر الا ملاه زهمهم ونتنهم فيرغب

نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه الى الله فيرسل الله عليهم طيرا كاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله

ثم يرسل الله مطرا لا يكن منه بيت مدر ولا وبر فيغسل الارض حتى يتركها كالزلفة

ثم يقال للارض انبتي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تاكل العصابة من الرمانة

ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى ان اللقحة من الابل لتكفي الفئام من الناس

واللقحة من البقرة لتكفی القبیلة من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس

فبینما ہم کذلک اذ بعث اللہ ریحا طیبۃ فتاخذہم تحت آباطہم فتقبض روح

کل مومن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتہارجون فیہا تہارج الحمر فعلیہم تقوم

الساعۃ رواہ مسلم

یعنے نواس کہتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا

ذکر ایسے طور پر کیا کہ کبھہ دبی آواز سے فرمایا اور کبھہ بلند آواز سے کہ ہم کو

خیال ہوا کہ شاید نخلستان مین وہ آگیا جب ہم اوس طرف جانے لگے فرمایا

کہ یہہ تمہاری کیا حالت ہے۔ ہمنے عرض کیا کہ آپنے ایسے طور پر دجال کا حال

بیان فرمایا کہ ہمین اوسکے نخلستان مین آجانے کا گمان ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا

اوس سے زیادہ خوف دوسرے امور کا تمہاری نسبت مجھے ہے (یعنے ظالم اور

گمراہ سلاطین کا جیسا کہ دوسرے احادیث مین وارد ہے) اگر بالفرض دجال

میرے وقت مین نکلے تو مین اوس سے گفت وگو کرکے قائل کردونگا اور اگر

میرے بعد نکلے تو ہر شخص اوس سے بطور خود بحث کرے اور اللہ ہر مسلمان پر

میرا خلیفہ ہے۔ مگر یاد رکھنے کی بات یہہ ہے کہ دجال جوان ہوگا اور اوسکے

بال بہت بڑے ہوے ہونگے اور وہ عبد العزی بن قطن کے ساتھہ کسیقدر

مشابہ ہے۔ جو مسلمان اوسکو پاے سورۂ کہف کے شروع کی چند آیتین پڑھے

اور یہہ بھی یاد رکھو کہ وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور داہنے

بائین فساد کا ہنگامہ برپا کردیگا۔ اے خدا کے بندو اوسوقت اپنے دین پر

ثابت رہو۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے روز زمین پر رہیگا فرمایا چالیس روز

مگر ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور
ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام معمولی ہونگے ہمنے عرض کیا
یارسول اللہ جو دن ایک برس کے برابر ہوگا اوس مین پانچ نمازین کافی ہونگی فرمایا نہین
اوقات کا اندازہ کرکے نمازین پڑہی جائین۔ پہر ہمنے عرض کیا اوسکی سرعت سیر کی کیا
کیفیت ہوگی فرمایا جس طرح ابر کو ہوا لیے جاتی ہے۔ وہ کسی قوم مین جاکر انکو اپنے پر
ایمان لانے کو کہیگا سب وہ اوسپر ایمان لائینگے تو آسمان کو حکم کریگا کہ پانی برساوے
اور زمین کو حکم کریگا کہ سبزی اگائے جس سے جانور خوب ہی موٹے تازے ہو جاینگے
پہر دوسری قوم پر جاکر اونکو اپنی طرف مائل کریگا مگر وہ قبول نکرینگے وہان سے جب وہ
لوٹیگا تو اون لوگون پر قحط آجائیگا اور کسی قسم کا مال اون لوگون کے ہاتھہ مین باقی
نرہیگا۔ اوسکے بعد ایک ویرانہ پر گذریگا اور اوس سے کہیگا کہ اپنے خزانون کو نکالے
چنانچہ وہان کے خزانے اوسکے ساتھہ ہو جائینگے۔ پہر ایک شخص کو بلائیگا جو
کمال شباب مین ہوگا اور اوسکے دو ٹکڑے کرکے دور دور ڈلوا دیگا پہر اوس جوان
مقتول کو بلائیگا چنانچہ وہ ہنستا ہوا اوسکی طرف جائیگا۔ غرض کہ وہ اس قسم کے
واقعات مین مشغول ہوگا کہ خدا تعالی مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بہیجیگا۔ وہ دمشق کی
شرقی جانب سفید منارے کے پاس دو زرد چادرین پہنے ہوے دو فرشتون کی بازؤن پر
ہاتھہ رکہے ہوے اترینگے جب وہ سر جہکا دینگے اور اٹہا دینگے تو اونکے پسینے کے
قطرے مثل موتی کے ٹپکین گے۔

جس کافر کو اونکے دم کی بو پہنچ جائیگی تو ممکن نہین کہ وہ زندہ رہ سکے۔ پہر وہ
دجال کو ڈہونڈہکر لد کے دروازے پر جو بیت المقدس کے قریب ایک شہر ہے

قتل کر ڈالینگے۔ اوسکے بعد عیسیٰ علیہ السلام اوس قوم کی طرف جاوینگے جنکو حق تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے بچایا تہا اور شفقت سے اونکے منہہ پر ہاتہہ پہیر کر خوشخبری درجات جنت کی دینگے جو اونکے لئے مقرر ہین۔ اس اثنا مین حق تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائیگا کہ اب ہم نے اپنے ایسے بندون کو نکالا ہے جنکے مقابلہ کی کسی مین طاقت نہین اسلئے ہمارے پیارے بندون کو تم طور کی طرف لے جاؤ اسوقت یاجوج ماجوج کو حق تعالیٰ زمین پر بہیجیگا جو ہر بلندی پر سے دوڑتے نظر آئینگے۔ انکی کثرت کی یہہ کیفیت ہوگی کہ جب بحیرہ طبریہ پر اونکا گذر ہوگا تو اوسکا سب پانی پی جاوینگے جسکو دیکہکر اونکے پچہلے لوگ خیال کرینگے کہ شاید کسی زمانہ مین یہان پانی تہا۔ اور پہر عیسیٰ علیہ السلام اور اونکے اصحاب محصور ہونگے اور اشیا کی نایابی اس درجہ تک پہنچ جائیگی کہ آج کے دن سو اشرفیون کی جو تمہین قدر ہے اس روز بیل کے ایک سر کی قدر ہوگی اسوقت عیسیٰ علیہ السلام اور اونکے اصحاب خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کرینگے اور حق تعالیٰ ایک کیڑا یاجوج ماجوج کی گردنون مین پیدا کر دیگا جس سے ایک رات مین وہ سب مر جاوینگے ایک انمین سے نہ بچیگا پہر عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتہہ اپنے مقام سے نکلین گے اور دیکہینگے کہ زمین پر ایک بالشت کی جگہہ ایسی نہین جہان اونکی چربی اور گند نہو سب خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہونگے کہ یہہ مصیبت دفع فرمائے۔ تب حق تعالیٰ بڑے بڑے پرندے اتاریگا اور وہ اونکی لاشون کو اٹہاکر جہان منظور الہی ہے ڈال دینگے اور پانی برس جائیگا جس سے تمام روی زمین آئینہ کی طرح صاف ہو جائیگا۔ پہر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے ثمرات اُگادے اور برکت از سر نو ظاہر کرے چنانچہ برکت کی یہہ کیفیت ہوگی

کہ ایک انار ایک جماعت کو کافی ہوگا اور اوسکے چھلکے کے سایہ کے تلے ایک جماعت
بیٹھ سکے گی۔ اور ایک اونٹنی کے دودھ مین یہہ برکت ہوگی کہ ایک بڑی جماعت
اوس سے سیراب ہو جائیگی اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا
دودھ ایک خاندان کے لوگون کو کافی ہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہوای خوشگوار
ایسی بہیگی کہ مسلمانون کے بغلون کے نیچے اوسکے بہنچتے ہی اونکی روح قبض ہو جائیگی
چنانچہ کل مسلمان عالم بقا کو چلے جائینگے۔ اور برے لوگ باقی رہجائینگے۔ اون
لوگون کی بیحیائی اس درجہ تک پہنچ جائیگی کہ عام جلسون مین مرد عورت گدھون کیطرح
علانیہ جفتی کرینگے۔ انہی لوگون پر قیامت قایم ہوگی"
اس حدیث شریف نے مرزا صاحب کی عیسویت کی کارروائی کو ملیامیٹ کر دیا
کیونکہ جو امور عیسی علیہ السلام سے متعلق اسمین مذکور ہین نہ مرزا صاحب سے اونکا وقوع
ممکن ہے نہ اونکے زمانہ مین کوی ایسی بات پائی جاسکتی ہے جو عیسی علیہ السلام کے
زمانہ مین ہوگی اسیوجہ سے وہ جھنجلا کر ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۰۲ مین لکھتے ہین کہ بانی بہائی

اس تمام روایت کا مرجع نواس بن سمعان ہے۔ اور کوی نہین۔ جسکا مطلب
کہلے الفاظ مین یہہ ہے کہ انہون نے اس حدیث کو بنایا ہے۔ اگر مرزا صاحب
یہہ الفاظ اپنے معاصرین کے حق مین کہتے تو چندان مضایقہ نہتا مگر افسوس ہے
اونکی صحابیت اور جلالت شان کا کچھہ بہی لحاظ نہ کیا۔ بہلا نواس رض کو کیا خبر کہ مرزا صاحب
عیسویت کا جہوٹا دعوی کرینگے جسکے مخالف یہہ حدیث ہوگی انہون نے تو اپنا فرض
منصبی ادا کر دیا اور جس طرح صحابہ کا دستور تہا جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا تہا بلا کم و کاست پہونچا دیا اور امت مرحومہ نے اوسکو قبول بہی کرلیا کیونکہ

اس حدیث مین اگر کسیکو کلام ہوتا تو علما اسکی تصریح کردیتے کہ نواس رض نے اس حدیث مین غلطی کی ہے - ہرچند یہہ بات ظاہر ہے کہ جتنے امور اس حدیث مین مذکور ہین ظاہراً خلاف عقل ہین مگر علمانے دیکہا کہ جتنے وقایع قیامت کے قرآن وحدیث سے ثابت ہین بالکل خلاف عقل ہین اور یہہ امور بہی مقدمہ قیامت ہین اسلئے انہون نے انکو بہی قیامت ہی سے متعلق کرکے ایمان سے کام لیا - لیکن مرزا صاحب چونکہ اس مسئلہ مین صاحب غرض ہین انہون نے دیکہا کہ اگر ایک بات بہی اس حدیث کی مان لی جائے تو عیسویت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے اسلئے پہلے تو بالی مبانی اس حدیث کا نواس رضی اللہ عنہ کو قرار دیکر موضوع ہی ٹہیرادیا پہر تاویلات سے کام لیا چنانچہ ازالۃ الاوہام ص۲۲۰ مین اس حدیث کو ذکر کرکے ایک دوسری حدیث تلاش کی جو ابن عمر رض سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین رات عیسی علیہ السلام کو اور دجال کو خواب مین دیکہا اور ان دونون کا حلیہ بہی بیان فرمایا جو خواب مین دیکہا تہا - مقصود اس تلاش سے یہہ ہے کہ کسیطرح نواس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیکار کردین اور اوسکی تدبیر یہہ نکالی کہ ابن عمر رض کی حدیث مین مصرح ہے کہ حضرت نے خواب مین دونون کو دیکہا تہا اسوجہ سے نواس رض کی حدیث بہی خواب ہی کی بات ہے چنانچہ لکہتے ہین کہ اب اس تمام حدیث پر نظر غور ڈالکر معلوم ہوگا کہ جو کچہہ دمشقی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے اکثر باتین اوسکی بطور اختصاص اس حدیث (ابن عمر رض) مین واقع ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور صریح طور سے اس حدیث مین بیان فرمادیا کہ یہہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے پس اس جگہہ یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشقی

والی حدیث (جس کو نواس رض نے روایت کیا ہے) درحقیقت وہ بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خواب ہی ہے"
نواس رض والی حدیث مین شروع سے آخر تک کہین نہ خواب کا لفظ ہے نہ اوسمین
کوئی دلیل مگر مرزا صاحب نے اسی مین سے ایک لفظ نکال ہی لیا چنانچہ لکھتے ہین
صٓ ۲۰۳ کہ حضرت نے دجال کو خواب یا کشف مین دیکھا تھا اور چونکہ وہ ایک عالم
مثالی ہے اسلئے اوسکا حلیہ بیان کرنے کے وقت لفظ کانی یعنے گویا کا لفظ
بتادیا تا اس بات پر دلالت کرے کہ یہہ رویت حقیقی رویت نہین ایک امر تعبیر طلب ہے
سبحان اللہ مرزا صاحب نے کہان کی کہان لگادی۔ اگر تعبیر طلب تھی تو ابن عمر رض
کی حدیث تھی جس مین عیسی علیہ السلام اور دجال وغیرہ کا خواب مین دیکھنا مذکور ہے
حالانکہ حضرت نے نہ خود اوسکی تعبیر بیان کی نہ صحابہ نے حسب عادت پوچھا کہ
عیسی سے کیا مراد ہے اور دجال سے کیا مراد اور انکے طواف سے کیا مقصود ہے
اس سے معلوم ہوا کہ اس خواب سے صرف اونکی معرفت اور مشخص طور پر معلوم ہونا
مقصود تھا۔ بخلاف نواس رض کی حدیث کے اس مین تو سرے سے خواب کا ذکر
ھی نہین۔ رہا لفظ کانی اشبہ اوس سے صرف تعین اور تشخص مقصود ہے
کہ من وجہ جسمانی مشابہت مشبہ اور مشبہ بہ مین بھی معلوم ہو جاوے کیونکہ یہہ لفظ دوسرے
مشخصات کی قطار مین واقع ہے جیسے انکے نکلنے کے مقامات۔ اور مدت بقا
اور سرعت سیر کا اندازہ اور اوس زمانہ کے واقعات جن سے ہر مسلمان سمجھ جاوے
کہ جب تک یہہ تمام نشانیان نہ پائی جائین نہ کسی کو عیسی سمجھ سکتے ہین نہ دجال
موعود۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ باوجود ان تمام تشخصات اور اہتمام کے جو

حضرت سنے اونکے بیان مین کیا ہے یہہ سمجھنا کہ وہ سب خواب وخیال ہے کس قدر ایمان سے دور ہے
پیشتر یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مرزا صاحب نے یوذ اسف کا طریقہ اختیار کیا ہے کہ واقعات
مین تصرف کیا کرتے ہین جیسے اونسے ابراہیم علیہ السلام کے تمام واقعات مین تصرف کرکے
اونکو مجوسی قرار دیا اور بنیاد یہہ قایم کی کہ اونکے خلفہ پر برص ہوا تہا مرزا صاحب سنے
یہان بہی وہی کیا کہ لفظ کافی پر یہہ بنیاد قایم کی نواس رہ کی حدیث ایک خواب کا واقعہ ہے
ابن عمر رہ والی حدیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا تہا کہ مین سنے خواب مین
عیسی علیہ السلام اور دجال کو دیکہا ہے اوس بنا پر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ پس یقینی
اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دمشق والی حدیث درحقیقت ایک خواب ہی ہے
معلوم نہین مرزا صاحب سے کس سنے کہدیا کہ حضرت سنے دجال وغیرہ کو جو ایکبار خواب مین
دیکہہ لیا تہا اوسکے بعد جتنے واقعات اور پیشگوئیان حضرت سنے اس باب مین فرمائی ہین
وہ سب خواب ہین۔ ایکبار کسی کو خواب مین دیکہنے سے قطعی طور پر یہہ کیونکر ثابت ہوگا
کہ جب کبہی اوسکے واقعات بیان ہون سب خواب ہی ہوا کرین۔ مرزا صاحب کے
اس مسلک پر حضرت عایشہ رہ کے نکاح وغیرہ کے واقعات سب قطعی اور یقینی طور پر
خواب ہونگے اسلیئے کہ اونکو بہی حضرت سنے نکاح سے پہلے خواب مین دیکہہ لیا تہا۔
مرزا صاحب کی سخن سازیون سنے قطع اور یقین کو نہایت ہی ارزان کردیا ہے
کہ جہان احتمال بہی پایا نہین جاتا قطع ویقین کی ڈہیر لگ جاتی ہے۔
مرزا صاحب نے دجال کی نسبت جو لکہا ہے کہ حضرت سنے دجال کو خواب مین دیکہا
وہ صورت مثالی تعبیر طلب ہے اس سے تو مرزا صاحب کی عیسویت بہی دجال ہی
کے ساتہہ درہم وبرہم ہوجاتی ہے اسلیئے کہ حضرت سنے دونون کو ایک ہی خواب

مین دیکھا تھا اور علماے فن تعبیر نے تصریح کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خواب مین دیکھنے کی تعبیر سفر وغیرہ ہے اس صورت مین مرزا صاحب کی عیسویت کس بنا پر قایم ہوگی کیونکہ حضرت کے اس خواب کی تعبیر کا ظہور تو حضرت کے سفر وغیرہ سے اوسی زمانہ مین ہوگیا تھا

اب نواس رضی اللہ عنہ والی حدیث مین غور کیجئے کہ کتنے واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین بیان فرماے ہین جو عیسیٰ علیہ السلام ہی کے زمانہ ہی سے متعلق ہین۔

۱ دجال کا حلیہ ۲ شام وعراق کے درمیان سے اوسکا نکلنا ۳ اوسکا فساد برپا کرنا ۴ اوسکی مدت فتنہ پردازی ۵ اوسکے زمانہ کے ایام کی مقدار ۶ اون ایام کی نمازون کا طریقہ ۷ اوسکی سرعت سیر ۸ اوسکے خوارق عادات ۹ عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق مین اترنا ۱۰ اونکے اترنے کا مقام ۱۱ اونکا لباس اور ہیئت ۱۲ کافرونکا قتل ۱۳ دجال کو مقام معین مین قتل کرنا ۱۴ یاجوج وماجوج کا خروج اور اونکی کثرت ۱۵ انور دلی اشیا کی گرانی ۱۶ یاجوج وماجوج کی موت کا حال ۱۷ پرندون کا اونکی لاشون کو اٹھالیجانا ۱۸ زمین کو گندگی سے پاک کرنے کے لئے بارش ۱۹ پیداوار کی کثرت ۲۰ مسلمانون کی موت کا حال ۲۱ کفار کا حال اور اون پر قیامت کا قایم ہونا یہ کل علامات ایسی ہین جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھہ مختص ہین جن مین سے ایک بھی مرزا صاحب کے وقت مین نہین ہے۔

مرزا صاحب نے اس حدیث کو ایک خواب تعبیر طلب قرار دیکر بعض امور کی تعبیرین بھی بیان کی ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام ص۲۱۵ مین طولانی ایام کی نسبت لکھتے ہین کہ لمبے دنون سے مراد تکلیف اور مصیبت کے دن بھی ہوتے ہین۔ بعض مصیبتین ایسی ہوتی ہین کہ ایک دن ایک برس کے برابر دکھائی دیتا ہے اور بعض مصیبتون مین ایک دن

ایک مہینے کے برابر اور بعضوں مین ایک ہفتہ کے برابر دکھائی دیتا ہے پھر رفتہ رفتہ صبر پیدا ہو جانے سے وہی لمبے دن معمولی دن دکھائی دیتے ہین ؎

ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۶ مین انہون نے لکھا ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومین ہین جب دجال سے مراد با اقبال قومین ہین اور ایام کی درازی مصیبتون کے لحاظ سے ہوتی ہے تو اس تعبیر مین ا نکو ضرور تھا کہ اسکی تصحیح بھی کر دیتے کہ فلان با اقبال قوم کے خروج کا پہلا دن ایک سال اور دوسرا دن ایک ماہ کا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کا اور باقی ایام معمولی اصناف مصائب کے لحاظ سے ہو گئے تھے اسطرح ایک ایک با اقبال قوم کے ایام و مصائب کا ذکر کرتے ۔ مگر یہہ اونسے ممکن نہین اونکو تو صرف حدیث کو بگاڑنا مقصود ہے ۔ اور نمازون کے باب مین لکھتے ہین صفحہ ۲۱۶ کہ طولانی دن کی مقدار پر اندازہ کرنے کو جو فرمایا ہے سو یہہ بیان حضرت کا علی سبیل الاحتمال ہے یعنے حضرت نے بلحاظ وسعت قدرت الہی کشفی امر کو مطابق سوال کے ظاہر پر محمول کر کے جواب دیا اور کشفی امر کو جب تک خاص طور پر خدا تعالی ظاہر نکرے تبھی ظاہری معنی پر محدود نہین سمجھتے تھے مطلب اسکا ظاہر ہے کہ اون ایام کا کشف تو حضرت کو ہو گیا تھا مگر بیان کرنے مین نعوذ باللہ غلطی کی جو مطابق سوال کے خلاف واقع جواب دیدیا اور حق تعالی نے اوس کشفی امر کو حضرت پر ظاہر ہی نہین کیا اسی لئے ظاہری معنی پر اوسکو محدود کر لیا ۔

یہان یہہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر اون ایام کا کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گیا تھا کہ ایک روز ایک برس کا ہو گا تو اوسکو ظاہری معنی پر حمل کرنا کیون

خلاف واقع سمجھا جاتا ہے - اور اگر ایک برس کا ایک دن سمجھنا غلط تھا تو کشف
بھی کیا ہوا۔ مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کو اپنے
ادعائی کشفون کے جیسے سمجھہ لیا ہے کہ کشف مین دیکھا تو شیطان کو اور سمجھہ لیا
کہ وہ خدا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اسیوجہ سے حضرت کے کشف کی اصل حقیقت
سمجھنے مین دقتین لاحق ہوین —

اور اوسی ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۱۲ مین لکھتے ہین کہ یہہ جو فرمایا کہ دجال بادل کی طرح چلیگا
اور اوسپر ایمان جو لاوے بادل کو حکم کریگا کہ مینہ برساوے اور زمین کھیتی
اوگاوے سو یہہ استعارات ہین ہوشیار رہو دہوکا نہ کہانا "
مرزا صاحب مسلمانون کو ڈراتے ہین کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمکو دہوکا
دیدیا اونسے ہوشیار رہو دہوکا نہ کہاؤ - سبحان اللہ اسپر امتی ہونے کا دعوی بھی ہے

اور اوسی مین صفحہ ۲۱۵ لکھتے ہین کہ دجال اوس راہ سے نکلنے والا ہے کہ جو شام وعراق
کے درمیان واقع ہے یہہ بھی ایک استعارہ ہے جیسا کہ مکاشفات مین عام
طور پر استعارات وکنایات ہوا کرتے ہین " مرزا صاحب کی راے یہان چل
نہ سکی اسلئے کہ دجال تو با اقبال قومین ٹہیرین اور وہ شام وعراق کے درمیان
نہین اسلئے اسی پر اکتفا کیا کہ وہ بھی ایک استعارہ وکنایہ ہے جسکے معنی سمجھہ مین نہین آتے ہیں
یہان اہل اسلام کو یہہ بھی خیال کرلینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کس اہتمام سے ان واقعات کو بیان فرمایا اور کیسے کہلے کہلے الفاظ مین دجال
کے حالات معلوم کرا ے ان سب کو مرزا صاحب نے چیستان اور پہیلی قرار دیا اور
صرف چند مضامین اپنی دانست مین حل کرکے باقی کو چھوڑ دیا - کیا یہی نبی کی شان ہے

کہ اپنی امت کو کسی سے ڈراوے اور اوسکے احوال کی پہیلی بنا کر بیان کرے اور اوس پہیلی کے سننے والے اوسکو ظاہر پر حمل کرکے ظاہری الفاظ پر ایمان لاوین جن مین بعض امور کفریات اور رد ہوکا ہون اور نبی ساکت رہین اور یہہ بہی نہ کہین کہ ہم نے تو پہیلی بنای تہی تم اوسکے ظاہر پر ایمان لارہے ہو۔ ایسے نبی کی نسبت ایسا گمان کرنے والا کیا امتی ہوسکتا ہے عقل اوسکو ہرگز باور نہ کریگی۔

مرزا صاحب نے دیکہا کہ اگر عیسیٰ اور دجال مین تلازم ثابت ہوجائے تو جو علامات دجال کی احادیث مین مذکور ہین کسی پر صادق کرکے تبلانے کی ضرورت ہوگی اگرچہ اپنے مناسب دجال کبہی پادریون کو اور کبہی با اقبال قومون کو قرار دیتے ہین اور چند علامات بہی تاویلین کرکے اونپر صادق کردیتے ہین مثلاً ایک چشمی ہونے سے مراد دنیاوی عقل وغیرہ ہین مگر پوری علامتین تاویلات سے بہی صادق نہین آسکتین اسلئے آخر مین تنگ آکر صاف کہدیا کہ دجال کے باب مین جتنی حدیثین بخاری اور مسلم وغیرہ مین مذکور ہین سب موضوع ہین البتہ ابن صیاد دجال موعود تہا جو حضرت ہی کے زمانہ مین نکلا اور مر بہی گیا اب دجال کی ضرورت ہی نہ رہی چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۲۹ مین لکہتے ہین کہ اب اگر ہم بخاری اور مسلم کی ان حدیثون کو صحیح سمجہین جو دجال کو آخری زمانہ مین اتار رہی ہین تو یہہ حدیثین موضوع ٹہرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے۔ عقل خداداد ہم کو یہہ طریقہ فیصلہ کا بتلاتی ہے کہ جتنی احادیث پر عقل اور شرع کا کچہہ اعتراض نہین انہی کو صحیح سمجہا جائے سو اس طریق فیصلہ کی رو سے یہہ حدیثین جو ابن صیاد کی حق مین وارد ہین قرین قیاس معلوم ہوتی ہین کیونکہ ابن صیاد اپنے اوائل ایام

مین بے شک ایک دجال ہی تہا اور بعض شیاطین کے تعلق سے اوس سے امور عجیبہ ظاہر
ہوتے تھے جس سے اکثر لوگ فتنہ مین پڑتے تھے لیکن بعد مشرف باسلام ہوگیا تھا
اور اسی مین صٓ ۲۲۵ لکھتے ہین کہ دوسری حدیثون سے ظاہر ہے کہ بالآخر ابن صیاد پر یقین کیا گیا
کہ یہی دجال معہود ہے چنانچہ صحابہ نے قسمین کہا کر کہا کہ ہمین اس مین شک نہین
کہ یہی دجال معہود ہے اور حضرت نے بہی آخر کار یقین کر لیا"

ابن صیاد اور دجال کی بحث انوار الحق مین کسیقدر مبسوط لکہی گئی ہے اوس مین
مرزا صاحب کے ان شبہات کے جوابات بہی مذکور ہین مگر یہان یہہ معلوم کرانا ضروری ہے
کہ جب آخری زمانہ مین دجال کا وجود ہی نہو تو پہر عیسیٰ کی ضرورت ہی کیا حالانکہ ازالۃ الاوہام
صٓ ۱۴۲ مین وہ لکھتے ہین لکل دجال عیسیٰ اس سے تو دونون مین تلازم ثابت ہو رہا ہے
اور احادیث مین مصرح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خاص دجال کے قتل کے لیے آسمان مین
اور خود عیسیٰ علیہ السلام نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا جیسا حدیث صحیح
سے الٰہی معلوم ہوا - اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جب وہ حدیثین موضوع ہون تو عیسیٰ علیہ السلام
کے آنے کا ذکر جو وہ بہی انہی مین ہے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے - اس صورت مین
مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ نہ وہ مسیح موعود ہین نہ مثیل موعود اور نہ اونکی
ذریت مین کوئی مسیح ہو سکتا ہے - اور اگر اپنے الہامون سے مسیح ہونا ثابت کرین
تو اونکے الہامون کی بے وقعتی تقریر سابق سے بخوبی ثابت ہے اور مرزا صاحب
اپنا دجال پادریون اور با اقبال قومون کو جو بتارہے ہین اونکے مقابلہ مین غالب ہونا
تو در کنار اونکو آنکہ اٹہا کر بہی دیکہہ نہین سکتے اسلئے کہ مسٹر آتہم صاحب کے مقابلہ مین
جب حد سے زیادہ خفیف و ذلیل ہوئے تو اب کسی پادری کے مقابلہ کی اون مین

جرأت ہی نہین اور با اقبال قومون کے مقابلہ کا تو اونکو خیال بھی نہین آسکتا بلکہ بجائے مقابلہ کے دعاگوئی اور خوشامد مین مصروف ہین پہر اپنے آپ کو عیسی اور پادریون اور با اقبال قومون کو دجال بنانے سے فایدہ ہی کیا جب احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ عیسیٰ دجال کو قتل کرینگے اور مرزا صاحب اپنے دجال کے مقابلہ مین حرکت مذبوحی بھی نہین کر سکتے تو انہی احادیث سے مرزا صاحب کی عیسویت خود باطل ہو گئی۔

مرزا صاحب نے مسیحیت کا ایسا دعویٰ کیا ہے کہ بقول اونکے اب تک کسی نے نہین کیا کیونکہ اس دعویٰ کے لوازم و شرایط جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ہر مسلمان کو جس مین ذرا بھی ایمان ہے اس دعویٰ سے روک دیتی ہین۔ اور تمام حدیثون کی صحیح کتابین جن کی صحت پر ہر زمانہ کے علمای شرق و غرب کا اتفاق قرناً بعد قرن چلا آرہا ہے اونکو اس دعویٰ مین کاذب بتا رہی ہین اب اونکو بغیر اسکے کہ ان کتابون پر حملہ کرین کوئی مفر نہین۔ اس صورت مین مسلمانونکو اسکی کیا ضرورت کہ مرزا صاحب کی خاطر سے اپنی معتمد علیہ کتابون کو جہوٹی اور اپنے سلف صالح اور متفق علیہ علمای متقدمین و متاخرین کو جاہل اور غیر متدین کہکر ادعائی مسیح کو مان لین۔ بہر حال یہہ اکیس علامتین جنکو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور تمام امت نے اوسکی تصدیق کی ہے باواز بلند کہہ رہی ہین کہ مرزا صاحب کا دعویٰ عیسویت بلاشک و شبہ بے اصل محض ہے اور وہ زبردستی اپنے کو مسیح بنا رہے ہین اور اوسکا کچہہ خوف نہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین کیا فرمایا ہے امام سیوطی نے ایک ...

صفحہ ۲۱۱ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ مین یہہ حدیث نقل کی ہے اخرج الشیخان قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من ادعی ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوأ مقعدہ من النار یعنے بخاری
ومسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی بات کا
دعوی کرے جو اُسکو حاصل نہین وہ ہم لوگون مین یعنے مسلمان نہین چاہئے کہ وہ
اپنا گھر دوزخ مین بنا لے انتہی۔

اس مقام مین فلسفی خیال والون کو مرزا صاحب کی تقریر بہت مفید ہوگی ضعیف الایمان
اونکی بات کو باسانی قبول کر لینگے اس وجہ سے کہ امور مذکورہ کو معمولی عقلین تسلیم کیا
نہین کرسکتین مثلاً چالیس سال کا ایک دن ہونا ہرگز قرین قیاس نہین۔ اسمین
شک نہین کہ ایمان کے مواقع بہت ہین اسیوجہ سے اہل ایمان جو مستحق جنت ہین
دوزخیون کی نسبت ہزاروان حصہ ہونگے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے
لیکن انصاف سے اگر دیکھا جائے تو کوئی بات بھی اون مین خلاف عقل نہین اسلئے
کہ خدا تعالی جو خالق عالم ہے اوس مین ہر طرح تصرف کرسکتا ہے۔ اس مین کسی مسلمان کو
شبہ نہین کہ قیامت کے روز آسمان ٹوٹ پھوٹ جائینگے آفتاب بے نور اور زرد
ہوجائیگا اور اُس پچاس ہزار برس کے دن مین آفتاب پر کئی حالتین طاری ہونگی
پھر اگر قیامت کے قریب اوسپر یہہ حالت بھی گذرے کہ چالیس سال زمین کے
کسی خاص حصہ کے مقابل ٹھہرا رہے تو کونسا محال لازم آجائیگا۔ حکمت جدیدہ کی
رو سے تو آفتاب ساکن ہی ہے اور حکمت قدیمہ کی رو سے زمین ساکن ہے
بہرحال اون دونون کا ساکن ہونا حکما کے قول سے ثابت ہے پھر اگر ایک مدت
تک وہ دونون ساکن رہین تو کونسی نئی بات ہوگئی اسی پر کل امور کا قیاس کر لیجئے

کیونکہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کو خاص طور پر ظاہر فرمائیگا۔
اس سے بڑھکر کیا ہو کہ جتنی مخلوق ابتدائی خلقت سے مرکر مٹی مین مل گئی جنکا نام
ونشان تک باقی نرہا سب کے سب اصلی حالت پر اٹھائی جائیگی اور اعادہ
معدوم جو محال سمجھا جاتا ہے اوس روز ممکن بلکہ واجب ہوگا۔ بہرحال آدمی
ایمان لانا چاہئے تو کوئی بات نہ خلاف عقل ہے نہ ایمان لانے سے مانع مگر یہ
بات بے توفیق الٰہی حاصل نہین ہوسکتی وما توفیقی الا باللہ
نواس رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو علامات عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے
معلوم ہوئین یہ ہین۔
۱۳۔ شام وعراق کے درمیان دجال نکلنا ۱۴۔ اوسکا حلیہ ۱۵۔ اوسکا فساد
برپا کرنا ۱۶۔ اوسکی فتنہ پردازیان ۱۷۔ اوسکے زمانہ کے ایام کی مقدار
۱۸۔ اون ایام کی نمازون کا طریقہ ۱۹۔ اوسکی سرعت سیر ۲۰۔ اوسکے خوارق
عادات ۲۱۔ عیسیٰ علیہ السلام کا لباس وہئیت وغیرہ ۲۲۔ اونکا کافرون
کو قتل کرنا ۲۳۔ یاجوج ماجوج کا خروج اور انکی کثرت ۲۴۔ خوردنی اشیائ
کی گرانی ۲۵۔ یاجوج وماجوج کی موت کا حال ۲۶۔ پرندون کا اون کی
لاشون کو اٹھالیجانا ۲۷۔ زمین کو گندگی سے پاک کرنے کے لئے بارش
۲۸۔ پیداوار کی کثرت ۲۹۔ مسلمانون کی موت کا حال ۳۰۔ کفار کا حال
۳۱۔ اون پر قیامت کا قایم ہونا ۳۲۔ امام مہدی کا عیسیٰ علیہ السلام
کے زمانہ مین ہونا۔
مرزا صاحب کہتے ہین کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص ہین

مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ وہ دو شخص ہین اور ہر ایک کے حالات
جدا جدا ہین جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے جو کنز العمال مین ہے ج ۷ نمبر ۱۹۵۴
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسی ابن مریم فی آخرہا
والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا یعنے وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی جسکے اول مین مین ہون
اور آخر مین عیسی ابن مریم اور وسط مین مہدی ہین۔
اس سے ظاہر ہے کہ مہدی اور عیسی علیہما السلام ایک شخص نہین ہین۔ اور کنز العمال ج ۷
نمبر ۱۹۳۰ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمہ
(دم عن ام سلمہ) یعنے مہدی میری اہل بیت مین فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مین ہونگے
یہہ روایت ابو داؤد اور مسلم مین ہے وفی کنز العمال نمبر ۱۹۵۴ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
المہدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ یعنے مہدی کا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا
وفی کنز العمال نمبر ۱۹۵۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ
ذالک الیوم حتی یبعث فیہ رجل من اہل بیتی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا
وعدلا کما ملئت ظلما وجورا (د عن ابن مسعود) یعنے اگر بالفرض دنیا کا ایک ہی دن باقی
رہجاوے تب بھی حق تعالی اوس دن کو دراز کردیگا تاکہ امام مہدی آکر دنیا کو عدل و
انصاف سے بہردین۔ اونکے سوا اور بھی حدیثین ہین جن سے ثابت ہے
کہ مہدی علیہ السلام اور ہین اور عیسی علیہ السلام اور۔
پہر اونکو پہچاننے کے لیے حضرت نے کئی علامتین بتلادین تاکہ مسلمان کسی اور کو
مہدی نہ سمجہہ لین کما فی کنز العمال نمبر ۱۹۴۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی
اجلی الجبہۃ اقنی الانف (د ک عن ابی سعید رض) وفی روایۃ ۱۹۴۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وجہہ کالکوکب الدری وفی روایۃ فی خدہ الایمن خال اسود علیہ عبایتان قطریتان وفی البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان للشیخ علی متقی رح اخرج نعیم عن ابی الطفیل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف المہدی فذکر ثقلا فی لسانہ وفیہ ایضاً اخرج نعیم المہدی ازج ابلج اعین یجیئی من الحجاز حتی یستوی علی منبر دمشق وہو ابن ثمان عشر سنۃ۔ وفیہ ایضاً من روایۃ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ المہدی کث اللحیۃ اکحل العینین براق الثنایا وفی وجہہ خال یعنے مہدی علیہ السلام فراخ پیشانی اور بلند بینی ہونگے اونکا چہرہ ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔ اونکے داہنے رخسارہ پر خال سیاہ ہوگا اور لباس اونکا دو قطری عبا ہونگے۔ اونکی زبان میں ثقل ہوگا۔ اور کشیدہ وکشادہ ابرو ہونگے اور فراخ چشم جب وہ حجاز سے دمشق آئینگے اونکی عمر اٹھارا سال کی ہوگی دمشق کے منبر پر خطبہ پڑھینگے۔ اونکی ریش گھن ہوگی آنکھیں سرمگین اور دانت نہایت چمکدار ہونگے۔ اسکے سوا اور بہت سی حدیثیں حلیہ وغیرہ سے متعلق وارد ہیں الغرض باوجودیکہ امام مہدی سے متعلق روایتیں بکثرت صحاح وغیرہ میں وارد ہیں اور مرزا صاحب جانتے ہیں کہ امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہونگے اور خود مغل ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ دوسرے نسب میں داخل ہونے کی کیسی وعیدیں ہیں مگر باایں ہمہ صاف کہتے ہیں کہ میں مہدی ہوں ـــ

اب ان روایات کو بھی دیکھئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرینگے عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ہذہ الامۃ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ

یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت قیامت تک حق پر جنگ کرتی
رہیگی جب عیسیٰ بن مریم اترینگے اونکا امیر عیسیٰ علیہ السلام سے کہیگا آئیے نماز
پڑھائیے وہ انکار کر کے کہینگے اس امت کے امیر انہی میں سے ہو سکتے ہیں یہ بزرگی
کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کو بزرگی دی ہے اگرچہ اس روایت میں صراحۃً امام کا
لفظ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرینگے مگر دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ امام مہدی ہونگے جیسا کہ کنز العمال میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا الذی
یصلی عیسیٰ ابن مریم خلفہ یعنے ہم میں سے ہیں جنکے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھینگے وہ ہمارے
اہل بیت میں سے ہوگا مراد صاحب الکنز کی مہدی ہیں تو ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مہدی
کے پیچھے نماز کونسی جنگ میں پڑھینگے مختصر تذکرہ قرطبی میں امام شعرانی رحمہ اللہ نے
لکھا ہے روی ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم
یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ عزوجل حتی یملک رجل من اہل بیتی جبل الدیلم
والقسطنطنیہ واسنادہ صحیح یعنے اگر بالفرض دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جاوے
تو خدا تعالیٰ اسکو دراز کریگا جس میں میرے اہل بیت سے ایک شخص جبل دیلم
اور قسطنطنیہ کا مالک ہو جائیگا۔ اور روایات سابقہ جو اسی مضمون کی مذکور
ہوئی اوس میں نام بھی اوس شخص کا معلوم ہوا کہ وہ امام مہدی ہونگے۔ اور دوسری
روایت میں مصرح ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ ہی دجال نکلیگا جسکے مقابلہ کے
لئے امام مہدی جاوینگے اور عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا اتفاق ہوگا جس کی خبر
حضرت نے دی ہے کہ منا الذی یصلی عیسیٰ خلفہ روایت مذکورہ بہ سے متعلق
مختصر تذکرہ قرطبی میں مذکور ہے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لاتقوم الساعۃ حتی ینزل الروم قال فیفتحون قسطنطنیہ فبینما ہم یقتسمون الغنائم
اذ صاح فیہم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج
فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسی بن مریم

یعنے اہل اسلام قسطنطنیہ فتح کرکے تقسیم غنیمت میں مشغول ہونگے کہ شیطان پکار
دیگا کہ دجال نکل آیا اگرچہ وہ بے اصل ہوگا لیکن جب وہ شام کو آئینگے تب دجال
نکلے گا اور وہ صف آرائی میں مشغول ہونگے اور ادھر نماز کی جماعت قائم ہوگی
کہ عیسی علیہ السلام اتر آئینگے۔ مرزا صاحب انہی احادیث کے لحاظ سے اکثر نماز
میں اقتدا کیا کرتے ہیں جیسا کہ الحکم میں لکھا ہے۔ اور کچھ نہیں تو تصور تو اسکا
ضرور جاتے ہونگے کہ میں عیسی ہوں اور یہ امام مہدی ہے۔ کیونکہ خود مرزا صاحب
کو تصوف میں بھی دعوی ہے فنا و بقا میں خوب گفت وگو کیا کرتے ہیں
یہ شعر ضرور پیش نظر ہوگا گر در دل تو گل گزرد گل باشی مگر حیرت یہ ہے
کہ یہ تصور بھی اپنے گمان تک ہی نہیں پہنچتے کہ نماز کے بعد بیچارے امام کو مہدویت
سے محروم کرکے خود مہدی بن جاتے ہیں۔

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ گو امام مہدی عیسی علیہ السلام سے چند روز
پیشتر مامور ہونگے مگر درحقیقت دونوں کا زمانہ ایک ہی ہوگا اور یہ حدیث شریف
بھی اسکی خبر دیتی ہے عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح
قسطنطنیہ وفتح قسطنطنیہ خروج الدجال رواہ ابوداود کذا فی المشکوٰۃ یعنے بیت المقدس
کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک جنگ عظیم کی ابتدا

ہو گی اور اوس جنگ عظیم کی ابتدا قسطنطنیہ کی فتح اور فتح قسطنطنیہ خروج دجال ہے
یعنے ایک دوسرے سے ایسے متصل ہین کہ گویا سب ایک ھی ہین اور ابہی معلوم ہو
کہ امام مہدی قسطنطنیہ کو فتح کرتے ھی شام مین آئینگے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
ہوگا اور ابو عمر الدانی نے اپنی سنن مین حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلتفت المہدی وقد نزل عیسیٰ ابن مریم کانما یقطر
من شعرہ الماء فیقول المہدی تقدم وصل بالناس فیقول عیسیٰ انما اقیمت الصلوٰۃ
لک فیصلی خلف رجل من ولدی الحدیث مولوی قاضی عبید اللہ صاحب مدراسی
نے فتوی مین یہہ روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام مہدی رض
نماز کے لئے کہڑے ہونگے کہ یکایک عیسیٰ علیہ السلام اترینگے امام رض امامت کیلئے
اونسے کہینگے مگر وہ قبول نکرینگے پس عیسیٰ علیہ السلام میری اولاد سے
ایک شخص یعنے امام مہدی کے پیچہے اقتدا کرینگے اور اسی مین ہے اخرج ابو نعیم
عن کعب الاحبار فاذا بعیسیٰ ابن مریم ویقام الصلوٰۃ فیرجع امام المسلمین المہدی
فیقول عیسیٰ علیہ السلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰۃ فیصلی بہم تلک الصلوٰۃ ثم یکون
عیسیٰ اماماً بعدہ اور نیز اسی مین ہے اخرج ابن ابی شیبہ فی مصنفہ قال المہدی من
ہذہ الامۃ وہو الذی یؤم عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ماحصل ان سب روایتون کا
یہی ہے کہ امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرینگے جس سے ظاہر ہے کہ دونون
کا زمانہ ایک ہی ہوگا اسی وجہ سے حدیث شریف مین وارد ہے کہ لا مہدی
الا عیسیٰ یعنے ہر چند ان دونون حضرات کے حیرت انگیز وقایع جداگانہ مین
جن کا ذکر مختلف احادیث مین بیان فرمایا گیا لیکن زمانہ دونون کا ایک ہی ہے

ہے جیسے فتح قسطنطنیہ خروج دجال ہی ہے مگر چونکہ مرزا صاحب قابو میں اُنھون نے اس حدیث سے یہہ کام لیا کہ مہدی کو عیسیٰ بنا دیا اور یہہ خیال نہین کیا کہ جہان مبالغہ مقصود ہوتا ہے اس قسم کا حمل عموماً کیا کرتے ہین ہر شخص جانتا ہے کہ جب کسی سے زیادہ محبت ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ ہم اور آپ ایک ہین اس سے کوئی یہہ نہین سمجہتا کہ دونون شخص ملکر ایک ہوگئے کیونکہ ہر عاقل سمجہتا ہے کہ دو ذاتون کا ایک ہوجانا محال ہے۔ حضرت نے جب حسب و نسب اور احوال مختصہ ہر ایک کے بارہا بیان فرمائے جس سے تمام صحابہ مطلع اور بخوبی واقف ہوگئے کہ قبل قیامت ان دونون حضرات کی تشریف فرمائی ضرور ہے کسی موقع مین جہان اتصال زمانی دونون کا بیان کرنا مقصود تہا فرمادیا کہ لامہدی الا عیسیٰ وہ بھی اس خیال سے کہ کوئی غبی ایسا نہین ہوسکتا کہ دو شخصون کو ایک سمجہہ لے پہر بھلا صحابہ جو حضرت کی بات بات کو وظیفہ اور حرز جان بنا کر ہمیشہ پیش نظر رکہا کرتے تھے کیونکر اس سے یہہ سمجہہ سکتے کہ حضرت نے اون دونون بزرگوارون کو ایک بنا دیا۔

مرزا صاحب کی کج بحثیون کی کوئی انتہا بھی ہے صدہا احادیث و آثار امام مہدی کی خصوصیات مین موجود ہین جن مین چند یہان لکہے گئے اور صدہا آیات و احادیث و آثار عیسیٰ علیہ السلام کے باب مین وارد ہین ذرا بہی احتمال نہین ہوسکتا کہ یہہ دونون نام ایک شخص کے ہین مگر انہون نے ایک حدیث کو لیکر سب کو باطل کردیا اس پر اجتہاد کا بھی دعویٰ ہے۔ اگر اجتہاد اسیکا نام ہے کہ ایک حدیث کو لیکر سب کو باطل کردیا جائے تو اتنی بات کے لئے مجتہد کی کوئی ضرورت نہین جس عامی سے کہئے فوراً یہہ کام کردیگا۔ تقریر سابق سے ظاہر ہے کہ حدیث لامہدی الا عیسیٰ

مین صرف مضاف محذوف ہے یعنے لازمان مہدی الازمان عیسی جیسے حدیث عمران
بیت المقدس خراب یثرب مین بھی لفظ زمان محذوف ہے۔ چونکہ آبادی بیت المقدس
اور ویرانی یثرب اور جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال اور ظہور امام مہدی اور
نزول عیسی علیہما السلام مین قرب واتصال زمانی ہے اسلئے حسب محاورہ سامعین کی فہم پر
اعتماد کر کے ان وقایع کو ایک دوسرے پر حمل فرمادیا مگر مرزا صاحب اسکو جایز نہین رکھتے اپنے
دعوون مین تو مجاز واستعارات وحذف وغیرہ سے احادیث مین برابر کام لین مثلاً خود مجازی
عیسی قادیان دمشق باقبال لد بن دجال۔ اور امام مہدی کے باب مین جو کثرت سے
روایتین وارد ہین جن کا تواتر محدثین ومحققین کی تصریح سے ثابت ہے اونکی نسبت کیلئے
مجاز لینے کی اجازت نہو اس سے بڑھکر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا ظلم ہوسکتا
اس پر دعوی ہے کہ مین عادل ہون شفاء للناس مین لکھا ہے کہ علامہ شوکانی بعد نقل
احادیث کے اپنی کتاب توضیح مین لکھتے ہین وجمیع ما سقناہ بالغ حد التواتر کما لا یخفی علی من له
فضل اطلاع فتقرر بجمیع ما سقناہ فی ہذا الجواب ان الاحادیث الواردۃ فی المہدی المنتظر متواترۃ
اب حدیث لا مہدی الا عیسی کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجے جس سے صحیح صحیح روایتین مرزا صاحب
باطل کر رہے ہین۔ یہہ روایت ابن ماجہ مین ہے کما قال حدثنا یونس بن عبد الاعلی ثنا محمد
بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس
بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزداد الامر الا شدۃ ولا الدنیا الا ادبارا
ولا الناس الا شحا ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا مہدی الا عیسی ابن مریم امام
سیوطی رح نے مصباح الزجاجہ مین اس حدیث سے متعلق ایک نہایت مبسوط تقریر
لکھی ہے اوس کا خلاصہ یہہ ہے کہ اس حدیث مین جملہ لا مہدی الا عیسی سوائے

یونس کے اور کسی نے زیادہ نہین کیا۔ اور یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یونس نے امام شافعی سے اسکو نہین سُنا اِس وجہ سے یہہ حدیث منقطع ہے۔ اور یہہ روایت صرف محمد بن خالد سے مروی ہے اور محدثین نے تصریح کی ہے کہ وہ منکر الحدیث اور مجہول ہین اونکی عدالت ثابت نہین۔ اور ابان بن صالح کی نسبت کہا گیا ہے کہ انہون نے حسن سے کوی حدیث سنی نہین۔ ابو الحسن علی بن محمد ابن عبد اللہ الواسطی کہتے ہین کہ مینے امام شافعی رح کو خواب مین دیکھا وہ فرماتے ہین کہ یونس نے جو مہدی کے باب مین مجھسے روایت بیان کی ہے وہ جھوٹ ہے نہ مینے وہ روایت کی نہ اوس سے بیان کیا۔ الحاصل روایت لا مہدی الا عیسی اکابر محدثین کے نزدیک ہر طرح سے مخدوش ہے مگر مرزا صاحب کو اوس سے کیا غرض اونکو کیسی ہی ضعیف منکر منقطع مجہول مخدوش روایت مل جائے بشرطیکہ مفید مطلب ہو اوسیر بڑی دہوم دہام سے استدلال کرتے ہین اور جو روایت اونکے حق مین مضر ہوتی ہے اگر بخاری و مسلم مین بھی ہو تو اقسام کے احتمال قایم کرکے ساقط الاعتبار بنا دیتے ہین مرزا صاحب ازالۂ الاوہام صفحہ ۵۱۸ مین لکھتے ہین کہ یہہ خیال بالکل فضول اور لغو معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی کہ جسکو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اوسکے کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیئے دنیا مین ظہور کرے اور پہر اوسکے ساتھہ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضرور ہو کیا وہ خود مہدی نہین کیا وہ خدا کی طرف سے ہدایت پاکر نہین آیا۔ ابن ماجہ نے اپنی صحیح مین لکھا ہے لا مہدی الا عیسی یعنے بجز عیسی کے اوسوقت کوی مہدی نہوگا۔ مطلب اسکا یہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ مسیح کے رنگ والا

شخص یعنے قادیانی موجود ہونے کے بعد پھر مہدی کی کیا ضرورت) کمال زجر سے
فرمایا لا مہدی الا عیسیٰ یعنے مہدی اوسوقت کوی چیز نہین وہی قادیانی بس ہے
وہی مہدی ہے - مگر یہہ بات غور طلب ہے کہ صحابہ کا دستور تھا کہ جب کوی بات
سمجھہ مین نہ آتی تو پوچھکر اوسکو صاف کر لیا کرتے تھے اس موقع مین ضرور تھا
کہ کمال ادب سے عرض کرتے کہ حضرت مہدی کا ذکر تو نہ قرآن مین ہے نہ توراۃ
و انجیل وغیرہ مین ہے ہمنے کسی سے سُنا کہ مہدی بھی کوئی آدمی ہوگا پھر یہہ جو بطور
عتاب ارشاد ہو رہا ہے کہ مہدی کوی چیز نہین اسکا سبب معلوم نہوا کس نے
عرض کیا کہ مہدی بھی کوئی چیز ہے - اور اگر انہون نے حضرت سے امام مہدی کا
ذکر اور اونکا حسب نسب حلیہ وغیرہ سُنا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
تو عرض کرتے کہ جس مہدی موعود کا بارہا ذکر فرمایا گیا کیا اب اونکی ضرورت نہی
اور جب عیسیٰ ہی مہدی ٹھیرے تو کیا وہ حضرت ہی کی اولاد مین ہونگے ایک
تو ہم قرآن اور حضرت کے ارشاد سے عیسیٰ ابن مریم کو بنی اسرائیل سمجھتے تھے
اب اونکی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہئے کیا وہ سچ مچ عیسیٰ ابن مریم ہونگے یا
جس طرح مہدی کی نفی فرمادی گئی اونکی بھی نفی مطلوب ہے - مگر کسی حدیث
مین اس قسم کے سوال مذکور نہین - اب یہہ مضمون کس طرح اس حدیث سے
نکالا جاے کہ قادیانی کے وقت مین مہدی کوی چیز نہونگے اور قادیانی ہی
مہدی ہونگے - اہل وجدان سلیم سمجھہ سکتے ہین کہ مرزا صاحب جو اس حدیث
کے معنی بیان فرماتے ہین کسقدر بدنما ہین —

مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ بجز عیسیٰ کے اسوقت کوی مہدی یعنے ہدایت یافتہ

ہوگا اسمین بھی اونکو غلطی ہوئی اسلئے کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام کے
زمانہ مین صرف اسلام ہی اسلام رہ جائیگا جس سے ظاہر ہے کہ کل ہدایت یافتہ
ہوجائینگے مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کل مہدی یعنے محمد ابن عبد اللہ ہون کلام اسمین
ہے کہ مہدی موعود عیسی علیہ السلام نہین البتہ معنی لغوی اونپر صادق آئینگے جسبا
مین اونکی خصوصیت نہین ۔

مرزا صاحب نے مہدی کو کلی قرار دی ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۱۹ مین
لکھتے ہین یون تو ہمین اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہون اور ممکن ہے
کہ آئندہ بھی آئین اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے
عوام کے خیال مین ہے اوسکا ثبوت پایا نہین جاتا انتہی مقصود یہہ کہ مہدی اسلام مین
متعدد ہونگے مگر جس صورت مین حدیث لا مہدی ظاہری معنی پر لی جائے جس کے
مرزا صاحب قائل ہین تو اوسکا مطلب تو یہہ ہوگا کہ محمد ابن عبد اللہ بھی مہدی یعنے
ہدایت یافتہ نہین جنکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکررات ومرات بیان فرمایا
پھر مرزا صاحب کا اقرار مہدیون کے تعدد مین کیونکر صحیح ہوگا ۔

مرزا صاحب نے مہدی سے پیچھا چھوڑانے مین بڑی دقتین اٹھائین مگر اس زمانہ
مین اسکی کوئی ضرورت نہی کسیکا نام مہدی رکھہ دیا جاتا یا اس نام کا کوئی شخص تلاش
کرلیا جاتا تو بھی کام چل جاتا آخر قدمانے فرشتے بنالئے تھے اور اسی پر اونکی
کامیابی ہوگئی جیسا کہ تومرث کے واقعہ سے ظاہر ہے ۔

مرزا صاحب نے حدیث لا مہدی الا عیسی کو ابن ماجہ مین تلاش تو کرلی مگر وہین
ایک حدیث اور بھی موجود تھی کاش اوسپر بھی اونکی نظر پڑجاتی اور اوسکے معنی بھی

بیان فرمادیتے جس سے ناظرین کو دوبالا لطف آتا مگر اوسکو انہوں نے اگر دیکھا بھی ہے
تو نظر انداز کیا اسلئے کہ وہ تو مہدی کے ساتھ اس زمانہ کے عیسیٰ کو بھی رخصت کر رہے تھے

دو حدیث یہ ہے عن ابی امامۃ الباہلی رض قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان
اکثر خطبتہ حدیثا حدثناہ عن الدجال - قال وامامہم رجل صالح فبینما امامہم قد تقدم یصلی لہم
الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ ابن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القہقری لیتقدم
عیسیٰ یصلی فیضع عیسیٰ یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانہا لک اقیمت فیصلی بہم
امامہم فاذا انصرف قال عیسیٰ علیہ السلام افتحوا الباب فیفتح و وراءہ الدجال معہ
سبعون الف یہودی کلہم ذو سیف محلی وساج فاذا نظر الیہ الدجال ذاب کما یذوب
الملح فی الماء وینطلق ہاربا ویقول عیسیٰ علیہ السلام ان لی فیک ضربۃ لن تسبقنی بہا فیدرکہ
عند باب اللد الشرقی فیقتلہ فیہزم اللہ الیہود فلا یبقی شیئ مما خلق اللہ یتواری بہ الیہودی
الا انطق اللہ ذالک الشیئ لا حجر ولا شجر ولا دابۃ الا الغرقدۃ فانہا من شجرہم لا ینطق الا
قال یا عبداللہ المسلم ہذا یہودی فتعال اقتلہ رواہ ابن ماجہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک روز اکثر دجال ہی کا حال بیان فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ دجال کے مقابل
ہونگے اونکا امام ایک مرد صالح ہوگا صبح کی نماز پڑہانے کے لئے وہ آگے بڑہا ہوگا کہ
عیسیٰ ابن مریم اتر آئینگے امام پیچھے ہٹیگا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں مگر وہ کہینگے کہ
تم ہی نماز پڑہاؤ چنانچہ وہ نماز پڑہائیگا بعد فراغ عیسیٰ علیہ السلام کہینگے دروازہ کہولدو
اوسوقت دجال ستر ہزار یہود کے ساتھ وہاں موجود ہوگا جب وہ عیسیٰ علیہ السلام کو
دیکھیگا تو کمال اضمحلال کی حالت مین بہاگے گا عیسیٰ علیہ السلام کہینگے تو مجھ سے
بہاگ نہین سکتا ایک وار میرا تجھپر ضرور ہوگا چنانچہ اوسکا پیچھا کرکے لد کے شرقی

دروازہ کے پاس اوسکو قتل کرینگے اور خدا تعالی یہودیون کو ہزیمت دیگا اور کیفیت
یہہ ہوگی کہ جس چیز کے پیچھے کوی یہودی چھپے گا خواہ وہ پتھر ہو یا جھاڑ یا دیوار یا جانور
وہ چیز با آواز بلند کہیگی کہ اے خدا کے بندے مسلمان یہان یہودی چھپا ہے آ کر اسکو
قتل کر ڈال۔ صرف غرقد کا جھاڑ خبر نہ دیگا کیونکہ وہ انہی کا ہے"
اب مرزا صاحب ہی بتائین کہ وہ کون لوگ تھے جو دجال کے مقابل ہوگئے تھے اور
اونکا کون امام تھا جس کی توصیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور کونسی صبح کی
نماز کے لئے وہ کہڑا تہا جو مرزا صاحب اتر آئے اور اوسکے پیچھے نماز پڑہی۔ اور کونسی
مسجد کا دروازہ کہولنے کو کہا جس کے پاس دجال ستر ہزار مسلح یہود کو لیکر کہڑا تہا اور
کس کے پیچھے دوڑ کر مرزا صاحب نے لد کے دروازہ پر قتل کر ڈالا اور کونسے یہودیون
کو ہزیمت ہوئی اور سب مارے گئے۔ اور کس روز مرزا صاحب اور اونکے ہمراہی
سے حجر و شجر نے باتین کین۔
یون تو مرزا صاحب مسلمانون کو یہود قرار دے ہی چکے ہین کہدینگے کہ مین نے
اونکو ہزیمت دی مگر وہ خلاف واقع ہے اسلئے کہ کئی وقایع سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ
مرزا صاحب ھی کو ہزیمت ہوگئی۔ اور بجائے اسکے کہ اپنے دجال کو قتل کرین اگر
دل سے نہین تو زبان سے اسکے مدح خوان اور شکر گزار اور دعاگو ہین کیونکہ دجال انہون
نے با اقبال قومون کو قرار دیا ہے جنمین اعلی درجہ کی گورنمنٹ برطانیہ ہے۔
اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۹ مین گورنمنٹ کی کمال درجہ کی شکر گزاری اور دعاگوی
مین اپنی مصروفی اور مشغولی ظاہر کرتے ہین۔
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۷۲ مین تحریر فرماتے ہین کہ احادیث نبویہ کا لب لباب

یہہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب تم آخری زمانہ مین یہودیون
کی طرح چال چلن خراب کروگے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسی بن مریم آئیگا
یعنے تم اپنی شرارتون کی وجہ سے یہودی بن جاؤگے تو تم مین ہی عیسی ابن مریم
کسی کو بنا کر تمہاری طرف بھیجیگا اور جب تم اشد سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے لئے
لائق ٹھیر جاوگے تو محمد ابن عبد اللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے واضح رہے کہ یہہ دونو
وعدے کہ محمد ابن عبد اللہ آئیگا یا عیسی بن مریم آئیگا در اصل اپنی مراد و مطلب مین
ہم شکل ہین محمد ابن عبد اللہ کے آنے سے مقصود یہہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت
مین ہو جائیگی جو اپنی درستی کے لیے سیاست کی محتاج ہوگی تو اوسوقت کوئی شخص
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر ظاہر ہوگا اور یہہ ضرور نہین کہ درحقیقت اوسکا نام محمد
ابن عبد اللہ ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہہ ہے کہ خدا تعالی کے نزدیک اوسکا نام
محمد ابن عبد اللہ ہوگا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بنکر آئیگا"
مرزا صاحب نے دیکھا کہ اہل اسلام احادیث کو دیکھکر اس بات پر اڑینگے کہ امام مہدی
جن کا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا اور اونکی وہ علامتین ہونگی جو احادیث مین مصرح ہین
اونکا وجود ضروری ہے اسلئے انہون نے تقریر سابق مین یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ ممکن ہے کہ کئی مہدی آئے ہون اور امام محمد بھی آجائین نہ اونکے وجود سے
غرض ہے نہ عدم سے مطلب ہمین اپنی عیسویت سے کام ہے - اس مین صرف
ابلہ فریبی مقصود تھی ورنہ اونکا مقصود اصلی تو یہہ ہے کہ وہ صرف عیسی ہی
نہین بلکہ مہدی بھی ہین انہون نے دیکھا کہ جہلا تو سب کچھہ مان لینگے مگر علمائے
پیچھا چھوڑانا مشکل ہے اسلئے یہہ راہ گریز نکالی کہ ہم نے تو مہدی کے

آنے کا بھی اقرار کر لیا ہے پھر اپنی عیسویت کا ثبوت یہہ دیتے ہین کہ جو لوگ یہودی
بن گئے تھے اونکی اصلاح کے لئے آئے ہین اور مہدویت کا یہہ ثبوت کہ لوگ
سیاست کے قابل ہوگئے تھے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل بنکر آئے
ہین اور مہدی ہین - ہر چند اس مقام مین اسکا ذکر نہین کیا مگر یہہ تو کہدیا کہ اوسوقت
کوئی شخص مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوکر ظاہر ہوگا جو مہدی ہے اور یہہ ضرور
نہین کہ اوسکا نام بھی محمد ابن عبد اللہ ہو - اور براہین احمدیہ اور ازالہ مین بکرات
مرات لکھہ چکے ہین کہ مین مثیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون بلکہ دعوی یہہ ہے
کہ بروزی طور پر حضرت ہی تشریف فرما ہوئے ہین جیسا کہ سابقًا معلوم ہوا اور
اس قول سے بھی ظاہر ہے جو ابھی نقل کیا گیا کہ ایسا شخص جسکو مسیح کہنا چاہئے کیا یہ
وہ مہدی نہین - لیجئے خود ہی عیسی بھی ہوگئے اور خود ہی مہدی بھی ہین اور جتنی
حدیثین امام مہدی کے حسب نسب وغیرہ خصوصیات کی تھین سب بیکار ہوگئین
اور مرزا صاحب کا قول سب کا ناسخ اونکی امت نے تسلیم کر لیا -
اب غور کیا جائے کہ مرزا صاحب جن یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے اونکی
اصلاح کی یا اونکو یہودی بنا دیا - یہود جو گمراہ سمجھے گئے تھے آخر اوسکی وجہ یہی تھی
کہ انہون نے اپنے نبی کے ارشادون کو چھوڑ کر اورون کی باتون کو مان لیا تھا جو اپنے
دل سے تراش کر اونکو فتوی دیا کرتے تھے مرزا صاحب کا گروہ بھی یہی کر رہا ہے کہ
مرزا صاحب کے قول کے مقابلہ مین وہ کسی حدیث کو نہین مانتے اور جنکو اپنا نبی تسلیم
کرتے ہین اونکی باتون کو قابل تسلیم نہین سمجھتے - کیا اس سے بڑھکر کوئی سرکشی اور شرارت
ہوسکتی ہے - مرزا صاحب نے نہایت سچ اور بالکل حسب حال فرمایا کہ بہت سے

لوگ یہودی بن گئے اور اونکی سیاست کی ضرورت ہے ۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا یعنے اون گمراہون کی یہہ حالت ہے کہ ہدایت کی راہ دیکھتے ہین تو اوسکو رستہ نہین بناتے اور گمراہی کی راہ دیکھتے ہین تو اوسکو رستہ بنا لیتے ہین ۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲ مین حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم کے ترجمہ مین لکھتے ہین کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم تم مین نازل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور تم مین سے اے امتی لوگو پیدا ہوگا یہان تک بخاری کی حدیث کا ترجمہ ہو چکا اور آپ لوگون نے سمجھ لیا ہوگا کہ امام بخاری صاحب امامکم منکم کے لفظ سے کس طرف اشارہ کر گئے الدال علی الخیر کفاعلہ سبحان اللہ امام بخاری کے فرضی اشارہ پر تو اس قدر توجہ اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً جو فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی امامت جو شخص کرینگے وہ ہمارے اہل بیت سے ہونگے اوسکا ذکر تک نہین ۔ اگر یہہ حدیثین ضعیف بھی ہوتین تو جب بھی اون کے ابطال کا کوئی حق نہ تھا اسلئے کہ اونکا موضوع ہونا ثابت نہین چہ جائیکہ وہ احادیث مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ مین موجود ہین ۔ مقصود مرزا صاحب کا یہہ ہے کہ امامکم منکم کا جملہ علیحدہ ہے اور اوس مین لفظ ہو محذوف ہے اور ایک مقام مین لکھتے ہین کہ وامامکم مین حرف تفسیر ہے جیسا کہ تلک ایات الکتاب وقرآن مین ۔ غرض کہ دو توجیہین کین ایک یہہ کہ وامامکم جملہ مستانفہ ہے بحذف مبتدا اور دوسری یہہ کہ جز جملہ ہے جو نزل کے فاعل کی تفسیر واقع ہوا ہے مگر امام بخاری نے ان دونون توجیہون سے ایک کی طرف بھی اشارہ نہین کیا مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ کس لفظ سے امام بخاری رحمہ نے اوسکے

اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے بیان کرتے مگر چونکہ امام بخاری پر یہ افترا ہے اسلئے بیان کی گئی
اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھا اور اصل پیام اونکا اقرار کرنا ثابت ہے پھر بخاری کیا چیز ہیں
محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ الحدیث یفسر الحدیث یعنے کسی حدیث کے معنی میں تردد ہو تو
دوسری حدیثیں جو اوس باب میں وارد ہیں دیکھی جائیں اور اوسکے وہی معنی لئے جائیں جو دوسری
حدیثوں سے مستفاد ہوں۔ جب ہم صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثوں کو دیکھتے ہیں کہ اون میں مصرح ہے
کہ عیسی علیہ السلام جب اترینگے تو مسلمانوں کا امام اون سے درخواست امامت کریگا اور
وہ قبول نکرینگے جس سے ظاہر ہے کہ وہ امام اور عیسی علیہما السلام دو شخص ہونگے۔ تو ان
احادیث کے لحاظ سے یہی ضرور ہوا کہ اس حدیث بخاری کے وہی معنی لیں جو اون صحیح
حدیثوں سے مستفاد ہیں اسلئے وامامکم منکم میں واو حالیہ لیا گیا جسپر تمام علماء کا اجماع ہے
اور اسکے صدہا نظیریں قرآن و حدیث میں موجود ہیں جسکو ہر طالب علم جانتا ہے۔
مرزا صاحب نے اس واو سے جو معنی لیے ہیں اب تک کسی عالم نے نہیں لکھا صرف مرزا صاحب
خودغرضی سے یہ معنے تراشتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر تکلیف کر کے یہ معنی
لیے جائیں تو دوسری احادیث میں عیسی اور امام میں مغائرت بالتصریح ثابت ہے وہ حدیثیں
جھوٹی ثابت ہونگی اور کتب صحاح ساقط الاعتبار ہو جائینگی۔ بدوزد طمع دیدہ ہوشمند
اب دیکھیے کہ اس حدیث کے معنے جو وہ بتلاتے ہیں کہ عیسی ابن مریم تمہیں میں سے ایک
شخص ہوگا ظاہر ہے کہ غلط ہیں اسلئے کہ ہر مسلمان جانتا ہے اور صحابہ ہمیشہ قرآن و حدیث میں
سنتے تھے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے اگر ذرا بھی احتمال اس معنے کا ہوتا تو صحابہ پوچھ لیتے کہ
حضرت عیسی ابن مریم تو بنی اسرائیل میں اونکی نسبت منکم کا ارشاد کیسا ہم اطمینان دلاتے ہیں
کہ مرزا صاحب کسی ضعیف بلکہ موضوع روایت سے بھی ثابت نہیں کرسکتے کہ عیسی ابن مریم جو حضرت

نے فرمایا اوس سے مراد وہ شخص ہے جو اس امت سے ہوگا۔

یہان یہہ شبہ ہوتا ہے کہ مسلم شریف مین روایت ہے فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عیسی علیہ السلام جب اترینگے تو امامت کرینگے۔ مگر جب دوسری متعدد حدیثون سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام امامت نکرینگے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو ہمین یقین ہوتا ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہوگا جو ظاہرا سمجھا جاتا ہے۔ البتہ لفظ امہم سے وہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ یہہ لفظ نماز ہی کی امامت کے واسطے موضوع نہین بلکہ پیش روی کے معنی مین بھی مستعمل ہے تو وہ شبہ رفع ہوجاتا ہے لسان العرب مین لکھا ہے والامام بمعنی القدام وفلان یؤم القوم یقدمہم وقال ابو بکر معنی قولہم یؤم القوم ای یتقدمہم اخذ من الامام یقال فلان امام القوم معناہ ہو المتقدم لہم ویکون الامام رئیسا کقولک امام المسلمین اور منتہی الارب مین لکھا ہے وامہم امامۃ وام بہم امام وپیش رو ایشان شد اس صورت مین مطلب حدیث کا یہہ ہوا کہ عیسی علیہ السلام اتر کے اور دجال کے مقابلہ کے واسطے پیش رو ہونگے۔ اور اوس پر قرینہ بھی یہہ ہے کہ فامہم کے ساتھ فاذا راہ عدو اللہ ذاب متصل ہے یعنے جب مسلمانون کے ساتھ مقدمۃ الجیش مین سب سے آگے عیسی علیہ السلام کو دجال اپنے مقابلہ مین دیکھیگا تو گل جائیگا اس سے ظاہر ہے کہ اونکو پیش رو لشکر دیکھیگا ورنہ مسجد مین دیکھنے کا اوسکو کوئی موقع نہین کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسجد کا دروازہ نماز کے وقت بند ہوگا یہان مرزا صاحب یہہ اعتراض ضرور کرینگے کہ فینزل عیسی السلام فامہم سے ظاہرا امامت نماز معلوم ہوتی ہے مگر اوس کا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ بھی ایک احتمال ہے اور جو مذکور ہوا وہ بھی احتمال ہے جس پر قرینہ بھی

نماز کی امامت کا ذکر ترک کر دیا جو بارہا مختلف حدیثون مین بیان فرما دیا ہے اس سے
مقصود اسیقدر تہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اوس لشکر کے آگے رہینگے جنکو دیکہکر دجال مضمحل ہوگا
مرزا صاحب اس حدیث کو اپنے پر چسپان کرنا چاہتے ہین معلوم نہین وہ کیونکر ہوسکیگا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہین اے مسلمانو اوس روز تمہاری کیا حالت ہوگی
جب عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اترینگے اور تمہارا امام تمہی مین سے ہوگا اس قسم کی
بات ایسے موقع مین کہی جائے تو زیبا ہے کہ کوئی بڑی بات کا وقوع ہو مثلاً عیسیٰ علیہ السلام
جیسے اولوالعزم نبی جنکی جگہہ جگہہ قرآن شریف مین تعریف و توصیف ہے آسمان سے
اترین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلائین اور خود امامت بہی نکرین
بلکہ ایک امتی کی اقتدا کرین البتہ یہہ کمال افتخار اور خوشی کی بات ہوگی اور یہہ
اس وجہ سے کہ آدمی کا مقتضائے طبع ہے کہ جب کوئی جلیل القدر شخص اپنے
کسی بزرگ مثلاً باپ یا مرشد کا تابع ہوکر اپنے حلقہ مین شریک ہوتا ہے تو ایسی خوشی
ہوتی ہے کہ جس کا بیان نہین ہوسکتا اسی بنا پر حضرت فرماتے ہین کہہ اوس روز
کیا حالت ہوگی جب تمہارے ساتہہ آن جلالت شان عیسیٰ علیہ السلام شریک
حال ہونگے۔ فی الواقع جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجہ کی محبت ہے
اونکی اوسوقت عجیب حالت ہوگی اسیوجہ سے ارشاد ہے کیف انتم اذا نزل
ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔
اگر اس حدیث کا یہہ مطلب سمجہا جائے کہ اوسوقت تمہاری کیا حالت ہوگی
جب ایک پنجابی تم مین اتریگا اور تمہاری امامت کریگا۔ اسمین تو کوئی خوشی
کی بات نہین ہوتی۔ اسمین شک نہین کہ یہہ بات اس قابل ہے کہ

غریب اور مسکوبیت بر اسمیین نظر اس لحاظ سے کہ وہ ایک مہمان ہوگا جو (اذ انزل) سے سمجھا گیا ہے
حیران طلال کے قابل بھی نہیں۔ بہرحال ایک پنجابی شخص کا کسی نماز مین امامت کرنا کوئی فخر کی
کی بات ہے نہ غمی کی۔ پہر لیبت اتنم سے اوس واقعہ کی عظمت بیان کرنا کسقدر شان بلاغت
و فصاحت سے دور ہے۔ ور باطن یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک حملہ ہے کہ ایسے
خفیف خفیف امور کو حضرت عظیم الشان سمجھتے تھے۔ اور اگر یہہ خیال کیا جائے کہ اوس
شخص مین عیسی علیہ السلام کے کمالات ہونگے جب بھی بقول مرزا صاحب وہ کمال ہی
کیا دار و مدار اونکے معجزون کا مسمریزم تھا جس کو خود مرزا صاحب قابل نفرت سمجھتے ہین
ایسے قابل نفرت شخص کی امامت کوئی وقعت کی بات نہین ہوسکتی اب رہا یہہ کہ حیات
اموات وغیرہ سے ہدایت مراد لی جائے تو وہ بھی کوئی نئی بات نہین علما امتی کانبیا
بنی اسرائیل فرما کر حضرت نے ہر ایک عالم متدین کو انبیاے بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا
جن مین موسی اور عیسی وغیرہ انبیا علیہم السلام داخل ہین۔

(۳۳) امام مہدی جو عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین ہونگے وہ خاندان اہل بیت کرام سے ہونگے جن کا حلیہ بھی بتلا دیا گیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔

(۳۴) اٹہارا سال کی عمر مین امام مہدی رض دمشق مین جاکر خطبہ پڑہینگے جیسا کہ معلوم ہوا

(۳۵) امام مہدی رض قسطنطنیہ فتح کرینگے اور ساتہہ ہی دجال نکلے گا کما مر۔

(۳۶) امیر المومنین رض عیسی علیہ السلام کو امامت کیلئے کہینگے مگر وہ اوس پر راضی نہ ہونگے

(۳۷) عیسی علیہ السلام نماز کے بعد مسجد کا دروازہ کہلوا دینگے اور اوسوقت دجال وہان موجود ہوگا

(۳۸) دجال کے ساتہہ ستر ہزار یہود ہونگے اور سب بہاگینگے کما مر۔

(۳۹) پتھر جہاڑ وغیرہ یہودیون کی نشاندہی کرینگے تاکہ اہل اسلام اونکو قتل کرڈالین کما مر

(۴۰) امام مہدی کی تائید کے لیے حارث کا خراسان کی طرف سے نکلنا جیسا کہ اس
حدیث شریف سے ظاہر ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال له الحارث
حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما مکنت قریش
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصره او قال اجابته رواہ ابو داود یعنی فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماوراء النہر سے ایک شخص نکلیگا جس کا نام حارث حراث ہوگا اوسکے
مقدمۃ الجیش پر ایک شخص منصور نام ہوگا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ایسی مدد دیگا
جیسے قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی تھی ہر مسلمان پر اوسکی مدد واجب ہے
اور ایک روایت میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود جاءت
من قبل خراسان فأتوها فان فیها خلیفة اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوة یعنی
از شرح رسالہ قیامت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مولفہ مولانا کرامت
محدث دہلوی یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم دیکھو سیاہ جھنڈے خراسان
کی طرف سے آرہے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ کیونکہ ان میں امام مہدی
خلیفۃ اللہ ہونگے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ حارث امام مہدی کی مدد کے لیے خراسان کی طرف سے
فوج لیکر نکلیگا اور امام مہدی بھی اوسکے ساتھ ہونگے ان روایتوں میں یہی امور مذکور ہیں

(۱) حارث کا خروج۔

(۲) اوس کا مقام خروج ماوراء النہر ہوگا۔

(۳) اوس کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔

(۴) غرض اوس کی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ہوگی۔

(۵) امام مہدی بھی اوس فوج مین موجود ہونگے۔

(۶) ہر شخص پر واجب ہوگا کہ اون کی مدد کرے۔

امر اول کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ حارث مین ہون چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۳۳ مین لکھتے ہین انگریزی سلطنت مین بھی گانون تعلقداری اور ملکیت قادیان
کا حصہ ... ہوا ہے ... ہین اور حارث کے لفظ سے ...
کافی ہین کہ مرزا صاحب اپنی زمینداری سے یہان یہہ کام لینا چاہتے ہین
کہ اس حدیث کے مصداق یہی ہین اور اوس کی دلیل یہہ پیش کرتے ہین کہ اس حدیث
مین لفظ حارث مذکور ہے اور حارث زمیندار کو کہتے ہین اور مین زمیندار ہون
حارث کے معنی جو زمیندار بتلاتے ہین اوس سے مسلمانون کو دہوکا دینا
مقصود ہے کیونکہ کتب لغت مین مصرح ہے کہ حارث کسان کو کہتے ہین۔ اور اگر
بالفرض وہ کسان بھی قرار دیئے جائین جب بھی اس حدیث کے مصداق نہین ہو سکتے
اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ نہین فرمایا کہ یخرج رجل حارث بلکہ یہہ فرمایا
رجل یقال له الحارث جس سے ظاہر ہے کہ اوس شخص کا نام حارث ہوگا کیونکہ یقال له اسم
کے مقام مین کہا جاتا ہے جیسا کہ یہہ حدیث اس پر شہادت دے رہی ہے قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لا یذہب اللیل والنہار حتی یملک رجل من الموالی یقال له الجہجاہ رواہ الترمذی
غیاث اللغات مین لکھا ہے حارث اسد و شیر درندہ و کھیتی زراعت کنندہ و ...
و نام ابن ہشام کہ از صنادید عرب بود۔ ظاہر ہے کہ یہہ تینون معنے مرزا صاحب پر صادق
نہین۔ اگر حارث زمیندار کو کہنا صحیح ہو تو ہر بادشاہ پر بطریق اولی یہہ لفظ صادق آئیگا
حالانکہ کسی کتاب مین وہ اسکی تصریح نہین بتا سکتے بہرحال لفظ حارث کے مصداق

وہ کیسطرح بن نہین سکتے -

مرزا صاحب نے اس حدیث مین ایک اور تصرف کیا ہے کہ (یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل) کا مطلب یہہ بتایا کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ما وراء النہر سے نکلیگا جیسا کہ ازالہ اوہام صفحہ ۷۹ مین فرماتے ہین کہ اب وہ حدیث جو ابو داود نے اپنی صحیح مین لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کرکے مین اوسکے مصداق کی طرف توجہ دلاتا ہون سو واضح ہو کہ یہہ پیشگوی جو ابوداود کی صحیح مین ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ما وراء النہر سے یعنے سمرقند کی طرف سے نکلیگا اور آل رسول کو تقویت دیگا جس کی امداد و نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی - الہامی طور پر مجھپر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ پیشگوی اور مسیح کی پیشگوی جو مسلمانون کا امام اور مسلمانون مین سے ہوگا دراصل یہہ دونون پیشگوئیان متحد المضمون ہین اور دونون کا مصداق یہی عاجز ہے اب دیکھیے کہ اونکا یہہ قول کہ (ایک شخص حارث نام یعنے حراث ما وراء النہر سے نکلیگا) کس طرح صحیح ہوگا - اگر تفسیر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حارث مفرد ہے اور حراث جمع ہے مفرد کی تفسیر جمع کے ساتھہ صحیح نہین - اور اگر جمع کا لحاظ کیا جائے تو من تبعیضیہ کی ضرورت ہے مگر مضاف الیہ حراث کا جو ماوراء النہر کو بتارہے ہین وہ خود مضاف سے بھی کئی درجہ اوپر ہے مضاف الیہ کے تحت مین کیونکر آسکے - البتہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے کئی درجہ اوپر کے جد بزرگوار ماوراء النہر سے نکلے اور حارث مرزا صاحب بن رہے ہین یہہ توجیہ بن سکتی ہے مگر کلام یہان عبارت حدیث مین ہے کہ آیا نحو کی ترکیب بھی اسکو اجازت دیتی ہے یا نہین سو ادنی درجہ کا طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ وہ درست نہین کیونکہ (یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل) کے معنے (یخرج رجل یقال لہ المحدث ای من حراث ما وراء النہر) سمجھنا کسی نحوی کا کام نہین مرزا صاحب

کی امت تو خوش ہوتی ہوگی کہ مرزا صاحب نے حدیثون کے ساتھہ نحو کو بھی باطل کردیا مگر اہل علم
اس کا صدمہ ہوتا ہے کہ اس دورہ مین علوم کی تباہی ہورہی ہے ۔

اسکی ضرورت اونکو اس وجہ سے ہوی کہ حدیث شریف مین حارث کی مدد کرنے کا
حکم ہے انہون نے دیکھا کہ کسی طرح حارث بن جائین تو ہر طرف سے مال آنے لگ جائیگا
جو لوگ علم سے ناواقف تھے اونکو ترکیب نحوی سے کیا غرض انہون نے مرزا صاحب کے
اعتبار پر ایک حارث بھی کیا مہدی مسیح موعود نبی رسول اور خدا کی اولاد کے برابر بھی
مان لیا اور مرزا صاحب نے فوراً چندون کی فہرست پیش کردی چنانچہ اسی تقریر کے
ضمن مین صفحہ لکھتے ہین ۔ یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک عظیم الشان سلسلہ
اوس حارث کے سپرد کیا جائیگا جس مین قوم کی امداد کی ضرورت ہوگی جیسا کہ ہم
فتح اسلام مین اوس سلسلہ کی پانچون شاخون کا مفصل ذکر کر آئے ہین ۔ اور نیز
اس جگہہ یہی بھی اشارۃً سمجھا گیا ہے کہ وہ حارث بادشاہون یا امیرون مین سے
نہین ہوگا تا اپنے مصارف کا اپنی ذات سے متحمل ہوسکے ۔ اور اس تاکید شدید کرنے
اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اوس حارث کے ظہور کے وقت جو مثیل مسیح ہوگا
دعوی کریگا لوگ امتحان مین پڑجائینگے اور بہتیرے اون مین سے مخالفت پر کھڑے ہو
اور مدد دینے سے رکین گے کہ اوسکی جماعت متفرق ہوجائے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پہلے سے تاکید کرتے ہین کہ اے مومنو تم پر اوس حارث کی مدد واجب ہے ایسا نہو کہ تم
کسی کے بہکانے سے اوس سعادت سے محروم رہ جاؤ ۔ اہل وجدان سلیم سمجھہ سکتے ہین
کہ اس حدیث سے یہہ سب اشارات مرزا صاحب کے مفید مدعا کس صفائی سے نکالے
جاتے ہین ۔ مرزا صاحب کا خیال ایک اعتبار سے درست بھی ہے اسلئے کہ جب تک

ایسی تدابیر کی جائین کوئی روپیہ دینا ہی تو نہین اور ایسا کون آدمی ہے جن کو روپیہ کی عزت نہو خصوصاً زمینداری بلکہ موروثی شاہی خیال والون کو تو بہت سی ضرورتین لاحق رہتی ہین اب اوس حدیث پر اور بھی غور کیجئے۔ ابوداؤد کے نسخون مین یہہ عبارت دالی ارث حراث دو طور پر ہے بعض نسخون مین حارث ابن حراث ہے جس کا مطلب ظاہر ہے کہ حارث کے باپ کا نام حراث ہوگا اور بعض نسخون مین حارث حراث علی مقدمتہ رجل ہے یعنے حارث ایسی حالت مین نکلیگا کہ اوسکے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا اس نسخہ کی شرح مین محدثین لکھتے ہین حراث کقلام اسے امیر و عامل للحارث یعنے حراث کے معنی کارگزار اور کاسب کے ہین چنانچہ لسان العرب مین لکھا ہے و فی الحدیث اصدق الاسماء الحارث لان الحارث الکاسب واحترث المال ای کسبہ والانسان لایخلو من الکسب طبعاً واختیاراً۔

امر دوم یعنے حارث کا مقام خروج ماوراء النہر ہونا جو حدیث شریف مین ہے اوسکی نسبت مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۲۱ مین فرماتے ہین کہ بابر بادشاہ کے وقت مین اجداد اس نیازمند کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھہ کسی سبب سے ہجرت اختیار کر کے دہلی مین پہنچے انہین شاہی خاندان سے ایسا تعلق خاص تھا جس کی وجہ سے وہ اوس گورنمنٹ کی نظر مین معزز تھے چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب مین بہت سے دیہات جاگیر کے انہین ملے اور ایک بڑی زمینداری کے وہ تعلقدار ٹھیرائے گئے "

بابر بادشاہ کے زمانہ کو چار سو برس گذرتے ہین اس عرصہ مین تخمیناً دس پندرہ پشت مرزا صاحب کے گذر گئے ہونگے اور جناب علی جو دہلی تشریف لائے تھے مقصود اوسے سمرقند سے ہجرت کر کے اس غرض سے نکلنا تھا کہ بادشاہ سے کوئی دنیوی نفع حاصل

کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جاگیرات وغیرہ چلین اب مرزا صاحب فرماتے ہین کہ سمرقند سے یعنے ماورالنہر سے کوئی بھی نکلے مگر حارث تو مین ہی ہون کیونکہ الہام سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

مرزا صاحب نے اس موقع مین حسن ظن سے بہت کام لیا ورنہ ملہم سے پوچھ لیتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف فرما دیا ہے کہ حارث ورا النہر سے نکلیگا اور مین تو ورا النہر کہان پنجاب سے بھی باہر نہین نکلا پھر حارث ہونیکا کیونکر دعوی کرون اور اگر اس حدیث کے معنی خلاف واقع بیان کرون تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہوگا جسکے بارے مین سخت وعید وارد ہے کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار متفق علیہ یعنے جو بات حضرت نے نہین کہی وہ حضرت کی طرف منسوب کرنا دوزخ مین ٹہکانا بنا لینا ہے۔ اس سوال کے بعد جب ملہم کوئی تشفی بخش جواب نہ دیتا اور یقیناً نہ دے سکتا تو اوسپر لاحول پڑہکر سمجھ جاتے کہ یہہ شیطانی الہام ہے جو مخالف حدیث ہے۔ بات یہہ ہے کہ مرزا صاحب کو چند دن کی ضرورت ہے اور صبح و شام اوسیکا خیال لگا رہتا ہے اسلئے جس طرح مرزا صاحب نے اپنی ذاتی تحقیق سے قاعدہ قرار دیا ہے شیطان نے موقع پاکر الہام کردیا اور مرزا صاحب کو ضرورت کے لحاظ سے اوسکے رد کرنے کا موقع نہ ملا۔

تیسرا امر یعنے حارث کے مقدمۃ الجیش پر منصور نام سردار ہونا جو حدیث مین مذکور ہے اوسکی نسبت ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ پھر اوسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکے لشکر یعنے اوسکی جماعت کا سردار و سرگروہ

ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جسکو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائیگا کیونکہ اوسکے خادمانہ ارادون کا جو اوسکے دل مین ہونگے آپ ناصر ہوگا اس جگہ اگرچہ اوس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام مین درحقیقت کوئی ظاہری جنگ جدل مراد نہین بلکہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اوس حارث کو دی جائیگی جیسا کہ کشفی حالت مین اس عاجز نے دیکھا ہے"

حدیث شریف مین (علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور) مذکور ہے۔ اور لغت مین مقدمہ فوج کے اس حصہ کو کہتے ہین جو تمام لشکر کے آگے رہتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ حارث معمولی آدمی نہوگا بلکہ لشکر جرار لیکر امام مہدی کی مدد کو نکلیگا اور ایک نامی سردار اوسکے مقدمتہ الجیش پر ہوگا۔ اور دوسری روایت مین جو اسکی تائید مین ہے صراحۃً یہہ بھی مذکور ہے کہ اوس فوج کے نشان سیاہ ہونگے جس کا حال ابھی معلوم ہوا مرزا صاحب سب کی نفی کرکے فرماتے ہین کہ وہ ایک معمولی پنجابی آدمی ہوگا جسکے ساتھہ نہ فوج ہے نہ حشم البتہ اوسکے مریدون مین ایک شخص ہوگا جسکو آسمان پر منصور پکارا جائیگا۔

مرزا صاحب کی تحریر سے ابھی معلوم ہوا کہ اس حدیث سے اشارۃً سمجھا گیا کہ وہ حارث بادشاہ یا امیرون مین سے نہین ہوگا تا ایسے مصارف کا اپنی ذات سے متحمل ہوسکے غالباً اشارہ اسی سے نکالا ہوگا کہ حارث کی نصرت کا حکم ہے۔ انہون نے نصرت کو چندہ مین منحصر کردیا حالانکہ چندہ دینے کا نام نصرت نہین حق تعالیٰ فرماتا ہے و لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ کیا مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر مین بھی یہہ فرماوینگے کہ خدا تعالیٰ نے چندہ دیا تھا

مرزا صاحب لفظ وجب نصرہ سے اشارۃً یہہ نکالتے ہین کہ وہ بادشاہ اور
امیر نہوگا اور جو صراحۃً لشکر درایات وغیرہ مذکور ہے اوس سے انکار ہے۔
تو مرزا کے زمانہ کے مسلمانون کو آفرین کہنا چاہئیے کہ باوجودیکہ انہی
حدیثون پر استدلال کرکے اپنی مہدویت کے ثبوت پر ایک لشکر جرار پیش
کرتا ہوگا۔ مگر جو خالص ایماندار تھے وہ نور ایمان سے اوسکی کارروائیون
پر نظر کرکے اوسکے دام مین نہ آسے برخلاف اسکے ہمارے زمانہ کے مسلمان
دیکھہ رہے ہین کہ ایک علامت بھی پائی نہین جاتی مگر مرزا صاحب کے
تصنیفات و تاویلات پر ایمان لاکر انہی کا کلمہ پڑھہ رہے ہین اور جو لوگ
اونکو مکائد پر اونکے مطلع کرتے ہین انہی کو دشمن سمجھتے ہین۔
یہان یہہ امر بھی غور طلب ہے کہ مرزا صاحب کا لشکر تو روحانی ہے نہ جسمانی
فوج ہے نہ جنگ وجدال پہر چندون کی کیا ضرورت ایسے لطیف لشکر کی نصرت
کثیف چیز سے طلب کرنا اور مال جسکا فتنہ ہونا مسلم ہے اوسکے لئے ہاتھہ
پہیلانا کس قدر نامناسب اور بدنما ہے ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۶ مین خود فرماتے
ہین کہ مسیح دنیا مین اگر مال کو اس قدر تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تہک جائینگے
یہہ نہین کہ مسیح درہم و دینار کو جو مصداق آیت انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ہے
جمع کریگا اور دانستہ ہر ایک کو مال لیکر دیکر فتنہ مین ڈالیگا۔
مرزا صاحب کا حزم و احتیاط بھی قابل دید ہے کہ مال مین دو جہتین ہین
محمود و مذموم جب دینے کی کوئی روایت آجاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
بہت مال دینگے تو مال نہایت مذموم اور فتنہ ہو جاتا ہے کہ اگر دیا جاے تو

لوگ فتنے مین پڑینگے۔ اور دینے کا موقع آتا ہے تو نہایت [illegible] وادراس قابل
ہوتا ہے کہ اوسکے لئے دست سوال دراز کیا جاسکے۔ اور اوسکے دینے
کی حدیثون مین فرماتے ہین کہ اون سے مراد یا غیر [illegible] ہے۔ اور لینے کے
وقت وہی خاص حصہ قرار دیا جاتا ہے جس مین استعارہ اور کنایہ کو دخل نہین
اور [illegible] یعنی حدیث کی غرض آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ہوگی اوسکی
نسبت ازالۃ الاوہام مین لکہتے ہین کہ حارث ایسے وقت مین ظاہر ہوگا کہ جس وقت
مین آل محمد یعنی اتقیا مسلمین [illegible] سادات قوم و شرفا سے ملت مین کسی حامی
اور [illegible] ان کے محتاج ہونگے۔ آل محمد کے لفظ مین ایک فضل اور طیب چیز
کو ذکر کرکے کل افراد جو پاکیزگی اور طہارت مین اوس چیز سے مناسبت رکہتے
ہین اوسکے اندر داخل کئے گئے ہین جیسا کہ عام طریقہ متکلمین ہے کہ بعض اوقات
ایک چیز کو ذکر کرکے کل اوس سے مراد لیتے ہین۔

ابھی معلوم ہوا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد امام مہدی ہین جیسا کہ دوسری
حدیث سے ظاہر ہے مرزا صاحب نے اوس روایت سے اغماض کرکے صرف
آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی حدیث کو لے لیا اور اوس مین یہہ تصرف کیا کہ
اوس سے مراد تمام مسلمان ہین جنکی تائید کے لئے وہ خراسان یعنی سمرقند سے
نکلے ہین اور تائید یہہ کی کہ تمام روے زمین کے مسلمانون کو بلکہ صحابہ سے
لیکر آج تک کے مسلمانون کو مشرک بنادیا جس کا حال مذکور ہوا۔

یہہ بات [illegible] ہے ہین کہ مجازی معنے وہین لئے جاتے ہین جہان حقیقی معنی
نہ بنین۔ اب یہہ دیکہنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے حقیقی معنی چہوڑنے کی کیا

ضرورت ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرماتے کہ فلان سنہ مین
یہہ واقعہ ہوگا پھر اگر وہ سنہ قریب الختم ہوتا تو اوسوقت اُس حدیث کی تصحیح کے لئے
مجازی معنی لے سکتے تھے۔ امام مہدی حارث اور عیسیٰ علیہ السلام اور دجال وغیرہ
کا نکلنا تو قیامت کی علامات کبریٰ سے ہین جنکے متصل قیامت ہوگی۔ اور اسکا
علم کسیکو نہین دیا گیا کہ قیامت کس سنہ مین ہوگی یہانتک کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب ہوگی حق تعالیٰ نے فرمادیا کہ اونسے
صاف کہہ دو کہ اوسکا علم خدا ہی کو ہے جب چاہیگا قایم کردیگا چنانچہ ارشاد ہے
یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو۔ اور
ابھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج
کہا تھا کہ قیامت کب ہوگی یہہ تو سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو معلوم نہین البتہ
دجال کا قتل میرے ذمہ ہے جو وقت پر عمل مین آجائیگا۔ جب قیامت کا علم کسی کو
نہین جس سے یہہ معلوم ہو کہ اس زمانہ مین اگر اون احادیث کے معنے مجازی
نہ لئے جائین تو وقت منقضی ہوجائیگا اور وہ حدیثین نعوذ باللہ جھوٹی ثابت
ہونگی تو پھر کیا ضرورت ہے کہ حقیقی معنی چھوڑکے مجازی معنی لئے جائین۔
اگر مجازی معنی ہر موقع مین لینے کی اجازت شرعاً اور لغۃً ہوجاوے تو ہر
شخص قرآن وحدیث مین خود غرضی سے مجازی معنی لیکر اپنا مطلب نکالیگا اور
جتنے مفتری اور کذاب ہین اپنا اپنا دین علحدہ بنا لینگے جس طرح مرزا صاحب
بنا رہے ہین کہ عیسیٰ مجازی دجال مجازی قتل مجازی مہدی مجازی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مجازی حارث مجازی منصور مجازی جنگ وغیرہ سب مجازی جس کا مطلب نکالا ہے

کہ یہہ کل کارخانہ جو جمایا گیا ہے محض بے اصل و بے حقیقت ہے —

امر پنجم و ششم یعنے امام مہدی کا اوس لشکر مین ہونا اور اونکی مدد کی ضرورت اس مقام مین اونکو صرف حارث بننا منظور تھا ان حدیثون سے اگر اپنی مہدویت ثابت کرتے تو کوئی دوسرا شخص حارث بنکر چند دن کا مستحق ہوتا - چونکہ اس حدیث سے چند دن کی کارروائی کو نا امیدی پہنچتی ہے اسلئے اس حدیث مین بڑا ہی زور لگایا اور چار جز تک اسمین خامہ فرسائی کی مگر یہہ ثابت نہ کرسکے کہ حارث کادیان سے نکلیگا - اگر مرزا صاحب چاہتے تو چند روز مین اپنے خاص خاص مریدون کے ساتھہ ماوراء النہر تک جاکر چلے آتے جس سے ماوراء النہر یا خراسان سے نکلنا صادق آجاتا اور کسیکو یہہ کہنے کی گنجایش نہ ملتی کہ مرزا صاحب ماوراء النہر سے نہین نکلے مگر وہ اون سے نہو سکا اور کیونکر ہو سکتا وہ تو مخبر صادق کا کلام ہے جو سوائے اپنے مصداق کے کسی دوسرے پر صادق آہی نہین سکتا باطن مین فی الحقیقت یہی وجہ تھی مگر ظاہرا افغانستان کا خوف سدراہ ہوا ہوگا - جب یہود سے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے فتمنوا الموت ان کنتم صادقین مگر خدا جانے اون پر کس قسم کا خوف طاری ہو گیا تھا کہ اونکے منہ سے کوئی تمنا کا کلمہ نکل ہی نہ سکا آخر اونکا جھوٹا ہونا خود اونکی طرز عمل سے مسلم ہو گیا -

یہہ چند علامتین عیسی علیہ السلام کے زمانہ کی ہین اگرچہ اور بہت سی علامات احادیث سے ثابت ہین مگر طالبین حق کے لئے یہہ چالیس علامتین بھی کم نہین
اگر در خانہ کس است یک حرف بس است - آپنے دیکھہ لیا کہ ان علامتون کے

ایک بھی مرزا صاحب پر صادق نہین آتی اب وہ اس فکر مین ہوئے کہ کسیطرح ان علامات کو
اپنے پر چسپان کرلین ورنہ عیسویت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے اسلئے اقسام کی تدبیرین
کین - مثلاً ناموں مین تحریف کردی اپنا نام عیسی مہدی حارث وغیرہ رکھہ لیا اور قادیان
کو دمشق - اور پادریون اور ابن صیاد کو دجال اور نصاری کو یاجوج وماجوج قرار دیا
اور کہین معنون مین تحریف کی مثلاً قتل دجال اور کسر صلیب سے مراد رد مذہب اور معمولی
سوال جواب - اور بے حساب مال تقسیم کرنے سے مراد علمی باتین بیان کرنا - اور
کسی حدیث کی نسبت کہدیا کہ وہ حضرت کا خواب تعبیر طلب تہا اوسکے وہ معنی نہین
جو ظاہر مین سمجہے جاتے ہین - اور کبہی عقل سے حدیث کو رد کردیا جیسا کہ لکھا ہے
کیا عیسی مہدی اور ہدایت یافتہ نہین پہر مہدی کی کیا ضرورت - اور جہان
کچہہ نہ بنا تو کہدیا کہ وہ بھی ایک استعارہ ہے جیسا کہ دجال کے شام وعراق کے
درمیان سے نکلنے کے باب مین لکھا ہے اور سردار لشکر کا نام جو حدیث مین
منصور مذکور ہے کہا کہ خدا کے نزدیک اوسکا نام منصور ہوگا - بلکہ کہین تو صاف
کہدیتے ہین کہ وہ حدیث ہی غلط ہے جیسا کہ نواس رض کی حدیث کی نسبت معلوم ہوا
بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف غلطی کی نسبت کردی - اور کہین اغماض
ہی کرگئے مثلاً حدیث شریف مین مذکور ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین کل
اسلام ہی اسلام ہوجائیگا اور درندے اور گزندے کسی کو ضرر نہ پہونچا سکینگے تو
وہان کہہ تو دیا کہ شیر اور بکری کو ایک جگہہ ٹہہائیگا مگر اس مین کچہہ گفت وگو نہ
کی کہ عیسی مین تو اون پیشگوئیون کا وقوع کیون نہوا غرض کہ اقسام کی بدنما
تدبیرین کین کہ کوئی سمجہدار آدمی اوس کو رضامندی کی نگاہ سے دیکھہ

نہین سکتا - افسوس ہے ایک زمانہ وہ تہا جسمین العاقل یکفیہ الاشارہ کے
مصداق بکثرت موجود تھے اور اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اشارہ تو درکنار سخن
سازیان باواز بلند کہتی ہین کہ کُل تصنع ہی تصنع ہے مگر کسی کو جنبش نہین
ہوتی کہ مرزا صاحب کیا کر رہے ہین - معتقدین اتنا تو خیال کر لیتے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف مین غلطی ٹہیری تو اسکی تصدیق کیون
کی جائے کہ ایک نقلی عیسیٰ پنجابی شخص ہونا ضروری ہے آخر وہ بھی کشفی بات ہے
اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال - اور کشف جب تعبیر طلب ہو تو کسی شخص کے
مثیل مسیح ہونے کی کیا ضرورت ممکن ہے کہ اوسکی تعبیر یہہ ہو کہ ایک زمانہ
ایسا آئیگا جس مین امت مرحومہ من جانب اللہ راہ راست پر آجائیگی کیونکہ
عیسیٰ کلمۃ اللہ ہین اور اللہ تعالیٰ کلمہ کن سے سب کچہہ کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے
ولو شئنا لاتینا کل نفس ہدیہا اس تعبیر مین جیسے عیسیٰ کی ضرورت نہین ویسا ہی
مثیل عیسیٰ کی بھی ضرورت نہین - اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۹ مین انہون نے قاعدہ
بیان کیا ہے کہ لکل دجال عیسیٰ تو جس طرح پادریون کی قوم دجال بتائی گئی
اسیطرح اونکی رد کرنے والی قوم عیسیٰ ہوگی اور اگر وہان افراد قوم دجال مین
تو ادہر بھی افراد قوم عیسیٰ ہونگے اسکا کیا ثبوت کہ ادوہر تو دجال قوم ہو
اور ادہر ایک ہی شخص ہو - الحاصل بیسون قرینے شاہد حال ہین کہ نہ انکو
حدیث سے کام ہے نہ قرآن سے مطلب صرف اپنی عیسویت مقصود بالذات
ہے جس سے بوضاحت ثابت ہے کہ جتنے الہام انہون نے اپنی عیسویت
وغیرہ سے متعلق لکھے ہین وہ سب دل سے بنائے ہوئے ہین کیونکہ جب آیات

واحادیث مین تصرفات کرکے ایسے معنے بیان کرتے ہین جنکا احتمال بھی نہین اور اسکی
کچھ پروا نہین کرتے کہ دیکھنے والے کیا کہینگے تو الہام بنا لینا کوئی بڑی بات ہے
اوس پر دوسرا کوئی مطلع ہی نہین ہو سکتا آخر قرآن و حدیث کے خلاف مراد معنی بیان
کرنا بھی تو افترا ہی ہے۔ جس نے حرمت علیکم المیتۃ کے معنے یہہ لئے تھے کہ میتہ کسی
بزرگ کا نام تھا جس کی تعظیم کی گئی تھی اوس کو مردار سے کوئی تعلق نہین کیا یہہ
افترا علی اللہ نہین۔ مرزا صاحب بھی تو اسی قسم کے تصرفات کر رہے ہین پھر اونکے
افترا ہونے مین کیا تامل اور جب یہہ افترا انہون نے جائز رکھا تو الہام بنا لینے مین کون
مانع ہے۔ پھر جو دلائل انہون نے اپنی مسیحیت پر پیش کئے اون مین سے ایک بھی
ایسی نہین جو قابل توجہ ہو جسکا حال اوپر معلوم ہوا۔ اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ عیسی
علیہ السلام کی وفات پر انہون نے اسی وجہ سے زور دیا ہے کہ اونکی حیات مین خدشے
پیدا کرکے خود مسیح موعود بن جائین کیونکہ جب تک اونکی موت ثابت نہو وہ مسیح موعود نہین ہو سکتے
مشاہدہ سے ثابت ہے کہ کیسی ہی یقینی بات ہو جب آدمی اوس مین خدشے ڈالنے
کے درپے ہوتا ہے تو سخن سازیون سے دل پر کچھ نہ کچھ اثر ہو ہی جاتا ہے۔ دیکھئے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مین تیرا سو سال سے آج تک کسی کو
اختلاف نہین شیعہ سنی ہندو عیسائی وغیرہ سب کے نزدیک وہ مسلم ہے اور تمام تاریخی
کتابین اوس پر گواہی دے رہے ہین مگر مرزا حیرت صاحب نے اوس مین خدشے
ڈال ہی دئے چنانچہ جاہلون مین ہر طرف چرچے ہو رہے ہین کہ مرزا حیرت صاحب نے
خوب ہی دلائل قایم کئے آج کل کے مباحثون کا حال بعینہ اس مباحثہ کا سا ہے
کسی مجلس مین ایک مولوی صاحب نے کوئی واقعہ بیان کیا جو ظاہراً غیر مربوط

سا تہا۔ اس پر ایک شاعر صاحب نے ہنسکر یہہ شعر پڑہا۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا　　الا یا ایہا الساقی ادر کا ساً و ناولہا

مولویصاحب نے بگڑ کر کہا کیسا غلط پڑہتے ہو اتنا بھی نہین سمجھتے کہ ایک مصرعہ چہوٹا ایک بڑا ہے اس پر شاعری کا دعوی۔

شاعر۔ حضرت مجہے تو ایسا ہی یاد ہے صحیح آپ ارشاد فرمائین۔

مولویصاحب۔ خیر ہم ہی صحیح بتائے دیتے ہین

چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا　　الا یا ایہا الساقی　ادِرْکا

شاعر۔ ادرکا چہ معنی دارد۔

مولویصاحب۔ عربی پڑہین تو معلوم ہو کہ (ادر) امر کا صیغہ ہے ادرکاف خطاب کا جو اشباع کی وجہ سے۔ ادرکا پڑہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہہ ہے کہ ای ساقی پیالے کے دور کرانے مین کیا لگا ہے اپنے کو پہیر اور ادہر متوجہ کر۔

شاعر۔ دیوان حافظ مین تو اس مصرعہ مین یہہ ہے ادر کا ساً و ناولہا۔

مولویصاحب۔ سبحان اللہ ترجمہ کا بہی اپکو خوب سلیقہ ہے کیا سعدی کے معنی حافظ اور زلیخا کے معنے دیوان ہین جو دیوان حافظ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ شاعر تو یہہ خبر دے رہا ہے کہ سعدی نے زلیخا مین یہہ مصرعہ لکہا ہے اور آپ کہتے ہین کہ دیوان حافظ مین ایسا نہین ہے۔ ہوا کرے۔

شاعر۔ کیا سعدی نے زلیخا بھی لکہی ہے۔

مولویصاحب۔ کیا سعدی کو زلیخا لکہنا منع تہا۔

شاعر۔ اگر لکہی ہے تو وہ زلیخا کہان ہے۔

مولویصاحب - کیا ساری دنیا کی کتابین آپ کے شہر مین موجود ہین یا آپنے سب کا مطالعہ کرلیا ہے اور صرف وہی ایک باقی رہگئی -

شاعر - حضرت آپ یہہ خیال نہین فرماتے کہ یہہ شعر کس موقع مین پڑہا جاتا ہے - جب کوی بے ربط بات کہی جائے تو مضحکہ کے طور پر پڑہتے ہین جس سے یہہ بتلایا جاتا ہے کہ وہ بات ایسی ہے جیسے اس شعر کا مضمون -

مولویصاحب - یہہ آپ کا خیال ہے مضحکہ سے کیا تعلق جب کوی دلچسپ بات سنتے ہین تو بے اختیار ہنسکر اسکی داد دیتے ہین کہ اوہر متوجہ ہوکر پہر فرمانے لگے جناب اتنا تو خیال کیجیے کہ یہہ شعر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے ہزار ہا ذی علم اسکو پڑہتے ہین اور یہہ خبر دیتے ہین کہ یہہ مصرعہ سعدی نے اپنی زلیخا مین لکھا ہے کیا وہ سب جھوٹے ہین کیا اُن مین سے کسی نے بھی سعدی کی زلیخا کو نہ دیکھا ہوگا آپکی عقل پر افسوس ہے -

الغرض شاعر صاحب سے کچھہ نہ بن پڑی اپنا سا منہہ لیکر رہہ گئے اور آخر یہی کہنا پڑا کہ شاید ایسا ہی ہوگا -

کلام اسمین تھا کہ تیراسو برس سے جو بات بلا خلاف ہم تک پہنچی اور جس پر ہر ملک وملت کے لوگ گواہی دیتے رہے ہین اور کسی کو اسمین ذرا بھی شک نہ تھا مرزا حیرت صاحب نے باتین بناکر جاہلون کو جوگئے تو کر دیا اور بعض متزلزل بھی ہوگئے اور تعجب نہین کہ رفتہ رفتہ ایک جماعت بھی قایم ہوجائے -

اسیطرح مرزا صاحب اور اونکے امتی ہمہ تن متوجہ ہوکر اپنی پوری ذکاوتین مسئلہ وفات مسیح مین صرف کررہے ہین جس سے جاہلون کے اعتقاد متزلزل

ہوگئے اور یہہ کوئی نہین سمجھتا کہ مرزا صاحب حسب منہ ہمہ عیسویت اپنے لئے تجویز کر رہے ہین اور اوسکا مدار انہی خدشات پر ہے تو اونکی غرض اوس سے متعلق ہوئی اور خود غرضی کا رروائی عقلاً قابل التفات ہو سکتی ہے یا نہین یہہ جب اونکا مقصود یعنے اونکی عیسویت کسی دلیل سے ثابت نہو سکی تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات مین گفت وگو سے کیا فائدہ اونکو ضرور ہے کہ اپنی عیسویت بدلائل ثابت کر دین اور جب وہ بدلائل ثابت ہوجائے تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت تو اونکی خود بالضرور ثابت ہو جائیگی کیونکہ مسیح موعود تو ایک ہی ہے اور یہہ ممکن نہین کہ اونکی موت ثابت ہونے سے مرزا صاحب کی عیسویت ثابت ہو جائے اسلئے کہ یہہ ضرور نہین کہ عیسیٰ علیہ السلام مرتے ہی مرزا صاحب ہی عیسیٰ بن جائین آخر مرزا صاحب بھی اسکے قائل نہین کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ہوئی اور وہ اونکے جانشین ہوے۔ اور یہہ بات بھی کسی دلیل سے ثابت نہین ہو سکتی کہ ایک عیسیٰ کے مرنے کے بعد دوسرے عیسیٰ کے نکلنے کی اسقدر مدت مقرر ہے الحاصل مرزا صاحب مدعی عیسویت ہین اپنا دعویٰ معہ شرائط ولوازم ثابت کرنا اونکے ذمہ ہے ہمین کوئی ضرورت نہین کہ ہمارے دین مین طے شدہ اجماعی مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو از سر نو ثابت کرین البتہ بحسب قواعد مناظرہ ہمارا کام ہوگا کہ مدعی کے دلائل مین غور کرکے بحسب موقع وضرورت جرح کرین مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور آپ مسیح موعود ہونے مین بڑے بڑے معرکے پیش آئے۔ پہلے یہہ ثابت کرنا انہون نے ضروری سمجھا کہ کوئی شخص زندہ آسمان پر جا ہی نہین سکتا اس مین یہہ دقت پیش آئی

کہ قرآن واحادیث صحیحہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ثابت ہے اگر
قرآن وحدیث کی رعایت کرتے ہین تو اپنی بات بگڑتی ہے اور اگر بات کی رعایت
کرتے ہین تو اُن آیات واحادیث سے ایمان رخصت ہوتا ہے آخر بحکم حبک الشئی
یعمی ویصم طبیعت نے یہی حکم کیا کہ بات بگڑنے نہ پائے چنانچہ معراج جسمانی
کا انکار ہی کر دیا اور اس بات کے قائل ہوگئے کہ حضرت شب معراج مکہ سے
باہر نہین گئے بستر ہی پر بیت المقدس وغیرہ کا کشف ہوگیا۔ اور سبحان الذی
اسری بعبدہ وغیرہ آیات کو تاویل کرکے ٹال دیا۔ اسکے بعد یہہ خیال کیا کہ
شاید کوئی یہہ کہدے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر تو گئے مگر ممکن ہے کہ قیامت کے
قریب زندہ ہو کر آجائین اوسکی پیش بندی یون کی کہ کوئی شخص مرنے کے بعد
اس عالم مین زندہ ہو ہی نہین سکتا اور قرآن شریف مین جو ہزار ہا مردون کا
زندہ ہونا مذکور ہے اوسکا عقل سے ایسا مقابلہ کیا کہ انہی کا کام تہا کسی واقعہ مین
کہا کہ مسمریزم سے صرف حرکت ہوگئی تھی اور کبہی معنی بدل دیئے مثلاً اماتہ اللہ
مائۃ عام مین کہا کہ اوس سے موت مراد نہین بلکہ نیند ہے کہ سو برس تک سوتے رہے
اسکے بعد یہہ سوچا کہ ایسی تدبیر کی جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت مین
بھی زمین پر نہ آنے پائین اسلئے حشر اجساد ہی کا انکار کر دیا اس دلیل سے
کہ مرنے کے بعد قبر مین ایک سوراخ ہوجاتا ہے جس کی راہ سے جنتی آدمی جنت
مین چلا جاتا ہے اور پھر وہان سے نکل ہی نہین سکتا۔ اب صدہا آیات واحادیث
جو حشر اجساد اور قبرون سے مردے نکلنے کے باب مین وارد ہین وہ سب اپنی اپنی
جگہہ رکھی ہین اور سب پر ایمان بھی ہے مگر اونکے معنی سے کوئی تعلق نہین

اور اونکا وہ بھی قول صحیح ہوگیا کہ قرآن کے ایک نقطہ کی کمی و زیادتی نہین ہو سکتی کیونکہ مسلمانون کو تبلانے کیلئے الفاظ پر پورا پورا ایمان ہے جو کچھہ تصرف اور حکومت ہے سو معنی پر ہے۔ الغرض ان مقامات مین اور اسکے سوا جو جو آیات و احادیث اونکو مقصود کے مخالف نظر آئین سب کے معنی مین تحریف کرڈالی اور جن آیات و احادیث کو دیکھا کہ تغیر معنی سے اپنا مطلب نکل سکتا ہے اُن مین نئے معنی پیدا کر کے استدلال مین پیش کر دیا۔

یون تو مرزا صاحب کی طبیعت خود جدت پسند اور موجد مضامین تازہ ہے مگر ظاہر التقدم کی وجہ سے سر سید احمد خان صاحب کو مقتدا ہونے کا فخر حاصل ہے کیونکہ انہون نے ایسے طریقہ تبلا دئے کہ کہنے کو قرآن پر ایمان بھی مسلم رہے اور اپنی مطلب براری مین قرآن خلل انداز بھی نہ ہو مثلاً انہون نے دیکھا کہ جب تک گورنمنٹ کے ہم خیال نہون مقصود حاصل نہین ہو سکتا اسلئے قرآن کو حکمت جدیدہ کے تابع کر دیا اور جتنی آیتون سے آسمانون کا وجود ثابت ہوتا ہے سب مین تاویلین کر کے آسمانون کی جگہہ موہوم دوائر قایم کر دئے اور جنت و دوزخ کے باب مین جتنی آیات وارد ہین سب کو عالم خیال مین پہنچا دیا قرآن مین فرشتون کا ذکر بہت جگہہ ہے اوسکی تصدیق یون کی کہ آدمی وغیرہ مین جو قوتین ہین وہی ملائکہ ہین مگر یہہ ممکن نہین کہ آسمان پر بھی کوی فرشتہ ہو بہر حال خان صاحب اور مرزا صاحب الفاظ قرآن کی جہان تک حد ہے اوس مین مسلمانون کے ساتھہ ہین اور جہان معنی کا موقع آیا علیحدہ ہو جاتے ہین اور اوسوقت سوائے اپنی خواہش کے مسلمان تو کیا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بھی فرماوین تو نہین سنتے تھی وجہ ہے کہ ان دونون صاحبون کے نزدیک احادیث ساقط الاعتبار ہین البتہ وہ حدیثین تو استدلال ہین پیش کرتے ہین جن کو اپنے مفید مدعا سمجھتے ہین۔ مگر یہہ بات یاد رہے کہ ان حضرات نے جو ایمان کا طریقہ نکالا ہے وہ شرعاً ایمان نہین ہوسکتا اسلئے کہ قرآن جو نازل ہوا ہے اوس سے یہہ مقصود نہین کہ فقط الفاظ ھی پر ایمان لایا جائے دیکھہ لیجیے اگر کوئی شخص عمر بھر لا الہ الا اللہ پڑہا کرے اور اوسکے معنی یعنے توحید کا قائل نہو تو وہ شرعاً ہرگز مسلمان نہین سمجھا جاسکتا اگر معنی ہین تقسیم کردی جائے کہ حسب مرضی جو جی چاہے سمجھہ لیا کافی ہے تو اس قسم کی تاویلون مین تعجب نہین کہ کفار کے اعتقاد بھی داخل ہوجائین جو منصور نے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر مین تاویل کرکے مردار خنزیر وغیرہ حلال کردیا تھا حالانکہ اس آیت کو وہ کلام الٰہی کہتا تھا کیا اس قسم کے ایمان سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اوسکو اس آیت پر ایمان تھا۔

اب ہم خیر خواہانہ اہل اسلام سے عرض کرتے ہین کہ ایمان بڑی نعمت عظمی ہے آخرت کی نجات اور راحت ابدی کا مدار اُسی پر ہے اوسکی حفاظت اور احتیاط کی بڑی ضرورت ہے ہرکس و ناکس کو اپنے ایمان پر تصرف دینا نہایت خلاف عقل ہے مولانا روم رح فرماتے ہین۔

اے بسا ابلیس آدم روی ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

معراج کا مسئلہ اسلام مین ایک عظیم الشان ہے جس سے امتیون کو کمال درجہ کا افتخار حاصل ہے کہ سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کو یہہ فضیلت

حاصل نہین ہوی مگر مرزا صاحب خود غرضی سے اوس مین کلام کرتے ہین کہ اگر معراج
جسمانی ثابت ہو جائے تو عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ جانا ثابت ہو جاتا ہے
اگرچہ ظاہر مین وہ اسکی تصریح نہین کرتے مگر قراین و دلائل واضحہ اسکی خبر دے رہے
ہین بہر حال ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۷ مین لکھتے ہین کہ یہہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ
نہین تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اس کثیف بیداری سے یہہ حالت زیادہ
اصفیٰ واجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفون مین مولف خود صاحب تجربہ ہین
مرزا صاحب کے کشف و تجربہ کا کیا کہنا اسی کتاب مین آپ کے کشفون کا
حال بخوبی معلوم ہو گیا ہے اگر ناظرین اونکا تذکر فرمالین تو مرزا صاحب کی اس
تقریر کا لطف دو بالا ہو جائیگا۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دعوی اونکا غالباً
پیشتر کا ہوگا ورنہ انہون نے تو اپنے باب مین قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ خود بدولت
مردود مین ملعون ہین بے دین ہین خائن ہین اور اوس فیصلہ کو خدا تعالیٰ نے
بھی منظور فرمالیا جسکا حال معلوم ہوا اسکے بعد اب وہ کسی عامی مسلمان کی بھی مساوات
کا دعوی نہین کر سکتے چہ جائیکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری۔
اگرچہ مسئلہ معراج نہایت وسیع اور طویل الذیل ہے جسکی گنجایش اس مختصر مین دشوار
ہے مگر ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے لحاظ سے تھوڑی سی بحث اوس مین بھی کی
جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط انصاف اہل ایمان پر منکشف ہو جائیگا کہ اہل سنت
کا مذہب اس مسئلہ مین کیسا قوی ہے۔
اس مین شک نہین کہ کئی امور اس مسئلہ مین ایسے ہین کہ معمولی عقول پر اونکا
تسلیم کرنا شاق ہوتا ہے مثلاً سینۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج

شق کیا جانا اور حکمت و ایمان سے اوسکو بہرنا پہر بسواری براق بیت المقدس
اور وہان سے آسمانون پر جانا اور یہہ سب معاملات ایک ہی شب مین طی ہوجانا
وغیرہ ایسے ہین کہ اونکی نظیر مل نہین سکتی اور خلاف عادت ہونیکی وجہ سے عقل کے خلاف ہین
غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس عالم مین بہت سے بلکہ تقریباً کل کام ایسے ہین کہ اونکا
ادراک عقل سے ممکن نہین مگر عادت کی وجہ سے نہ اونمین غور و تدبر کی نوبت آتی ہے
نہ خلاف عقل معلوم ہوتے ہین اس کا بیان ہم نے کتاب العقل مین بشرح و بسط
لکہا ہے اوسکے ملاحظہ سے منکشف ہو سکتا ہے کہ جو معمولی امور ہین اونکے ہی
ادراک مین حکما کی عقلین حیران ہین اور جن چیزون کو ہم بدیہی سمجہتے ہین اونکی
حقیقتین ایسی نظری ہین کہ اونکا ادراک اب تک نہو سکا۔ پہر جیسے وہ عادت کی
وجہ سے مطابق عقل معلوم ہوتے ہین اسیطرح اگر بالفرض آسمانون پر آنا جانا
بہی عادی ہوتا تو اون مین بہی عقل کو استبعاد کا موقع نہ ملتا۔ یہان بطور مثال
ایک نور ہی کو دیکہہ لیجئے کہ وہ کس قدر ظاہر بلکہ مظہر ہے اور ہمیشہ دیکہنے کی وجہ سے
ہر شخص اوسکو بدیہی سمجہتا ہے مگر اوسکی حقیقت ایسی نظری ہے کہ تمام حکما
اوسکے ادراک مین حیران ہین یہی وجہ ہے کہ کوئی اوسکو جوہر بلکہ جسم کہتا ہے
اور کوئی عرض۔ حالانکہ جوہر و عرض مین جس قدر فرق اور تباین ہے ظاہر ہے
ایسی روشن چیز مین جب یہہ اندہیر ہو تو اور چیزون کا کیا حال ہوگا اگر ایسے
شخص سے جس نے نور کبہی نہ دیکہا ہو یعنے مادر زاد نابینا سے اوسکا حال بیان
کیا جائے تو یہی کہیگا کہ ایسی چیز کا وجود محال ہے اہل حکمت جدید نے نور کو
جوہر بلکہ جسم مان لیا ہے اور کمال تحقیق سے تصریح کرتے ہین کہ وہ ایک سنٹ مین

ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے جیسا کہ ریورنڈ چالیس صاحب نے
اپنی کتاب مین لکھا ہے - اور پیسہ اخبار مورخہ ۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ ہجری مین تحقیق
جدید کو بیان کیا ہے کہ بجلی ایک منٹ مین پانچسو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے
اور ستہ شمسیہ مین جو چالیس صاحب مذکور کی کتاب کا ترجمہ ہے لکھا ہے کہ بعض دم دار
ستارے اتنے بڑے ہین کہ فقط اونکی دم تین کروڑ بیس لاکھ میل کی ہے اور اونکی
رفتار ایک ساعت مین آٹھ لاکھ اسی ہزار میل تک ثابت ہوی ہے - اور محققین
ہیئت قدیمہ نے تصریح کی ہے کہ فلک تاسع کے مقعر کا ہر نقطہ ایک ساعت مین دس کروڑ
اکہتر لاکھ میل حرکت کرتا ہے - اور لکھا ہے کہ آدمی جس عرصہ مین ایک لفظ کا تلفظ
کرے مثلاً (ا) یا (ب) کہے وہ پانچ ہزار ایک سو چھانوے میل طی کرتا ہے اب دیکھئے
کہ کیسے بڑے بڑے اجسام کی حرکت ایک ساعت مین لاکھون بلکہ کروڑون میل
تسلیم کرلی جاتی ہے اس وجہ سے کہ وہ حکما کا قول ہے - اور معراج کی خبر خود خدا تعالےٰ
دیتا ہے اوس مین اقسام کے احتمالات پیدا کرکے تاویلین کی جاتی ہین کہ جسم کثیف
اس مدت قلیل مین اتنی مسافت کیونکر طی کرسکتا ہے اسلیئے برائے نام اوس پر
ایمان لانے کی یہہ تدبیر نکالی گئی کہ وہ ایک کشفی واقعہ ہے - اب اگر کوئی ایماندار
جس کو خدا کی قدرت پر پورا ایمان ہوا اور یقین سمجھتا ہو کہ حق تعالی صرف کن سے
جو چاہتا ہے کرسکتا ہے یہہ اعتقاد رکھے کہ وہ قادر مطلق جو بعض اجسام کثیفہ کو
ایک منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکھ میل چلاتا ہے - اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
جن کا جسم مبارک ہماری جان سے بھی زیادہ تر لطیف تھا اونکو تھوڑے عرصہ مین
آسمانون کی سیر کرالائے تو کونسی بڑی بات ہوگئی کیا ان مسلمانون کے نزدیک

خدا کی اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی اتنی بھی وقعت نہونی چاہیئے جو اہل یورپ کی بات کی آج کل ہو رہی ہے۔ مقتضائے ایمان تو یہہ تھا کہ اگر کوئی ضعیف حدیث بھی اس باب مین وارد ہوتی تو اس خیال سے مان لی جاتی کہ آخر حدیث تو ہے کسی کی بنائی ہوی بات نہین چہ جائیکہ قرآن کی آیتون اور صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے مگر ہر کسی کو یہہ گران بہا دولت ایمانی کہان نصیب ہو سکتی ہے۔ ہزار ہا معجزات دیکھنے پر بھی تو اشقیا اس دولت سے محروم ہی رہے۔ دراصل خود حق تعالی کو منظور نہین کہ یہہ دولت عام اور بے قدر ہو جائے اسوجہ سے خود کتاب ہدایت یعنے قرآن شریف کی خاصیت یضل به کثیرا و یہدی به کثیرا رکھی گئی اور معراج شریف کی نسبت بھی اسی قسم کا ارشاد ہے قوله تعالی وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس یعنے جو تم کو شب معراج ہم نے دکھلایا اوس سے لوگون کی آزمایش مقصود ہے احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ یہہ آیت معراج ہی کے باب مین نازل ہوئی۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ ہر کسی کا کام نہین کہ خدا تعالی کے امتحان مین پورا اترے۔ اس موقع مین تو ایمانداروں کا ایمان ہی سلامت رہجائے تو غنیمت ہے کافرون کے ایمان کی کیا توقع چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ باوجودیکہ حضرت نے بیت المقدس کی پوری پوری نشانیان بتلادین اور کفار اوسکا انکار بھی نہ کرسکے مگر ایمان نصیبنے نہ لایا اور صحابہ جو ہمیشہ معجزات دیکھتے تھے باوجود اوس فیضان معنوی کے وہ بھی متزلزل ہوگئے اور بعض تو نعوذ باللہ مرتد ہی ہوگئے۔ اور اسی واقعہ کی عمدہ طور پر تصدیق کرنے کی بدولت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کہلائے ان مضامین کی تصدیق روایات ذیل سے ہوتی ہے اخرج ابن جریر عن قتادة رح وما جعلنا الرؤیا التی اریناک

الا فتنة للناس یقول اراہ من الایات والعبر فی مسیرہ الی بیت المقدس وذکر لنا ان ناسا ارتدوا بعد اسلامہم حین حدثہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمسیرہ انکروا ذلک وکذبوا بہ وعجبوا منہ وقالوا انحدثنا انک سرت مسیرۃ شہرین فی لیلۃ واحدۃ کذا فی الدر المنثور

یعنے قتادہ کہتے ہین کہ آیۂ شریفہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس سے وہ نشانیان مراد ہین جو بیت المقدس کے جانے مین حضرت کو دکہلائے گئین جب حضرت نے وہ حالات بیان کئے تو بہت سے لوگون نے تکذیب کرکے براہ انکار کہا کہ اب ایسی باتین کرنے لگے کہ ایک رات مین دو مہینے کی راہ طے کی غرض باوجودیکہ وہ لوگ اسلام لا چکے تھے مگر واقعہ معراج سنکر مرتد ہوگئے۔ واخرج احمد وابو یعلی وابن مردویہ وابو نعیم عن ابن عباس رض قال اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت المقدس فی لیلۃ فحدثہم بمسیرہ وبعلامۃ بیت المقدس وبعیرہم فقال ناس لا نصدق محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) بما یقول فارتدوا کفارا فضرب اللہ اعناقہم مع ابی جہل۔ کذا فی الدر المنثور یعنے ابن عباس رض فرماتے ہین کہ جب حضرت بیت المقدس جاکر اوسی شب واپس تشریف لائے اور واقعہ جانے کا اور علامت بیت المقدس کی اور کفار کے قافلہ کا حال بیان فرمایا تو بہت سے لوگون نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ان امور مین نہین کرسکتے چنانچہ وہ مرتد ہوگئے اور آخر ابو جہل کے ساتھہ اونکی گردنین ماری گئین

ان روایات سے ظاہر ہے کہ یہہ واقعہ ظاہرا خلاف عقل ہونیکی وجہ سے وہ لوگ اوسکی تصدیق نکرسکے جس سے اونکا ایمان سلب کرلیا گیا۔ یہان غور کیا جائے کہ کیا خواب مین بیت المقدس کو جانا اسقدر خلاف عقل تہا کہ اوسکے

سننے سے مسلمانون کا ایمان جاتے رہے عقل سلیم اسکو ہرگز قبول نہین کرسکتی یہہ
واقعہ خلاف عقل او سوقت ہوسکتا ہے کہ عالم بیداری مین ہوا ہو اہو جسکی تصدیق
ابوبکر رض نے کرکے مستحق لقب صدیق ہوے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے
واخرج ابو یعلی وابن عساکر عن ام ہانی رضی اللہ عنہا قالت دخل علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی ان قالت قال مطعم کل امرک قبل الیوم کان امما غیر قولک الیوم انا
اشہد انک کاذب نحن نضرب اکباد الابل الی بیت المقدس مصعدا شہرا ومنحدرا
شہرا تزعم انک اتیتہ فی لیلۃ واللات والعزی لا اصدقک فقال ابو بکر یا مطعم بئس
ما قلت لابن اخیک جبہتہ وکذبتہ انا اشہد انہ صادق فقالوا یا محمد صف لنا بیت المقدس
قال دخلتہ لیلا وخرجت منہ لیلا فاتاہ جبرئیل علیہ السلام فصورہ فی جناحہ فجعل
یقول باب منہ کذا فی موضع کذا وباب منہ کذا فی موضع کذا وابو بکر رض یقول صدقت
صدقت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ یا ابا بکر ان اللہ قد سماک الصدیق
الحدیث کذا فی الدر المنثور یعنے ام ہانی رض نے معراج کا واقعہ بیان کرکے کہا کہ جب
یہہ واقعہ حضرت نے کفار سے بیان کیا تو مطعم نے کہا کہ اب تک آپکا معاملہ ٹھیک
تھا سواے اس بات کے جواب کہہ رہے ہو مین گواہی دیتا ہون کہ تم جھوٹے
ہو ہم تو اونٹون کو مار مار کے دو مہینے مین بیت المقدس کو جا کر آتے ہین اور تم
کہتے ہو کہ ایک ہی رات مین جا کر آگئے لات و عزی کی قسم ہے کہ یہہ تو مین ہرگز
نہ مانونگا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے مطعم تو نے بری بات کہی اپنے بھتیجے کو
شرمندہ کیا اور اونکی تکذیب کی مین گواہی دیتا ہون کہ وہ سچے ہین۔ پھر کفار نے
حضرت سے کہا کہ بیت المقدس کا حال تو بیان کیجیے آپ نے فرمایا مین رات کے

وقت اوس مین داخل ہوا تھا اور رات ہی مین اوس سے نکلا یہہ فرماتے رہتے تھے
کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور اپنے بازو مین بیت المقدس کا نقشہ پیش نظر کردیا
جس کو دیکھہ دیکھہ کر آپ علامتین فرماتے کہ فلان دروازہ فلان مقام مین ہے
اور فلان دروازہ فلان مقام مین اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اوسکی تصدیق کرتے
جاتے تھے۔ اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضہ سے فرمایا کہ اے
ابو بکر اللہ نے تمہارا نام صدیق رکھا انتہی۔
اس سے ظاہر ہے کہ معراج جسمانی کی تصدیق کی وجہ سے حق تعالی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو
لقب صدیق عطا فرمایا اگر یہہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار کو بھی اوس مین کلام نہ ہوتا
کیونکہ خواب مین اکثر دور دور کے شہرون کی سیر کیا ہی کرتے ہین۔
الحاصل اسلام مین معراج کا واقعہ گویا محک امتحان ہے جس نے اوسکا انکار کیا اوسکی شقاوت ازلی
کا حال کھل گیا اس سے بڑھکر اور کیا شقاوت ہوگی کہ سب جانتے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیت المقدس کو نہین دیکھا تھا باوجود اُسکے جو جو نشان
پوچھے گئے سب تبلادین اور رستہ کے قافلہ کا حال پوچہا وہ بھی بیان کردیا جس کی
تصدیق بھی ہوگئی پہر بھی تصدیق نکی اور مثل دوسرے معجزات کے اسکو بھی
سحر ہی قرار دیا جیسا کہ ان روایات سے ظاہر ہے واخرج مسلم والنسائی وابن
مردویہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی
فی الحجر وقریش تسالنی عن مسرای فسالونی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا
فکربت کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما سالونی عن شئے الا انباتہم
بہ کذا فی الدر المنثور یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش مجھہ سے

بیت المقدس کے جانے کا حال دریافت کرنے لگے مین حطیم مین تھا بہت سی چیزین
بیت المقدس کی انہون نے ایسی پوچھین جو مجھے بخوبی یاد نتھین اوسوقت مجکو
ایسی فکر ہوی کہ کبھی ہوی نتھی تب حق تعالی نے اوسکو میرے پیش نظر کردیا پھر تو
وہ جو سوال کرتے مین دیکھہ کر فوراً جواب دیدیتا واخرج ابو یعلی وابن عساکر عن ام
ہانی رضہ ثم انتہیت الی عیر بنی فلان فی التنعیم یتقدمہا جمل اورق وہاہی ذہ تطلع علیکم
من الثنیۃ فقال الولید ابن المغیرہ ساحر فانطلقوا فوجدوا کما قال فرموہ بالسحر وقالوا
صدق الولید فانزل اللہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کذا فی الدر المنثور
یعنے سفر بیت المقدس کے واقعہ کے اخیر مین حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ والپسی
وقت تنعیم مین مجھے ایک قافلہ ملا جس کے آگے آگے ایک اونٹ ہے جسکا رنگ
خاکستری ہے اور وہ یہین قریب مین ہے ابھی ثنیہ پر تمہین نظر آئیگا یہہ سنکر
ولید نے کہا کہ یہہ ساحر مین اور لوگ قافلہ کی خبر لانے کو گئے چنانچہ جس طور پر
حضرت نے فرمایا تھا سب باتون کی تصدیق ہوگئی اور سب نے کہا ولید نے
جو حضرت کو ساحر کہا تھا وہ سچ ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی وما جعلنا الرؤیا
التی اریناک الا فتنۃ للناس ــ

اب یہان یہہ امر قابل غور ہے کہ جو لوگ کہتے ہین کہ یہہ واقعہ نیند کی حالت مین
ہوا تھا یا وہ اعلی درجہ کا کشف تھا جس کے مرزا صاحب قائل ہین اونکو کیسے
واقعات کا انکار کرنا پڑتا ہے ــ یہہ بات تو ظاہر ہے کہ خواب کیسا ہی عجیب و
غریب ہو اوسکے بیان کرنے مین کوئی تامل نہین ہوتا اور نہ سننے والا اوسکا
انکار کرتا ہے حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ اس واقعہ کا بیان کرنا بخوف

تکذیب قرین مصلحت نہین سمجھا گیا تھا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے
واخرج الطبرانی وابن مردویہ عن ام ہانی رض قالت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ارید ان
اخرج الی قریش فاخبرہم مارایت فاخذت بثوبہ فقلت انی اذکرک اللہ انک تاتی قوما
یکذبونک وینکرون مقالتک فاخاف ان یسطوبک قالت فضرب ثوبہ من یدی
ثم خرج الیہم واتاہم وہم جلوس فاخبرہم الحدیث کذا فی الدر المنثور والحدیث مذکور فیہ
بطولہ یہہ حدیث بہت طویل ہے یہان مقصود اسی حصہ سے متعلق ہے جو لکہا گیا
ماحصل اسکا یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے سفر
بیت المقدس کا واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھہ مینے رات دیکہا ہے
سب قریش سے بیان کردون مینے حضرت کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ خدا کے لیے
آپ یہہ کیا کرتے ہو وہ لوگ تو پہلے ہی سے آپکی تکذیب اور آپکی باتون کا انکار کرتے ہین
مجھے خوف ہے کہ یہہ واقعہ سنکر کہین حملہ نہ کر بیٹھین حضرت نے جھٹکا مارکر دامن
چھڑا لیا اور اونکے مجمع مین جاکر سب واقعہ بیان فرمایا انتہی ظاہر ہے کہ اگر یہہ
واقعہ خواب کا ہوتا تو اوسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہتی پھر ام ہانی رض کو اوسکے بیان
کرنے پر اسقدر اصرار کیون تھا اور احادیث سے ثابت ہے کہ جب کفار نے یہہ واقعہ
سنا تو بہت کچھہ خوشیان منائین اور یہہ سمجھہ لیا کہ اب حضرت کی کسی بات کو
فروغ نہوگا چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے واخرج ابن ابی شیبہ واحمد والنسائی
والبزار والطبرانی وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل والضیاء فی المختارہ وابن عساکر
بسند صحیح عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان لیلۃ
اسری بی فاصبحت فی مکۃ فظعت وعرفت ان الناس مکذبی فقعدت معتزلا حزینا

فمر بی عدو اللہ ابو جہل فجاء حتی جلس الیہ فقال لہ کالمستھزی ہل کان من شئی قال نعم قال ما ہو قال انی اسری بی اللیلۃ قال الی این قال الی بیت المقدس قال ثم اصبحت بین ظہرانینا قال نعم فلم یر ان یکذبہ مخافۃ ان یجحدہ الحدیث ان دعا قومہ الیہ قال ارأیت ان دعوت قومک اتحدثہم بما حدثتنی قال نعم قال ہیّا معشر بنی کعب بن لوی فانتفضت الیہ المجالس وجاؤا حتی جلسوا الیہما قال حدث قومک بما حدثتنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسری بی اللیلۃ قالوا الی این قال الی بیت المقدس قالوا ایلیا قال نعم قالوا ثم اصبحت بین ظہرانینا قال نعم قال فمن بین مصفق ومن واضع یدہ علی راسہ متعجبا قالوا وتستطیع ان تنعت المسجد وفی القوم من سافر الیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذہبت انعت فما زلت انعت حتی التبس علی بعض النعت فجئی بالمسجد وانا انظر الیہ حتی وضع دون دار عقیل او عقال وانا انظر الیہ فقال القوم اما النعت فواللہ لقد اصاب کذا فی الدر المنثور

یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں بیت المقدس جاکر صبح مکہ میں آگیا ہے مجھے یقین ہوا کہ اس واقعہ میں لوگ میری تکذیب ضرور کرینگے اسی خیال میں میں ایک طرف غمگین بیٹھا تھا کہ دشمن خدا ابو جہل آکر میرے پاس بیٹھ گیا اور بطور استہزا پوچھا کیوں کیا کوئی نئی بات ہے فرمایا ہاں کہا کیا ہے فرمایا آج رات مجھے یہاں سے لے گئے تھے کہا کہاں فرمایا بیت المقدس کہا پھر صبح ہم لوگوں میں موجود ہو گئے فرمایا ہاں جب یہہ سنا تو اس خیال سے کہ کہیں لوگوں کے روبرو انکار نہ کرجائیں تکذیب نہیں کی اور کہا کیا یہہ بات آپ لوگوں کے روبرو بیان کردینگے فرمایا ہاں۔ یہہ سنتے ہی باواز بلند پکارا ای گروہ بنی کعب بن لوی اور فوراً جوق جوق

لوگ وہان ٹوٹ پڑے پھر حضرت سے کہا جو آپنے مجھ سے کہا تھا وہ ان لوگون سے
بھی کہئے فرمایا آج رات مجھے یہان سے لے گئے تھے لوگون نے پوچھا کہان فرمایا
بیت المقدس کہا کیا ایلیا فرمایا ہان کہا پھر صبح آپ ہم لوگون مین موجود ہوگئے فرمایا
ہان یہہ سنتے ہی لوگون کی یہہ کیفیت ہوی کہ کوی تو تالیان بجانے لگا کوی تعجب سے
سر پر ہاتھہ رکھہ لیا۔ پھر انہون نے کہا کیا آپ مسجد کا حال بیان کر سکتے ہین اور
اُن مین وہ لوگ بھی تھے جو بیت المقدس کا سفر کر چکے تھے حضرت فرماتے ہین
کہ مین مسجد کا حال بیان کرنے لگا یہان تک کہ بعض علامتون مین کچھہ اشتباہ سا
ہوگیا ساتھہ ہی مسجد میرے سامنے دار عقیل کے درے رکھی گئی جسکو مین دیکھہ
دیکھہ کر بیان کرنے لگا اون لوگون نے جب پوری علامتین سن لین تعجب سے ساختہ
کہہ اٹھے کہ واللہ سب علامتین برابر بتلائین انتہی۔

یہان چند امور قابل یاد رکھنے کے ہین۔

(۱) یہہ حدیث صحاح اور مسند امام احمد اور مختارہ مین ہے اور بحسب تصریح محدثین
ثابت ہے کہ ان کتابون کی صحت مین کوی کلام نہین۔

(۲) حضرت کا یقین کرنا کہ لوگ اس واقعہ کی تکذیب کرینگے دلیل ہے اس بات کی
کہ یہہ واقعہ خواب کا نہین کیونکہ خواب مین اکثر عجیب و غریب خلاف عقل واقعات
دیکھے جاتے ہین مگر کسیکو یہہ فکر نہین ہوتی کہ لوگ سنکر اسکی تکذیب کرینگے۔

(۳) حضرت بجاے اسکے کہ اس واقعہ معراج شریف سے شادان و فرحان
رہتے بیان کرنے کے پہلے نہایت غمگین رہے اس وجہ سے کہ کفار اس خلاف عقل
واقعہ کی ضرور تکذیب کرینگے یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے جب یہی خیال تھا تو

بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر ضرور بھی تھا تو صرف راسخ الاعتقاد چند
مسلمانون سے بطور راز کہا جاتا بخلاف اسکے ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کفار کے روبرو
بیان کرنے سے بہت روکا اور خود حضرت کو بھی کمال درجہ کی فکر دامنگیر تھی بیان
حزین وغمگین بہت دیر بیٹھے رہے مگر آخر بیان کرنا پڑا ان امور مین غور کرنے سے یہہ
بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت اس واقعہ کے بیان کرنے پر من جانب اللہ مامور اور
مکلف تھے۔ اگرچہ اصل مقصود عجائب قدرت حضرت کو دکہلانا تھا مگر اسکے بعد
اس مسئلہ کی حیثیت ہی کچہہ دوسری ہو گئی اور ایک دینی مسئلہ ٹھیر گیا۔ پہلے حضرت
مامور ہوے کہ کفار اور مسلمانون مین اوسکا اعلان کردین پہر قرآن شریف مین
اوس کا ذکر فرماکر قیامت تک کے آنے والون کو اوسکی اطلاع دی گئی اور منجملہ
اون مسائل کے ٹہیرایا گیا جن پر ایمان لانا ضروری ہے گو خلاف عقل ہون جیسے
مسائل بعث ونشر ومقدورات الہی وغیرہ چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالی سبحان الذی
اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من
آیاتنا الایہ یعنے وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو
راتون رات مسجد حرام یعنے خانہ کعبہ سے مسجد اقصی یعنے بیت المقدس لے گیا
جس کے گرداگرد ہمنے برکتین دین اور اس لے جانے سے مقصود یہہ تھا کہ ہم اونکو
اپنی قدرت کے چند نمونہ معائنہ کرائین انتہی۔
اور اس واقعہ کے بعض اغراض اس طرح بیان کئے قولہ تعالی وما جعلنا الرویا التی
اریناک الا فتنۃ للناس یعنے یہہ جو تم کو دکہایا گیا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس
واسطے تہا کہ لوگون کی آزمایش ہو جائے۔ چنانچہ آزمایش اور فتنہ کا حال بھی

ابھی معلوم ہو گیا کہ بعض مسلمان کافر و مرتد ہو گئے اور کافروں کا کفر و انکار اور بڑھ گیا

(۴) کفار نے جب پوچھا کہ کیا آپ رات بیت المقدس کو جا کر صبح ہم مین موجود ہو گئے تو آپ نے اسکی تصدیق کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم کے ساتھہ حالت بیداری مین تشریف لے گئے تھے ورنہ جواب مین فرماتے کہ یہہ واقعہ تو خواب کا تھا مین جسم کے ساتھہ یہان سے گیا ھی کب تھا جو پوچھا جاتا ہے کہ تم اصبحت مین ظہرانینا یعنے صبح یہان موجود ہو گئے۔

(۵) ایسے موقع مین تالیان بجانا اپنی کامیابی اور خصم کی ذلت کی علامت ہے اور کامیابی اپنی وہ اسی مین سمجھتے تھے کہ جھوٹ ثابت کرین اور ظاہر ہے کہ خلاف عقل خواب سننے سے یہہ جوش طبایع مین ہرگز نہین پیدا ہوتا اوس مین تو ہین مقصود ہو تو زیادہ سے زیادہ یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اضغاث احلام یعنے پریشان خواب ہین جو قابل اعتبار نہین ہو سکتے حالانکہ کسی روایت سے یہہ ثابت نہ کیا جائیگا کہ کسی مخالف نے اس واقعہ کو سنکر پریشان خواب کہا ہو۔

(۶) مقامی علامتین بطور امتحان دریافت کرنا خواب کے واقعہ مین نہین ہوا کرتا اسلئے کہ خواب کے بیان کرنے والے کو یہہ دعوی ھی نہین ہوتا کہ جو دیکھا ہے وہ واقع کے مطابق ہے اسیوجہ سے اوس مین تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے اگر یہہ ذہن نشین کرایا جاتا کہ یہہ واقعہ خواب مین دیکھا گیا ہے تو نہ اونکو علامات پوچھنے کا موقع ملتا نہ حضرت کو جواب دینے کی ضرورت ہوتی اور نہ فکر و کرب طبع غیور کو لاحق ہوتی۔

(۷) امتحان کے وقت نقشہ مسجد کا پیش نظر ہونے سے ظاہر ہے کہ کشف

اس موقع مین ہوا تھا جسکی تصریح فرما دی اگر پورا واقعہ کشفی ہوتا تو اوسیطرح صراحتہً فرما دیتے کہ رات بیت المقدس وغیرہ میرے پیش نظر ہوگئے تھے —

الحاصل حدیث موصوف مین غور کرنے سے یہہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ یہہ واقعہ حالت بیداری مین ہوا ہے —

کفار نے جب حضرت سے یہہ واقعہ سنا تو اونکو یقین ہو گیا کہ یہہ خبر ایسی کھلی جھوٹ ہے کہ جو ہنگا عقل مین نہ آئیگی وجہ سے اوسکی تکذیب کردیگا اسلئے انہون نے پہلے یہہ خیال کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فتنہ مین ڈالین جب نعوذ باللہ وہ حضرت سے پھر جائینگے تو پھر کوئی حضرت کی رفاقت نہ دیگا اسلئے فوراً وہ صدیق اکبر رض کے مکان پر پہونچے اور کہا کہ لیجئے آپکے رفیق اب یہہ دعوی کرتے ہین کہ آج رات بیت المقدس جاکر آگئے کیا اسکی بھی تصدیق کی جائیگی مگر وہان شان صدیقی جلوہ گر تھی ایسے بادہوائی شبہات سے کب جنبش ہو سکتی تھی آپنے فرمایا اسکی بھی تصدیق مین کوئی تامل نہین بشرطیکہ حضرت نے فرمایا ہو جیسا

اس حدیث شریف سے ظاہر ہے واخرج الحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل عن عائشۃ رض قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر رض فقالوا ہل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا فتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل الصبح قال نعم انی لاصدقہ بما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابا بکر الصدیق کذا فی الدر المنثور یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہین کہ جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس جاکر واپس تشریف لائے اوسکی صبح وہ واقعہ لوگون سے بیان فرمایا جس سے بہت لوگ جو حضرت پر ایمان لاکر ہر طرح کی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہوگئے پہر کفار ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کیا اب بھی آپ اپنے رفیق یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کروگے لیجئے وہ تو یہہ کہہ رہے ہین کہ آج رات وہ بیت المقدس جاکر آگئے کہا کیا حضرت نے یہہ فرمایا ہے کہا ہان کہا اگر فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے کہا کیا تم اسکی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات بیت المقدس تک گئے اور صبح سے پہلے واپس آگئے فرمایا ہان مین تو بیت المقدس سے دور کی باتون کی تصدیق کرتا ہون یعنے جو صبح شام آسمان کی خبرین بیان فرماتے ہین اونکو صحیح جانتا ہون۔ عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین اسیوجہ سے اونکا نام صدیق رکھا گیا انتہی۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ کفار کے ذہن نشین یہی کرایا گیا تھا کہ حضرت حالت بیداری مین بیت المقدس جاکر تشریف لائے اور اسکی تصدیق پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملقب بلقب صدیق ہوئے اگر کفار نے سمجھا تہا یا بہتان کیا تھا تو عایشہ رض اوسکی تصریح فرمادیتین کہ یہہ کفار نے بہتان کیا تھا درحقیقت وہ خواب تھا۔

اب اس روایت کی قوت کو دیکھئے کہ باوجودیکہ حاکم رح کا میلان تشیع کیطرف تھا جیساکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح بستان المحدثین مین لکھتے ہین۔ اور اس حدیث سے صدیق اکبر رض کی فضیلت صدیقیت ثابت ہوتی ہے مگر قوت اسناد کے لحاظ سے مستدرک مین اوسکو لکھکر تصریح کردی کہ یہہ حدیث صحیح ہے۔ اور اوس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی معراج جسمانی کے قائل ہین

پھر یہ جب کہا جاتا ہے کہ وہ معراج جسمانی کے قائل نہیں ہیں کیونکر صحیح ہوگا۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمانوں نے مرتد ہونے اور دین اسلام کو چھوڑ دینے کو گوارا کیا مگر معراج جسمانی کو نہ مان سکے جیساکہ دوسری احادیث سے آگے بھی معلوم ہوا واضح رہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا مجازی طور پر ہے حقیقت میں تو وہ کفارانہ ہی تھے اور تعجب نہیں کہ برائے نام مسلمان کہلاتے ہوں کیونکہ مسلمانوں کے ایسے بودے اعتقاد نہیں ہوا کرتے۔

واخرج البزار وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وصححہ عن شداد بن اوس قال قلنا یا رسول اللہ کیف اسری بک فقال قد صلیت لاصحابی العتمۃ فاتانی جبرئیل بدابۃ ... الی ان قال ثم انصرفت بی فمررنا بعیر قریش بمکان کذا وکذا وقد ضلوا بعیرا لہم قد جمعہ فلان فسلمت علیہم فقال بعضہم ہذا صوت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم اتیت اصحابی قبل الصبح بمکۃ فاتانی ابو بکر فقال یا رسول اللہ این کنت اللیلۃ قد التمستک فی مکانک فقلت اعلمت انی اتیت بیت المقدس اللیلۃ فقال یا رسول اللہ انہ مسیرۃ شہر فصفہ لی قال ففتح لی صراط کانی انظر الیہ لا تسألونی عن شیء الا انبأتکم عنہ فقال ابو بکر اشہد انک رسول اللہ وقال المشرکون انظروا الی ابن ابی کبشۃ زعم انہ اتی بیت المقدس اللیلۃ فقال ان من آیۃ ما اقول لکم انی مررت بعیر لکم بمکان کذا وکذا وقد اضلوا بعیرا لہم فجمعہ فلان وان مسیرہم ینزلون بکذا ثم کذا ویاتونکم یوم کذا وکذا یقدمہم جمل آدم علیہ مسح اسود وغرارتان سوداوان فلما کان ذلک الیوم اشرف القوم ینظرون حتی کان قریبا من نصف النہار قدمت العیر یقدمہم ذلک الجمل الذی وصفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہ

الامام السیوطی بطولہ فی الدر المنثور یعنی شداد بن اوس کہتے ہین ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو بیت المقدس کس طرح لے گئے فرمایا مین جب صحابہ کے ساتھ عشا پڑہ چکا تو جبرئیل میرے لئے سواری لائے پھر تمام واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس سے لوٹے تو فلان مقام مین ایک قافلہ پر ہمارا گذر ہوا جو مکہ کو جارہا تھا اون کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جس کو فلان شخص نے گھیر لایا اوس حالت مین مین اون پر سلام کیا بعضون نے کہا یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز ہے غرض کہ صبح سے پہلے مین مکہ کو اپنے صحابہ مین پہونچ گیا پھر ابو بکر رض میرے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ آپ رات کہان تھے مین آپ کو آپ کے مقام پر تلاش کیا مین نے کہا تم جانتے ہو مین رات بیت المقدس گیا تھا انہون نے کہا یارسول اللہ وہ تو ایک مہینے کی راہ ہے اوس کا کچھ حال بیان کیجیے فرمایا وہ دور تو ہے لیکن خدا تعالی نے ایک رستہ میرے لئے ایسا نزدیک کا کھولدیا کہ وہ میرے پیش نظر ہوگیا وہان کی جو بات تم پوچھو مین بتا دون گا۔ ابو بکر رض نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہو اور مشرکون نے کہا دیکھو ابن ابی کبشہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کہ آج رات بیت المقدس کو جاکر آگئے حضرت نے فرمایا مین ایک نشانی اسکی تمھین بتلاتا ہون کہ میرا گذر فلان مقام مین تمھارے قافلہ پر ایسے وقت ہوا کہ اون کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جس کو فلان شخص نے گھیر لایا اور اون کی رفتار ایسی تھی کہ فلان فلان مقام مین اترین گے اوس کے بعد فلان مقام مین اترینگے اور فلان روز وہ یہان پہونچ جائینگے قافلہ کے آگے ایک سفید اونٹ ہے جسکی پیٹ پر دو کالے گون ہین اور اوس پر ایک بورا

سیاہ رنگ سوار ہے جب وہ دن آیا تو لوگ اوس قافلہ کو دیکھنے نکلے چنانچہ دوپہر کے قریب وہ قافلہ آپہونچا اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا وہی اونٹ اوس کے آگے تھا انتہی ۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت نے طے مکان کو اشارۃً بیان فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسالت کی شہادت دیکر اوسکی تصدیق کر لی کیونکہ جب رسالت مان لیجائے تو اوس کے سب لوازم مان لئے جاتے ہین دیکھئے لفظ انصرفت اور ثم اتیت قبل الصبح بمکۃ سے ظاہر ہے کہ اوس رات حضرت مکہ مین تشریف نہین رکہتے تھے اور اوس پر قوی دلیل یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے حضرت کو اوس رات تلاش کیا اور نہ پایا اگر حضرت وہان ہوتے تو فرما دیتے کہ مین تو وہین تھا یا فلان مقام مین تھا بجائے اسکے صدیق اکبرؓ کے اس سوال کے جواب مین کہ آپ رات کہان تھے یہ فرمانا کہ مین بیت المقدس گیا تھا باواز بلند کہہ رہا ہے کہ حضرت مع جسم تشریف لے گئے تھے ۔ پھر ظاہر ہے کہ اوس قافلہ والون پر ایسی جلدی کی حالت مین کہ سرعت سیر برق سے کم نہ تھی سلام کرنا اسی غرض سے تھا کہ خبر معراج سنکر اون کے دل اوسکی صحت پر گواہی دین کیونکہ اپنے کانون سے انہون نے حضرت کی آواز سن لی تھی ۔

اور نیز جب کافرون نے کہا کہ حضرت بیت المقدس کے جانے کا دعوی کرتے ہین تو اون کے جواب مین یہ ارشاد کہ جانے کی نشانی مین تمہین بتلاتا ہون علانیہ ثابت کر رہا ہے کہ اونکے قول کی تسلیم کی گئی کہ بیشک ہم گئے تھے اور اوس کی نشانیان سن لو اگر خواب وغیرہ مین گئے ہوتے تو

فرمادیتے کہ یہ میرا دعوی ہی نہیں۔ اور جس طرح اس حدیث سے ثابت ہے کہ معراج
حالت بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ان احادیث سے بھی ثابت ہے اخرج ابن جریر
وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر عن ابی
سعید الخدری قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عن لیلۃ اسری بہ من مکۃ
الی المسجد الاقصی قال بینا انا نائم بالمسجد اذا اتانی اٰت فایقظنی فاستیقظت کذا
فی الدر المنثور یعنے ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ
میں ہم لوگوں سے واقعہ معراج کا جو بیان فرمایا اوسمیں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا
کہ اوس رات میں مسجد میں سوتا تھا کہ اکایک کوئی شخص آکر مجھے بیدار کیا۔ اسکے
بعد پورا واقعہ اوس حدیث میں مذکور ہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے عن
ابی اسحق وابن جریر وابن المنذر عن الحسن بن الحسین قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم فی الحجر جاءنی جبرئیل فہمزنی برجلہ فجلست فلم ار شیا
فعدت لمضجعی فجاءنی الثانیۃ فہمزنی بقدمہ فجلست فلم ار شیا فعدت لمضجعی فجاءنی
فہمزنی بقدمہ فجلست فاخذ بعضدی فقمت معہ الحدیث ذکرہ فی الدر المنثور یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں سو رہا تھا جو مسجد الحرام میں ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے جگایا مگر کوئی نظر نہ آیا اسلیے پھر سو رہا پھر جگایا پھر بھی
کوئی نظر نہ آیا اور پھر سو رہا تیسرے بار کے جگانے میں میں اٹھ بیٹھا اور انھوں نے
میرا ہاتھ پکڑا اور میں اونکے ساتھ چلا اسکے بعد براق وغیرہ کا قصہ مذکور ہے۔
اب اہل انصاف غور فرماویں کہ حق تعالی فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ
لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

میں بیت المقدس اوس رات میں جاکر آیا اور قرآن وحدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے خواب پر دلالت ہو اور مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام ص ۴۷۵ میں لکھتے ہیں یہ مسلم ہے کہ النصوص یحمل علی ظواہرہا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصریح فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ حالت بیداری میں ہوا اور اوس پر اتنے قرائن موجود ہیں جو مذکور ہوئے پھر کسی ایماندار کو اوسکے ماننے میں کیونکر تامل ہو سکتا ہے اسی وجہ سے صحابہ کو اس مسئلہ میں ذرا بھی شبہ نہ تھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو تفسیر درمنثور میں ہے اخرج عبد الرزاق وسعید بن منصور واحمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس قال ہی رؤیا عین اُریہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس ولیست برؤیا منام یعنے آیہ شریفہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کی تفسیر میں ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رؤیا سے مراد یہاں رویت چشم ہے خواب میں دیکھنا مراد نہیں یعنے شب معراج جو نشانیاں حضرت کو بیت المقدس وغیرہ میں دکھلائی گئی تھیں وہ خواب نہ تھا۔

اب دیکھئے کہ باوجودیکہ رؤیا خواب کے معنی میں کثیر الاستعمال ہے مگر چونکہ ابن عباسؓ کو خواہ تواتر کی وجہ سے یا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا تھا معراج جسمانی کا یقین تھا اس لئے رؤیا کی تفسیر رویت چشم کے ساتھ کی جو لازمہ معراج جسمانی ہے اگر اونکو اس بات میں ذرا بھی تامل ہوتا تو قرآن کی تفسیر اس جزم کے ساتھ ہرگز نہ کرتے اور نہ اوس کو جایز رکھتے کیونکہ تفسیر

بالارادہ کو یہ حضرات کفر سمجھتے تھے ۔

ابن عباسؓ سے انی متوفیک کے معنی ممیتک جو مروی ہین اوسکو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین بار بار ذکر کرتے ہین اور ابن عباسؓ کے فضائل بیان کر کر کے لکھتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے علم قرآن ابن کے حق مین قبول ہوئی جسکا مطلب یہ ہوا کہ ابن عباسؓ جس آیت کی تفسیر کرتے ہین وہ صحیح اور قابل وثوق ہے اسصورت مین ضرور تہا کہ مرزا صاحب ابن عباسؓ کی اس تفسیر پر اعتماد کر کے معراج جسمانی کے قائل ہوتے مگر افسوس ہے کہ اوسکو قابل اعتبار نہ سمجہا اور اوس پر توجہ تک نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اون احادیث فضیلت پر ایمان زبانی تھا ۔

ابن عباسؓ نے روایت مذکورہ مین رویت کو دو قسمون مین منحصر کیا رویت عینی اور رویت منامی اگر رویت کشفی جو مرزا صاحب کہتے ہین کوئی علحدہ چیز ہوتی تو اوسکو بھی بیان کر دیتے اس سے معلوم ہوا کہ رویت کشفی کو انہون نے انہین دو سے کسی ایک مین داخل کر دیا ہے ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اگرچہ منام مین دیکھنے والا یہی سمجہتا ہے کہ مین آنکھ سے دیکھ رہا ہون مگر فی الواقع وہ چشم سر سے نہین دیکھتا یہی حال کشفی رویت کا بھی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف سے قیامت تک کے حالات کو بیان فرمایا ہے حالانکہ اون چیزون کا وجود ہی اوس زمانہ مین نہ تہا پھر کیونکر کہا جائے کہ حضرت نے آنکھون سے اون چیزون کو دیکھا تھا حالانکہ ابصار کی شرط جو تقابل رائی و مرئی ہے فوت ہے اس سے ثابت ہے کہ رویت کشفی رویت عینی نہین ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ نے رویت کشفی کو رویت منامی مین داخل کر کے اوسکی بھی نفی کر دی اور رویت عینی کو ثابت کیا ۔

اور ان کو یہ بھی کہا تھا [illegible] ثم بیّنا [illegible] الی الاولیٰ [illegible] (۱۴۷)

یہ [illegible] کہ مسیح کے [illegible] ثابت ہو گیا کہ طبعی اور فلسفی لوگ اس

خیال پر [illegible] کہ [illegible] نہیں [illegible] تک زمین سے اوپر کی طرف

جانا دشوار ہے [illegible] تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر

پہنچ گئے انتہی۔

میری رائے میں اس فکر کی ضرورت نہیں اگر طبعی او فلسفی لوگ یہ سن لینگے کہ
بہتوں کی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کا آنکھوں سے دیکھ لینا اور انگشت کے
اشارہ سے آسمان پر چاند کے دو ٹکڑے کر دینا وقوع میں آگیا ہے تو ایسی حیرت اور
پریشانی میں پڑ جائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے عروج پر بحث کی نوبت ہی نہ آئیگی
غرض عجائب قدرت کا مشاہدہ معراج اپنے مقام میں بیٹھے ہوئے دیکھنا نہ عقلاً ثابت ہو سکتا
ہے نہ نقلاً اور اگر معجزہ کے طور پر تسلیم بھی کر لیا جائے تو قرآن کے خلاف ہوتا ہے
کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ اس سے تو صراحۃً حضرت کو
لیجانا ثابت ہے پھر اگر لیجانا روحانی اور رویت جسمانی ہو تو اسکا مطلب یہ ہوگا
کہ حضرت کی روح مبارک بیت المقدس بلکہ آسمانوں پر گئی اور جسمانی آنکھیں
بغیر روح کے مکہ میں پڑی دیکھ رہی تھیں اور نیز اس تقدیر پر لفظ اسرا بے معنی
ہو جاتا ہے وہاں توفی کے معنی پورے صادق آجاتے ہیں کیونکہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ
علیہا الموت ویرسل الاخریٰ جس کا مطلب یہ کہ نیند بھی ایک قسم کی وفات ہے
جسمیں روح قبض کیجاتی ہے اور پھر چھوڑ دی جاتی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت

کرنیکی ضرورت ہوگی کہ بغیر روح کے بھی آنکھون کو ادراک ہو سکتا ہے جو اس معراج مین
مقصود بالذات تھا کما قال تعالی لنریہ من آیاتنا ۔
شاید یہان یہہ کہا جایگا کہ آیہ شریفہ وما جعلنا الرویا کی تفسیر مین اختلاف ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ محققین مفسرین و محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس رضہ کا ترجمان القرآن
ہونا مسلمات سے ہے اسلئے بہ نسبت اور تفسیر دینے والون کے انکی تفسیر زیادہ تر قابل قبول ہے اور
مرزا صاحب کی تقریر سابق سے بھی یہی امر ثابت ہے پھر روایت بھی کوئی ضعیف
نہین بلکہ بخاری وغیرہ کتب صحاح مین موجود ہے اور مرزا صاحب بھی بخاری اور مسلم
کی صحت اور قابل استدلال ہونے کے قائل ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۸۸۴ مین لکھتے
ہین کہ اگر مین بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ تھا تو مین اپنی تائید دعوی مین کیون
بار بار انکو پیش کرتا انتہی ۔
غرض کہ ابن عباس رضہ کی تفسیر اور بخاری شریف کی روایت دونون مرزا صاحب
کے مسلمات سے ہین اور انسے معراج جسمانی ثابت ہوگئی وہو المقصود ۔
کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسیقدر اعتراض کیا تھا کہ اگر آپ بیت المقدس
جاکر آئے ہین تو وہان کی نشانیان بتلائیے پھر جب نشانیان بتلادی گئین تو اور
کوئی اعتراض انکو نہ سوجھا سوای اسکے کہ عناد کی راہ سے ساحر کہدیا مگر مرزا صاحب
چونکہ پڑھے ہوئے اور فہم و ذکا مین انسے بھی بڑھے ہوئے ہین اسلئے انھون نے
اس مسئلہ مین ضرورت سے زیادہ موشگافیان کرکے ایسے اعتراضات قائم کئے
کہ ابتک کسی کو سوجھے نتھے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۳۲ مین لکھتے ہین کہ معراج کی حدیثون
مین سخت تعارض ہے کسی حدیث مین ہے کہ چھت کو کھولکر جبرئیل آئے اور سینہ

سینہ کو کھولا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس مین حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا سو
وہ میرے سینہ مین ڈالا گیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے گیا مگر اوسمین یہہ
نہین لکھا کہ وہ طشت طلای جو عین بیداری مین ملا تھا کیا ہوا اور کسکے حوالہ کیا گیا
اور کسی حدیث مین ہے مین بیت اللہ کے پاس خواب اور بیداری کے درمیان مین تھا
اور تین فرشتے آئے اور ایک جانور بھی لایا گیا۔ اور کسی مین براق کا کوی ذکر نہین
اور کسی مین ہے کہ مین حطیم مین تھا یا حجرہ مین لیٹا ہوا تھا۔ اور کسی مین ہے بعثت کے
پہلے یہہ واقعہ ہوا اور بغیر براق کے آسمان پر گئے اور آخر مین آنکھہ کھل گئی۔ اور
ان پانچون واقعون مین لکھا ہے کہ معراج کے وقت پہلے پچاس نمازین مقرر ہوئین
اور بعد تخفیف پانچ منظور کرائین اور ترتیب رویت انبیا مین بڑا اختلاف ہے انتہی ملخصاً
یہہ جتنی باتین مرزا صاحب نے لکھی ہین بے شک بخاری کی احادیث مین موجود ہین
باوجود اسکے کسی مسلمان کا ذہن اوسکے ابطال کی طرف منتقل نہوا اور صحابہ کے زمانہ سے
آج تک باوجود ان روایات متعارضہ کے وجود معراج پر اجماع ہی رہا اسلئے کہ جب
یقینی طور پر کوی چیز ثابت ہوجاتی ہے تو اوسکے عوارض مین اختلاف ہونے سے
اوس یقین پر کوی اثر پڑ نہین سکتا مگر چونکہ مرزا صاحب کو اپنی عیسویت ثابت
کرنے کی غرض سے اوسکے ابطال کی ضرورت ہے اسلئے جن امور مین اغماض ہو رہا تھا
اونکو ظاہر کردیا تاکہ ضعیف الایمان لوگون کو اصل معراج ہی مین شک پڑ جائے
بہت خیر گذری کہ مرزا صاحب احادیث ہی مین تعارض پیدا کرنے کے درپے ہوئے
اگر قرآن کی طرف توجہ کرتے تو اس قسم کے بہت سارے اعتراض اوسمین بھی
پیدا کردیتے ایک موسیٰ علیہ السلام ہی کا قصہ دیکھہ لیجئے کہ حق تعالیٰ کہین فرماتا ہے

کہ موسیٰ کو فرعون اور اوسکے درباریون کی طرف بھیجا کما قال تعالیٰ ثم بعثنا من بعدہم موسیٰ بآیاتنا الی فرعون وملئہ اور کہین فرماتا ہے کہ صرف قوم فرعون کی طرف بھیجا کما قال واذ نادیٰ ربک موسیٰ ان ائت القوم الظالمین قوم فرعون اور کہین فرماتا ہے کہ انہین کی قوم کی ہدایت کو بھیجا کما قال تعالیٰ ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور۔ کہین فرماتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو بھیجا کما قال تعالیٰ فاتیا فرعون وقولا انا رسول رب العالمین۔

اور کہین فرماتا ہے صرف موسیٰ کو بھیجا کما قال واذ نادیٰ ربک موسیٰ ان ائت القوم کہین فرماتا ہے کہ موسیٰ اسنے ساحرون سے ابتداءً فرمایا کہ جو تم کو ڈالنا منظور ہو ڈال دو کما قال تعالیٰ وقال لہم موسیٰ القوا ما انتم ملقون اور کہین فرماتا ہے کہ پہلے ساحرون نے اس بات مین تحریک کی کما قال تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین۔ کہین فرماتا ہے کہ فرعون کی قوم کو ڈبو دیا کما قال تعالیٰ ثم اغرقنا الآخرین اور کہین فرماتا ہے کہ فرعون اور اوسکے لشکر کو پکڑکر دریا مین پہینک دیا کما قال فاخذناہ وجنودہ فنبذناہم فی الیم اور اوسکے نظایر قرآن مین بکثرت مین ہرچند یہہ ظاہر مین اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر کیا کوئی مسلمان یہہ کہہ سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تعارض کی وجہ سے قابل اعتبار نہین نعوذ باللہ من ذلک ممکن نہین کہ اہل ایمان کے دل مین اس تعارض کا ذرا بھی اثر ہو یا اوسکو تعارض سمجھین ادنیٰ تامل سے یہہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ شارع کو واقعات بیان کرنے سے کہانی مقصود نہین ہوتی کہ جب بیان کی جائے پوری بیان کی جائے بلکہ وہان ہر بیان مین ایک مقصود خاص

پیش نظر ہوا کرتا ہے پھر تعدد بیانون سے پورا قصہ بھی معلوم ہو جاتا ہے —
اب معراج کے قصہ مین غور کیجئے کہ جسکو خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان ہو
گیا اوسکو ان امور مین جو اوس مین مذکور ہین کچھہ تامل ہو گا یا جیسے موسیٰ علیہ السلام
کے قصہ مین متفرق امور مربوط و مرتب کئے جاتے ہین یہان ممکن نہین — کیا عجیب
تصدیق ممکن نہین کہ خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت سے چھت کہول کر فرشتون کو
حضرت کے مکان مین اتارا ہو اور پھر چھت کو ملا دیا ہو جس مین ظاہرا ایک مصلحت
یہہ بھی ہے کہ اجسام کا خرق و التیام کا پہلے ہی سے حضرت کو مشاہدہ ہو جاوے
اور شق صدر کے وقت کسی قسم کا تردد نہو اور آسمانون کے خرق و التیام کا استبعاد
بھی جاتا رہے — کیا یہہ محال ہے کہ فرشتون نے حضرت کو گہر سے مسجد مین اس
غرض سے لایا ہو کہ معراج اوس متبرک مقام سے ہو اور تہوڑی دیر آپ آرام فرمانے
کے بعد وقت مقرر پر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا ہو — اور کیا جبرئیل علیہ السلام
کو سونے کا طشت ملنا محال تھا یا یہہ محال سمجھا گیا کہ اتنا بوجہا اٹھا کر وہ یا اون کے
ساتھہ کے فرشتے آسمان پر کیسے چڑھ گئے اور یہہ تو کسی حدیث مین نہین کہ جبرئیل
علیہ السلام نے حضرت کو وہ طشت ہبہ کر دیا تھا پھر مرزا صاحب جو اوس سونے
کے طشت کی تلاش کرتے ہین کہ جو بیداری مین ملا تھا کیا ہوا اور کسکے حوالہ
کیا گیا معلوم نہین کس خیال پر مبنی ہے — جب طشت کا آسمان پر اٹھایا جانا
مرزا صاحب کی سمجھہ سے باہر ہے تو فی الواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانون پر جانا ہرگز اونکی سمجھہ مین نہین آسکتا — سچ تو یہہ
ہے کہ ایسی خلاف عادت اور خلاف عقل باتون پر ایمان لانا ہر کسیکا کام نہین

جب تک فضل الہی شامل حال نہو ممکن نہین کہ آدمی خدا اور رسول کے ارشادات پر

ایمان لا سکے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان ان کنتم صادقین یعنے بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ ادسنے تم کو ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم دعوی اسلام مین سچے ہو۔ اگر آدمی کو ایمان لانا منظور ہو تو قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کو پیش نظر رکھکر اور اپنے قصور فہم کا اعتراف کرکے ایمان لا سکتا ہے جیسے کروڑہا مسلمان باوجود ان تمام مضامین مذکورہ کے جنکو مرزا صاحب اپنی کامیابی کا سامان سمجھے ہین ایمان لاتے رہے۔ اور جب ایمان لانا منظور نہین ہوتا تو مشاہدہ بھی کچھہ فایدہ نہین دیتا چنانچہ کفار نے باوجودیکہ دیکھہ لیا کہ حضرت نے اون سکے تمام شبہات کے جواب دیدیے مگر جب بھی ایمان نہ لاسے۔

تقریر بالا مین اگر غور کیا جائے تو مرزا صاحب کے اکثر شبہات کے جواب ہوگئے مثلاً بعض احادیث معراج مین براق کا نام چھوٹ گیا اور بعضون مین ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر مین پہلے آرام فرمانا۔ اور بعضون مین حطیم کا ذکر اور بعضون مین جبرئیل علیہ السلام کا حضرت کو جگانا ترک ہوگیا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے موسی علیہ السلام کے واقعات کی ہر آیت مین بعض بعض امور فروگذاشت کئے گئے باوجود اسکے تعارض کا احتمال بھی نہین ہوسکتا۔ البتہ بعض روایات مین جو وارد ہے کہ معراج قبل بعثت ہوی وہ خلاف واقع ہے بجاسے قبل ہجرت قبل بعثت کہا گیا ہے جیسے متعدد احادیث سے اور اجماع سے ثابت ہے مگر اوس مین کوی ہرج نہین کیونکہ مرزا صاحب کی بعض

تحقیقات سے مستفاد ہے کہ کبھی موخر خبر مقدم بھی کہی جاتی ہے چنانچہ وہ
تحریر فرماتے ہین کہ انی متوفیک ورافعک مین تقدیم وتاخیر ممکن نہین جس
ترتیب سے حق تعالی نے بیان فرمایا ہے وہی واقعی ہے اور جو لوگ کہتے
ہین کہ پہلے رفع ہوا اور وفات بعد ہوگی وہ اپنے لئے خدا کی استادی کا منصب
تجویز کرتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اسکا مطلب ظاہر ہے کہ جو ترتیب لفظی
واو کے ساتھہ ہوتی ہے مرزا صاحب کے نزدیک وہ واقع کے مطابق ہوتی
ہے یعنے واو بھی ترتیب کے لئے ہے اس قاعدہ کی بنا پر ثابت ہوتا ہے
کہ عیسی علیہ السلام پہلے تھے اور اونکے بعد ایوب یونس ہارون اور سلیمان
علیہم السلام وجود مین آئے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے واوحینا الی ابراہیم و
اسمعیل و اسحق ویعقوب والاسباط وعیسی وایوب ویونس وہرون وسلیمان
جب بحسب تحقیق مرزا صاحب اس آیۂ شریفہ مین اشارۃ النص سے یہہ ثابت
ہوا کہ گویا حق تعالی فرماتا ہے کہ عیسی پہلے تھے اور ایوب وغیرہ بعد حالانکہ
توراۃ وانجیل واحادیث وغیرہ سے عیسی علیہ السلام کی بعدیت یقیناً ثابت ہے
اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ راوی نے اسیطرح معراج کو بعثت پر مقدم بیان کیا
جیسے عیسی السلام ایوب ویونس وہرون علیہم السلام پر مقدم بیان کئے گئے
جس سے نہ کذب لازم آتا ہے نہ خلاف واقع خبر دینے کا الزام ۔ دوسرا جواب
یہہ ہے کہ اسلام مین معراج ایک ایسا مشہور واقعہ ہے کہ ابتدا سے آج تک
ہر کسی کے زبان زد ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جس واقعہ کی کیفیت طولانی
ہو اور اوسکے بیان کرنے والے بکثرت ہون تو بعض امور مین ضرور اختلاف

پیدا ہو جاتا ہے مگر اس اختلاف جزئی سے اصل واقعہ کے ثبوت مین کوئی
فرق نہین آتا بلکہ ہر فریق اوس واقعہ کے وجود پر گواہ سمجھا جائیگا دیکھئے جو
لوگ قائل ہین کہ معراج قبل بعثت ہوا وہ بھی معراج کے ایسے ہی مثبت ہین جیسے
بعد بعثت کے قائلین - ہان یہہ کہا جائیگا کہ کسی نے تاریخ مین غلطی کی ہے جو
اصل واقعہ سے خارج ہے پھر وہ غلطی بھی دوسرے قرائن سے نکل سکتی ہے
جیسا کہ خفاجی رح نے شرح شفای قاضی عیاض رح مین لکھا ہے کہ بہت سی
روایتون اور اتفاق جمہور اور اجماع سے ثابت ہے کہ معراج بعد بعثت اور
قبل ہجرت ہوا ہے اسلئے قبل بعثت کی روایت قابل تاویل ہے -
اصل منشا اس قسم کے اختلافون کا یہہ ہے کہ اوائل اسلام مین ہر امر مین مقصود
بالذات پیش نظر رہا کرتا اور اوسیکا پورا پورا اہتمام ہوا کرتا تھا اور جن امور
کو مقصود مین چندان دخل نہین اونکے یاد رکہنے مین بھی چندان اہتمام نہوتا اسبات
کا ثبوت اس سے ہوسکتا ہے کہ فی زماننا ادنی ادنی شیوخ و مشایخین کی تواریخ
وفات وغیرہ مین کسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ روز تو کیا وقت تک محفوظ رکھا
جاتا ہے بخلاف اوسکے وہان خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف
مین اختلاف پڑا ہوا ہے کسی روایت مین دوسری ربیع الاول کی ہے اور کسی
مین تیرہوین اور کسی مین چودہوین - اسیطرح بعثت کے وقت مین بھی پڑا ہے
اختلاف ہے کسی روایت مین ہے کہ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عمر شریف برابر چالیس سال کی تھی کسی مین ہے کہ ایک روز زیادہ ہوا تھا
اور کسی مین زیادتی دس روز کی اور کسی مین دو مہینے کی کسی مین تین برس کی

اور کسی مین پانچ سال کی لکھی ہے اور سال ہجرت مین بھی بڑا اختلاف ہے بخاری
مین ہے کہ نبوت سے تیرہ برس کے بعد ہجرت ہوی اور مسلم مین پندرہ برس
کے بعد اور مسند امام احمد اور سیر بخاری مین دس برس کے بعد جیسا کہ [illegible]

اور زرقانی مین لکھا ہے —
الحاصل واقعات کی تاریخ اوس زمانہ مین جبکہ ان ضروری امور مین بھی جو ابتدائی تھی
اسی طرح سے صحابہ اور تابعین نے تاریخ معراج کی تحقیق مین کوشش نہ کی اور سمجھے
سمجھا کہ مقصود بالذات معراج ہے خواہ قبل البعثت ہو یا بعد البعثت اوسکا وقوع
بہر تقدیر ہوا۔ مرزا صاحب کے جرحی سوالون کے لحاظ سے ایک معراج ہی کیا نہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی نہ ہجرت وغیرہ سیرۃ حلبیہ مین امام عبد الوہاب
شعرانی رح کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونتیس ۳۴ بار معراج
ہوی ایک حالت بیداری مین جسم کے ساتھ اور باقی روحانی۔ اور تفسیر
روح البیان مین لکھا ہے قال الشیخ الاکبر الاظہر ان معراجہ علیہ السلام اربع
وثلثون مرۃ واحدۃ بجسدہ والباقی بروحہ رویا راٰہا یعنی شیخ محی الدین عربی رح
کا بھی یہی قول ہے کہ معراج چونتیس ۳۴ بار ہوی ایک بار بیداری مین باقی روحانی
اس صورت مین جو معراج قبل بعثت ہوی تھی اور جن معراجون کا خواب مین
ہونا معلوم ہوتا ہے وہ سب روحانی معراجون مین داخل ہین اور اوسپر
یہہ قرینہ بھی ہے کہ قبل بعثت معراج ہونے کی حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲
مین ہے اوس مین یہہ الفاظ موجود ہین انہ جاءہ ثلثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ و
ہو نائم فی المسجد۔ اور راوی کے آخر مین فاستیقظ وہو فی المسجد الحرام

موجود ہے جسکا مطلب یہہ ہوا کہ حضرت مسجد مین آرام فرماتے تھے اسوقت تین فرشتے
خواب مین آئے اور سب واقعہ دیکھنے کے بعد حضرت بیدار ہوگئے اور یہہ واقعہ قبل نزول وحی ہوا انتہی
اس حدیث کے سوا اون پانچون حدیثون مین جنکو مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے اس
صراحت سے کسی مین خواب مذکور نہین البتہ صفحہ ۴۵۵ کی حدیث مین بین النوم
والیقظہ مذکور ہے مگر اوسکے آخر مین فاستیقظ یا اوسکا مرادف کوئی لفظ نہین جس سے
معلوم ہو کہ وہ حالت آخر تک مستمر رہی کیونکہ اوسمین تو صرف ابتدائے حالت کا ذکر
ہے کہ غنودگی تھی اور ظاہر ہے کہ بیدار معمولی حرکت سے چونک پڑتے ہین۔
یہان مرزا صاحب یہہ اعتراض ضرور کرینگے کہ خواب کی حدیث مین بھی وہی
مضمون ہے جو بیداری مین معراج ہونے کی حدیثون مین ہے اور اوس مین بھی
پچاس وقت کی نمازین ابتداءً فرض ہونا اور بعد کمی کے پانچ مقرر ہونا موجود ہے
جس سے یہہ لازم آتا ہے کہ نمازین دو وقت فرض ہوین۔ مگر اوسکا جواب ادنی
تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب قبل بعثت نبوت ملی ہی نتھی تو اوسکے لوازم
اور کسی چیز کا فرض ہونا کیسا۔ وہ خواب تو صرف تمہیداً دکھایا گیا تھا کہ آئندہ
ایسی خصوصیات اور وہ وہ فضائل حاصل ہونے والے ہین جو کسی کو نصیب
نہ ہوئے جسکے دیکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص توقع اور
اشتیاق پیدا ہوگیا۔ اور یہہ تو کتب تاریخ سے بھی واضح ہے کہ سلاطین وغیرہم
جن کو غیر معمولی مدارج حاصل ہونے والے ہوتے ہین اونکو عالم رویا مین اکثر
اطلاع ہو جاتی ہے چنانچہ اس قسم کے خواب رسالہ (عجیب وغریب خواب)
مین بہت سے مذکور ہین اور اس خواب سے بہت بڑا نفع یہہ بھی ہوا کہ جب بیداری

مین حضرت تشریف لے گئے تو کسی مقام اجنبیت اور ناآشنائی نہ ہے جو باعث توحش ہو
پھر خواب فقط معراج ھی کے پہلے نہین بلکہ ہجرت وغیرہ کے پہلے بھی ہوا تھا جیسا کہ اس
حدیث سے ظاہر ہے عن ابی موسی رضہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت فی المنام
انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی الی انہا الیمامۃ او ہجر فاذاہی المدینۃ
یثرب متفق علیہ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے خواب دیکھا تھا
کہ مکہ سے ہجرت کر کے اوس طرف جا رہا ہون جہان نخلستان ہے اوسوقت میرا
خیال یمامہ اور ہجر کی طرف گیا پھر یکایک جو دیکھا تو وہ مدینہ یثرب تھا مقصود
یہ کہ ہجرت کا واقعہ قبل ہجرت معلوم کرایا گیا اور مقام ہجرت بھی دکھلایا گیا
مگر چونکہ حضرت نے پیشتر مدینہ طیبہ کو غالباً دیکھا نہا اور یمامہ وہجر کا نخلستان
مشہور تھا اس سبب سے خیال اون شہرون کی طرف منتقل ہوا مگر ساتھہ ھی
معلوم ہو گیا کہ وہ مدینہ ہے ۔

الحاصل جس طرح ہجرت سے پہلے ہجرت خواب مین ہوی اسیطرح معراج سے پہلے
معراج خواب مین ہوی اب اہل اسلام اس بات پر بھی غور کرلین کہ کیا اس حدیث
ہجرت مین کوی ایسی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی پکڑی جائے
مگر چونکہ مرزا صاحب اسی فکر او رتلاش مین رہتے ہین کہ حضرت کی غلطیان پکڑین
اونکو یہان اتنا موقع مل گیا کہ حضرت نے (ذہب وہلی) فرمایا جس کے معنے
وہم وخلاف واقع مین پڑ گیا تھا جہٹ سے غلطی ثابت ھی کردی چنانچہ
ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۸۹ مین لکھتے ہین وہ حدیث جس کے یہہ الفاظ ہین فذہب وہلی
الی انہ الیمامۃ او ہجر فاذا ھی المدینۃ یثرب صاف صاف ظاہر کر رھی ہے کہ

جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوی کا محل و مصداق
سمجھا تھا وہ غلط نکلا انتہی ـــ
غور کیجئے کہ حضرت نے کب پیشگوی کا دعوی کیا تھا کہ مین مکہ چھوڑکر یمامہ
یا ہجر جاونگا ۔ بلکہ وہ تو بر سبیل حکایت فرمایا کہ خواب مین نخلستان دیکھکر ہجر کا خیال
تو ہوا تہا مگر اوسیوقت وہ مدینہ ثابت ہوا جو فاذا ھی المدینۃ سے ظاہر ہے اس سے
تو کمال درجہ کا صدق ثابت ہو رہا ہے کہ خداتعالی نے اوس خیال کو جو خواب مین
پیدا ہوا تھا خواب ہی مین فوراً بدل دیا تاکہ وہ خواب اگر پیشگوی کے لباس مین سمجھا
جائے تو بھی اوس غلطی کا احتمال باقی نرہے ۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی پکڑنیکی خوشی مین اپنی غلط فہمی پر نظر نہ پڑی اور
مصرعہ عیب نماید ہنرش در نظرش کا مضمون صادق کرتا یا یہہ ضمنی بحث تھی کلام
اوس مین تھا کہ قبل وقوع واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اطلاع ہوجاتی
تھی اوس پر یہہ حدیث بھی دلیل ہے عن عائشہ رض قالت اول مابدی بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم وکان لایری رویا الاجاءت
مثل فلق الصبح رواہ البخاری یعنے عائشہ رض فرماتی ہین کہ ابتداوحی کی رویائے
صالحہ سے ہوی جو کچھہ حضرت خواب مین دیکھتے اوسکا ظہور روشن طور پر ہوتا
جس مین کوی اشتباہ نہ رہتا چنانچہ معراج کے واقعہ مین بھی ایسا ہی ہوا
کہ جو واقعات خواب مین دیکھے تھے بلاکم وکاست بیداری مین بھی ملاحظہ فرمایا
مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ مقامات انبیا مین بڑا ہی اختلاف ہے اسکا جواب
تقریر بالا سے واضح ہے کہ نفس معراج مین ان امور کو کوی دخل نہین بلکہ یہہ

کل روایات بنسبت معراج مین البتہ اس اختلاف کا اثر نفس مقامات پر پڑیگا جس سے یقینی طور پر یہہ ثابت نہوگا کہ کس نبی کا کونسا مقام ہے اور وہ کوئی ضروری بات بھی نہین اسوجہ سے راویون نے اوسکے یاد رکھنے مین اہتمام نہ کیا۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ مقامات انبیا کا مسئلہ منجملہ اسرار اور ایک لا یدرک بہید ہے اسیوجہ سے بعض متکلمین نے اسمین کلام کرنے کو مناسب نہین سمجہا جیسا کہ شہاب خفاجی رح نے شرح شفا مین لکہا ہے۔ امام شعرانی رح نے کتاب الیواقیت والجواہر مین لکہا ہے کہ معراج کے کئی فواید ہین ایک یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جسم کو آن واحد مین دو مکانون مین دیکہہ لیا چنانچہ حضرت جب پہلے آسمان پر گئے آدم علیہ السلام کو دیکہا کہ اونکے داہنے طرف اونکی نیک بخت جنتی اولاد ہے اور بائین طرف بدبخت دوزخی ہین حضرت نے اپنی صورت نیک بخت جماعت مین دیکہکر شکر کیا۔ اور نیز موسی علیہ السلام کو دیکہا کہ اپنی قبر مین نماز پڑہ رہے ہین پہر انہین کو دیکہا کہ آسمان پر بہی موجود ہین اور یہہ نہین فرمایا کہ اونکی روح کو دیکہا انتہی۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اختلاف انبیا علیہم السلام کے مقامات مین وارد ہے وہ راویون کی غلطی نہ تہی بلکہ فی الواقع متعدد مقامات مین دیکہے گئے تہے۔ اور یہہ کوئی مستبعد بات نہین امام سیوطی رح نے ایک مستقل رسالہ جس کا نام المنجلی فی تطور الولی ہے صرف اس مسئلہ مین لکہا ہے کہ اولیاء اللہ کو یہہ قدرت حاصل ہے کہ آن واحد مین متعدد مقامات مین ظاہر ہو سکتے ہین اور حسب تالیف یہہ لکہا ہے کہ شیخ عبد القادر طحطوطی رح ایک شب کسی شخص کے مکان مین رہے اوسنے ایک مجلس مین شیخ کی شب باشی کا ذکر کیا

مجلس سے ایک شخص اٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تو تمام رات میرے گھر مین تھے
اون دونون مین رد و قدح کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ہر ایک نے قسم کھائی
کہ اگر وہ بزرگ میرے گھر مین رات بہر نرہے ہون تو میری زوجہ پر طلاق ہے
جب شیخ سے پوچھا گیا تو انہون نے دونون کی تصدیق کی اور کہا کہ اگر پانچ شخص بہی
مین اونکے ساتھہ مختلف مقامات مین وقت واحد مین رہا جب بھی تصدیق کرلو
امام سیوطی رح کے پاس جب یہہ مسئلہ پیش ہوا تو انہون نے یہہ فتوی دیا کہ
کسیکی زوجہ پر طلاق نہین پڑی اور کئی وقایع اور متقدمین علما کے فتوی استدلال
مین پیش کئے جن سے ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کو یہہ قدرت دی جاتی ہے کہ جب
چاہین وقت واحد مین متعدد مقامات مین ظاہر ہوسکین اور یہہ بھی لکھا ہے
کہ مسند امام احمد اور نسائی وغیرہ مین یہہ روایت ہے کہ جب کفار نے بطور
امتحان مسجد کی نشانیان حضرت سے پوچھین تو مسجد وہان موجود ہوگئی
جسکو دیکھہ دیکھکر حضرت اونکے جواب دیتے گئے کما ذکر واقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فذہبت انعت حتی التبس علی بعض النعت فجئی بالمسجد وانا انظر حتی وضع دون

دار عقیل او عقال - یہہ حدیث پوری اوپر مذکور ہے امام سیوطی اس حدیث کو
نقل کرکے لکھتے ہین کہ یہہ بھی اسی قسم کی بات ہے کیونکہ اصل مسجد اپنی
جگہہ سے ہٹی نہتی اور یہان بھی موجود تھی جسکو حضرت ان الفاظ سے تعبیر
فرماتے ہین فجئی بالمسجد حتی وضع دون دار عقیل - اور تفسیر روح البیان
مین امام شعرانی رح کا قول نقل کیا ہے کہ شیخ محمد خضری رح نے ایک ہی روز
پچاس شہر ون مین جمعہ کا خطبہ پڑہا اور امامت کی روض الریاحین اور کتب طبقات

اولیاء اللہ سے ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر اولیاء اللہ کا اجماع ہے ـ
غور کیا جائے کہ جب اولیاء اللہ کو اس عالم کثیف میں یہہ قدرت حاصل ہو کہ
وقت واحد میں متعدد جگہہ موجود ہو سکتے ہیں اور مسجد دو جگہہ آن واحد میں
موجود ہو گئی تو انبیا علیہم السلام کو اوس عالم لطیف میں وہ قدرت حاصل ہونا
کونسی بڑی بات ہے ـ غرض کہ انبیا علیہم السلام کا مختلف مقامات میں
حضرت سے ملنا گو بظاہر تعارض کی شکل میں نمایاں ہے لیکن واقع میں وہ تعارض
نہیں البتہ متوسط عقول اوسکے سمجھنے میں قاصر ہیں مگر غنیمت یہہ ہے کہ مرزا صاحب
اس قسم کے اسرار کے قائل ہیں چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں کہ
درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہیں جو ایک لایدرک بھید کے طور
پر ہے جسکے تہ تک انسان کی عقل نہیں پہونچ سکتی روحیں بن گئی ہیں جو
کلمات اللہ ہی بحکم ربی لباس ارواح کا پہن لیتے ہیں اور اون میں وہ تمام
طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روحوں میں پائی جاتی
پھر وہ روح کی حالت سے باہر آ کر کلمۃ اللہ ہی بن جاتی ہیں ـ اور ہمارے
ظاہر بین علما اپنے محدود خیالات کی وجہ سے کلمات طیبہ سے مراد بعض
عقاید یا اذکار و اشغال لیتے ہیں انتہی ـ
کلمات کا ارواح بن جانا نہ کہیں قرآن میں ہے نہ حدیث میں باوجود اوسکے
جب وہ لایدرک بھید قابل تصدیق ہے تو ارواح کا متعدد مقامات میں ہونا
جو صراحۃً احادیث سے ثابت ہے لایدرک بھید قابل تصدیق کیوں نہو
اور جب کسی جسم کا متعدد مقامات میں آن واحد میں ہونا احادیث صحیحہ اوس

اجماع اولیاء اللہ سے مستبعد ہو تو ارواح مقدسہ کا متعدد مقامات میں
پایا جانا کیوں مستبعد ہو الحاصل بعض انبیا کی ارواح متعدد آسمانوں میں پایا جانا
جو احادیث میں وارد ہے ایسی بات نہیں ہے کہ اوسکے سمجھہ میں نہ آنیکی
وجہ سے بخاری شریف بے اعتبار کر دی جاسے یا معراج ہی کا انکار کر دیا جائے
اگر قصور فہم کی وجہ سے یہہ طریقہ اختیار کیا جاسے تو قرآن شریف کا ایک
معتد بہ حصہ نعوذ باللہ بیکار اور بے اعتبار ہوسے جاتا ہے۔ ایک تخت بلقیس
ہی کا واقعہ دیکھہ لیا جاسے کہ کسقدر حیرت انگیز ہے ایک بڑا شاندار تخت شاہی
صدہا کوس کے فاصلے سے ایک لمحہ مین صحیح سالم سلیمان علیہ السلام کے پاس
پہونچ جانا کیا معمولی عقلوں مین آسکتا ہے ہرگز نہیں۔ شہاب خفاجی رح نے
شرح شفاسے قاضی عیاض مین لکھا ہے کہ جس قدر مسافت مکہ معظمہ سے
بیت المقدس کی ہے اوس سے زیادہ مسافت کو اوس تخت نے طرفۃ العین
مین طے کیا۔ حق تعالی فرماتا ہے قال الذی عندہ علم الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عندہ قال ہذا من فضل ربی ترجمہ ایک
شخص جسکو کتابی علم تھا بولا کہ آپ کی آنکھہ جھپکنے سے پہلے پہلے مین تخت کو آپکے
حضور مین لا حاضر کرتا ہون انتہی —
کیا ممکن ہے کہ کوئی مسلمان اِس تخت کی غیر معمولی سرعت سیر مین کلام کر سکے پھر
حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت سیر وغیرہ مین کلام کرنا کیسی
بات ہے۔ ایماندار سے تو یہہ ہرگز ممکن نہیں —
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۸۹ مین لکھتے ہین کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے رفع جسمی کے بارے مین یعنے اس بارہ مین کہ وہ جسم کے سمیت شب معراج مین آسمان کی طرف اوٹہائے گئے تھے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔ لیکن صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو تسلیم نہین کرتین اور کہتے ہین کہ رویا صالحہ تھی انتہی

اس تقریر سے دو باتین معلوم ہوین ایک یہہ کہ تقریباً کل صحابہ معراج جسمانی کے قائل تھے دوسری یہہ کہ عائشہ رض اوسکے منکر تہین۔ کتب رجال وغیرہ سے ثابت ہے کہ صحابہ ایک لاکہہ سے زیادہ تھے۔ لفظ تقریباً کے لحاظ سے اگر زیادتی حذف کی جاے تو بھی بقول مرزا صاحب ثابت ہے کہ لاکہہ صحابہ معراج جسمانی کا اعتقاد رکہتے تھے۔ یہہ امر پوشیدہ نہین کہ جس بات پر لاکہہ صحابہ کا اعتقاد ہو اسلام مین وہ کس قدر قابل وقعت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے کہ اونکا اعتقاد صحابہ کے اعتقاد کے موافق ہو جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی متفق علیہ اور یہہ بھی ارشاد ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہو جاے وہ اسلام سے خارج ہے کما فی کنز العمال عن ابی داود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ حم دک جب عموماً جماعت سے مخالفت کرنے والے کا یہہ حال ہو تو لاکہہ صحابہ کی جماعت کے مخالف کرنے والے کا کیا حال ہوا اور آیہ شریفہ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی الایہ سے اسکی وعید ثابت ہے۔

اب رہا یہہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا معراج جسمانی کے منکر ہین سو وہ بالکل غلط ہے

اسلیے کہ ابھی بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج بیت المقدس جاکر تشریف لائے اور وہ واقعہ بیان
فرمایا تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے اور کفار نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جاکر
کہا کہ اسکی بھی تصدیق کر دوگے اور انہون نے تصدیق کی اسی روز سے آپکا
نام صدیق قرار پایا۔
ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر عائشہ رض کے نزدیک یہہ واقعہ
خواب کا ہوتا تو ضرور فرماتین کہ اون بے وقوفون نے جو مرتد ہو گئے اتنا بھی
نہ سمجھا کہ یہہ واقعہ خواب کا ہے جو عادۃً ایسے خلاف عقل خواب ہر شخص کو
ہوا کرتے ہین اور ابوبکر رض کو کفار کا عار دلانا کس قدر بیہودگی اور حماقت تھی
پھر صرف خواب کی تصدیق پر لقب صدیق حق تعالی کی طرف سے اونکو عطا
کیسا بدنما تھا نعوذ باللہ من ذلک۔ عائشہ رض کا اس واقعہ کو بغیر تصریح خواب کے
بیان کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ عالم بیداری مین تھا جسپر یہہ آثار مترتب ہوے
پھر جو اونسے یہہ روایت ہے واخرج ابن اسحق وابن جریر عن عائشۃ رض
قالت مافقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ یعنے
عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ معراج حضرت کی روح کو ہوی اور جسم مبارک
میرے پاس سے غائب نہوا۔ کیونکر صحیح ہوگی۔ اول تو یہہ روایت
صحاح مین نہین پھر اوس مین یہہ اختلاف ہے کہ بعض مافقدت کہتے ہین
اور بعض مافقد جیسا کہ شہاب خفاجی رح نے شرح شفا مین لکھا ہے۔
اور شفاے قاضی عیاض رح مین ہے کہ یہہ حدیث محدثین کے نزدیک

ثابت نہین اسلئے کہ اسکی سند مین محمد ابن اسحق ہین جنکو امام مالک رح نے
ضعیف کہا ہے اور علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکھا ہے کہ
اس حدیث کی سند مین انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے اور ابن دحیہ نے
تنویر مین لکھا ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے کسی نے صحیح حدیث کو رد کرنیکی
غرض سے بنالیا ہے انتہی ـ
قطع نظر اسکے مافقدت کی روایت توکسیطرح صحیح ہو ہی نہین سکتی اسلئے
کہ اوس زمانہ مین عائشہ رض کا نکاح ہی ہوا تھا پھر اونکا یہہ کہنا کہ حضرت
میرے پاس سے مفقود نہوے کیونکر صحیح ہو سکتا اور نہ وہ زمانہ اونکے
سن شعور کا تھا اسلئے کہ معراج کے سال مین اختلاف ہے مواہب اللدنیہ
مین لکھا ہے کہ بعضون کا قول ہے کہ بعثت سے ڈیڑھہ سال بعد ہوا
اور بعض پانچ سال کے بعد اور بعض ہجرت سے ایک سال پیشتر کہتے ہین
اگر اخیر کا قول بھی لیا جائے تو اوسوقت اونکی عمر سات سال کی ہوگی
کیونکہ بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ ہجرت کے وقت اونکی عمر آٹھہ سال کی تھی
اور ظاہر ہے کہ اس عمر مین تحقیق مسائل کی طرف توجہ نہین ہوا کرتی - اور
دوسرے قول پر معراج کا زمانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سال ولادت ہے
اسلئے کہ بروایت بخاری جسکو مواہب مین ذکر کیا ہے ہجرت بعثت سے
تیرہ سال کے بعد ہوی اور جب ہجرت کے وقت اونکی عمر آٹھہ سال کی
تھی تو پانچوان سال جو اس قول پر معراج کا زمانہ ہے اونکی ولادت کا
زمانہ ثابت ہوگا - اور پہلے قول پر تو معراج اونکی ولادت باسعادت سے

تخمیناً تین سال بیشتر ہو چکا تھا اور یہی قول درایۃً و روایۃً قابل وثوق معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ اسلام مین جس قدر نماز کا اہتمام ہے کسی چیز کا نہین اور جمیع روایات سے ثابت ہے کہ نماز شب معراج فرض ہوی اس لحاظ سے عقل گواہی دیتی ہے کہ زمانہ بعثت سے نماز کی فرض ہونے کا زمانہ بہت ہی قریب ہوگا اھ اس قول کی پوری تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو درمنثور مین ہے واخرج الطبرانی عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء ادخلت الجنۃ فوقعت علی شجرۃ من اشجار الجنۃ لم ار فی الجنۃ احسن منہا و لا ابیض ورقا و لا اطیب ثمرۃ فتناولت ثمرۃ من ثمرتہا فاکلتہا فصارت نطفۃ فی صلبی فلما ہبطت الی الارض واقعت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ رضی اللہ عنہا فاذا انا اشتقت الی ریح الجنۃ شممت ریح فاطمۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مین شب معراج آسمان پر گیا تو مجھے جنت مین لے گئے وہان ایک جھاڑ دیکھا جس کے پتے نہایت سفید اور پھل نہایت پاکیزہ تھے اوس سے بہتر کوی جھاڑ نظر نہ آیا مین اوسکا ایک پھل لیکر کھایا جس سے نطفہ میری پشت مین بنا جب مین زمین پر آیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق ہوا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل قرار پایا اب جب کبھی مجھے جنت کی بو سونگنے کا شوق ہوتا ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بو سونگ لیتا ہون انتہی۔ دیکھئے معراج کا بعثت سے دوسرے سال ہونا اس روایت سے بوضاحت معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ مواہب اللدنیہ مین علامہ قسطلانی رح نے لکھا ہے کہ فاطمۃ الزہرا علیہا و علی ابیہا الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے

وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس ۴۱ سال کی تھی چونکہ عرب کی
عادت ہے کہ سال پر جو مہینے زیادہ ہوتے ہین اکثر حذف کر دیتے ہین اس
اعتبار سے جایز ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال کے آخر مین آپکی ولادت ہوئی ہو
اور معراج اوسی سال کے نصف اول مین ہوئی ہو جس سے مدت حمل دونون کے بابین
پوری ہو جاتی ہے۔ الحاصل اس روایت کے لحاظ سے تاریخ معراج کے تین قولون
بھی قول مناسب تر ثابت ہوتا ہے ورنہ دوسرے اقوال پر یہہ روایت بے تفرقہ
خلاف واقع ٹھہرتی ہے۔ اب دیکھئے کہ تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی یہہ
حدیث روایات فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر صحیح ثابت کر دیتے
اور لطف خاص یہہ ہے کہ روایت تناول میوہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے
مروی ہے اور نیز یہہ بات اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا
معراج جسمانی کے قائل نہین اسلئے کہ عقلاً اور عادۃً محال ہے کہ کوئی چیز خواب مین
کہائی جائے اور اس سے نطفہ بنے۔ اگر کہا جائے کہ خدا تعالی کی قدرت
مین وہ محال نہین ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نے مانا کہ اس حدیث مین
دو احتمال مین ایک یہہ کہ حضرت نے بیداری مین جنت کا پھل تناول فرمایا
جو نطفہ بن گیا دوسرا خواب مین اوسکا تناول فرمانا مگر احتمال اول صرف
احتمال ہی نہین بلکہ الفاظ و عبارت اوسی پر دال ہین اور قرینہ بھی اوسکا
شاہد ہے اور دوسرا احتمال نہ الفاظ سے پیدا ہوتا ہے نہ کوئی اوسپر لفظی
قرینہ ہے بلکہ صرف اس خیال سے پیدا کیا جاتا ہے کہ معراج جسمانی عادۃً جائز
نہین حالانکہ عقلاً اوسکا جواز اور قرآن و احادیث و اجماع صحابہ سے اوسکا وقوع

ثابت ہے اس صورت میں وہ معنی جو عبارت النص اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں چھوڑکر
ایک ضعیف مردود احتمال پیدا کرنا کیونکر جائز ہوگا - اب رہا یہہ کہ قدرت الٰہی سے
خواب میں کہا یا پہیل نطفہ بن جانا سو ہمین بھی اس قدرت مین کلام نہین مگر جیسی
یہہ قدرت ہے ویسا ہی بیداری مین جسمانی معراج کرانا بھی قدرت الٰہی مین
داخل ہے پہر ایک قدرت کو ماننا اور دوسری کو نہ ماننا قرآن و احادیث و اجماع
صحابہ وغیرہم کا انکار کرنا کس قسم کی بات ہے الحاصل عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس
روایت مرفوع سے بھی ما فقدت جسدہ والی حدیث موقوف غیر صحیح ثابت ہوئی کیونکہ
اب غور کیا جاے کہ جب عائشہ رض خود یہہ حدیثین روایت کر رہی ہین کہ حضرت
رات بہر مین بیت المقدس جا کر تشریف لاے جسکو سنکر بہت سے مسلمان مرتد
ہوگئے اور صدیقیت کا لقب اوسکی تصدیق سے ابوبکر رض کو ملا اور اپنی ولادت
سے پیشتر جسمانی معراج ہوی تو کیونکر خیال کیا جاے کہ باوجود اسکے انہون نے
یہہ بھی کہا ہوگا کہ شب معراج حضرت کا جسم مبارک اپنے پاس سے غائب نہوا یا
روحانی معراج تھی غرض ان متعدد قرائن سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ حسب تصریح
علامہ قسطلانی رح حدیث ما فقدت جسمہ صلی اللہ علیہ وسلم موضوع ہے -
اصل منشا اس حدیث کے بنانے کا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسروق رح نے عائشہ رض
سے پوچہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا انہون نے کہا کہ تمہارے
اس سوال سے میرے جسم پر رونگٹے کہڑے ہوگئے اگر یہہ بات کوئی تمسے کہے تو
سمجہو کہ وہ جہوٹا ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار اسپر کسی نے
خیال کیا ہوگا کہ وہ معراج جسمانی کے قائل نہین کیونکہ یہہ بات مشہور تھی کہ رویت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج ہوئی ہے اس قرینہ سے اونکو یہہ حدیث بنانے کا موقع ہاتھہ آگیا جس سے اونکا مقصود یہہ تھا کہ احادیث مین تعارض پیدا کردین ان لوگون نے یہہ نہ سمجھا کہ رویت قلبی معراج جسمانی کے منافی نہین جیساکہ شفاے قاضی عیاض مین لکھا ہے کہ بعض اصحاب اشارات کا قول ہے کہ معراج تو جسمانی تھا مگر اس لحاظ سے کہ کہین محسوسات اور عجائب کی طرف دل مائل نہو حضرت نے آنکھین بند کرلی تہین اور اوسی حالت مین دیدار الٰہی ہوا۔

بحث معراج مین غور کرنے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوسمین کئی امور مقصود بالذات تھے ایک اظہار معجزہ جس سے کفار کو الزام دینا مقصود تھا چنانچہ اوسکا ظہور یون ہوا کہ سب جانتے تھے کہ حضرت بیت المقدس کبھی گئے نتھے مگر جو نشانیان اوسکے وہ پوچھنے گئے حضرت نے پوری پوری بتلادین جس سے وہ قائل ہوگئے۔

دوسرا مسلمانون کا امتحان کما قال تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس چنانچہ اس واقعہ سے بہت سے لوگ مرتد ہوگئے۔

تیسرا قدرت کی نشانیان دکھلانا جیساکہ ارشاد ہے لنریہ من ایاتنا وقولہ تعالیٰ لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ۔ چوتہا تقرب اور دنو سے بلا کیف سے ایک خاص غیر معمولی طور پر حضرت کو مشرف کرنا جیساکہ ارشاد ہے ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اس واقعہ مین معجزہ کی حیثیت صرف بیت المقدس تک جاکر آنے مین ختم ہوجاتی ہے کیونکہ آسمانون کے وقائع بیان کرنے سے کفار پر کوئی الزام قائم نہین ہوتا اسیوجہ سے جن احادیث مین ذکر ہے کہ کفار کے روبرو حضرت نے

اسرا کا حال بیان کیا اون مین صرف بیت المقدس اور اوسکے رستہ ہی کے
وقایع مذکور ہین - اور قرآن شریف مین بھی صراحۃً اوسیکا ذکر ہے اگر کفار سے
کہا جاتا کہ آسمانون پر گئے اور انبیا سے ملاقات کی اور جنت و دوزخ وغیرہ
دیکھے تو کوئی حجت قایم نہوتی جیسے بیت المقدس کے نشانیان دیکھی ہوئی
بیان کرنے مین حجت قایم ہوگئی اور اونکو نادم ہونا پڑا - بیت المقدس سے
آسمانون پر جانا گو اعلی درجہ کا معجزہ ہے لیکن اوس مین تحدی اور کسی کو
الزام دینا مقصود نہین بلکہ وہ منجملہ اون فضائل وخصوصیات کے ہے
جو حق تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص کی ہین
درحقیقت وہ ایک راز کی بات تھی جس کے سننے کے مستحق وہی ہواخواہ
تھے جو اپنے دلی نعمت کی ترقی مدارج اور فضائل سنکر خوش ہوا کرتے تھے
پھر وہا کی باتین سب ایسی نہتین کہ ہر شخص کی عقل اونکو قبول کرسکے اور
حضرت ہر شخص کی طبیعت اور حالت سے خوب واقف اور حکیم تھے
اسلئے بمقتضائے حکمت ہر ایک کو علی قدر مراتب عقول اون اسرار پر مطلع
فرمایا اسیوجہ سے رویت کے مسئلہ مین بہت اختلاف ہے بعضے رویت عینی
کے قائل ہین اور بہت سے رویت قلبی کے قاضی عیاض رح نے شفا مین
ترمذی سے نقل کیا ہے وروے عبد اللہ بن الحارث قال اجتمع عباس رض
وکعب فقال ابن عباس اما نحن بنو ہاشم فنقول ان محمد ارای ربہ فکبر کعب حتی
جاوبتہ الجبال وقال ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وموسی
دراٰہ محمد بقلبہ انتہی —

وقال ابن عباس فیما روی الحاکم والنسائی والطبرانی ان اللہ اختص موسیٰ
بالکلام وابراہیم بالخلة ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم بالرویة وعن ابن عباس انہ راہ بعینہ
ہذا کلہ فی الشفاء وشرحہ للخفاجی رح ماحصل اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس رض فرماتے
کہ لوگ کچھہ بھی کہین ہم بنی ہاشم تو یہی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے رب کو اپنی آنکھون سے دیکھا اور یہہ حضرت کی خصوصیت تھی جو
کسی نبی کو حاصل نہوی۔ اب دیکھئے بنی ہاشم خصوصاً ابن عباس رض کا
یہہ کہنا کہ حضرت نے اپنے رب کو اپنی آنکھون سے دیکھا بظاہر لاتدرکہ
الابصار کے معارض ہے پھر کیا یہہ ممکن ہے کہ وہ حضرت کی قرابت یا محبت
کی وجہ سے اوس نص قطعی کے مخالف یہہ راے قایم کئے ہونگے ہرگز نہین جو
ان حضرات نے ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہوگا اگر یہہ
حسن ظن نہ کیا جاے تو بہت بڑا الزام تفسیر بالراے کا اونکے ذمہ عاید ہوگا
اور اس حسن ظن پر یہہ قرینہ بھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو دیکھا کہ علاوہ کامل الایمان ہونے کے بمقتضاے قرابت اور فرط محبت
خصوصیات وفضائل کاملہ اپنے سنکر سب سے زیادہ خوش ہونے والے
یہی لوگ ہین اسلئے اونکو اس قابل سمجھا کہ اس راز پر مطلع کئے جائین اور
حق تعالی نے بھی اپنے کلام پاک مین بطور راز حضرت کی تصدیق فرمادی
تاکہ اون رازدارون کا ایمان اور مستحکم ہوجاے کما قال تعالی والنجم اذا ہوی
ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی
ذو مرة فاستوی وہو بالافق الاعلی ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری الآیہ

ترجمہ قسم ہے تارے کی جب گرے بہکے نہین تمہارے رفیق یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور بے راہ نہین چلے اور نہین بولتے وہ اپنی خواہش سے یہہ تو حکم ہے جو

پہونچاتے مین سکہایا اونکو سخت قوتون والے زور آور نے پہر سیدہا بیٹہا کنارہ

بلند پر پہر نزدیک ہوا اور اُتر آیا پہر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر پہر جو پیغام اپنے

بندے کی طرف بہیجنا تہا بہیجا اونکے دل نے اوس مین کچہہ جہوٹ نہین ملایا اب

کیا تم جہگڑتے ہو اوس پر جو انہون نے دیکہا انہون نے دیکہا ہے اوسکو ایک دوسرے بار انتہی

دیکہئے اس آیۂ شریفہ مین ضمائر وغیرہ کیسے پہلو دار ہین جن سے موافق مخالف دونون

استدلال کر سکین اسیوجہ سے ونا فتدلی اور ولقد راہ کی تفسیر مین بہت

اختلاف ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی تفسیر کرتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے رب سے قریب ہوے اور اپنے رب کو دیکہا کما فی الدر المنثور للامام السیوطی رح

واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ ثم دنا فتدلی

قال ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنا فتدلی الی ربہ عز وجل اور نیز در منثور مین ہے

واخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات

عن ابن عباس فی قول اللہ ولقد راہ نزلۃ اخری قال ابن عباس رض قال رای النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عز وجل غرض کہ اختلاف آثار واحادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے امور مین ہر ایک کے فہم اور حوصلہ کے مطابق

کلام کیا کرتے تہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے عن ابن عباس رض قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنا معاشر الانبیاء نخاطب الناس علی قدر عقولہم

ذکرہ الامام السخاوی رح فی المقاصد الحسنۃ مع نظائرہ۔

اسمین شک نہین کہ تمام صحابہ کامل الایمان تھے مگر پھربھی اسکو ماننا پڑیگا کہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصیت تھی وہ عموماً دوسرون کو نہتی اسیطرح جو اہل بیت اور بنی ہاشم کو خصوصیت تھی بنی امیہ کو حاصل نہتی دیکھیے تقریباً تمام صحابہ معراج جسمانی کے قائل تھے مگر معاویہ رضی اللہ عنہ اسی بات پر ہیے کہ معراج خواب مین ہوا تھا جیسا کہ شفا مین لکھاہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات سے یہہ بیان ہی نہین کیا تھا ورنہ ممکن نہین کہ حضرت سے سنکر بھی اوسکے خلاف اعتقاد رکھتے غرض وہ راز چندے بنی ہاشم مین رہا پھر انھون نے بحسب صلاحیت اپنے ہم مشربون سے کہا یہانتک کہ رفتہ رفتہ خاص خاص مجلسون مین اوسکا ذکر ہونے لگا پھر مصداق

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ؂ وہ راز طشت از بام ہوگیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ بعض علمانے تصریح کردی کہ وہی مذہب صحیح ہے چنانچہ تفسیر روح البیان مین لکھاہے وفی کشف الاسرار قال بعضھم رآہ بقلبہ دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ السلام رآی ربہ بعین راسہ انتہی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین بھی وہی کہتا ہون جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہاہے کہ حضرت نے اپنے رب کو اپنی آنکھون سے دیکھا کما فی الشفا للقاضی عیاض رح وحکی النقاش عن احمد بن حنبل انہ قال اقول بحدیث ابن عباس بعینہ رآہ ربہ راہ راہ حتی انقطع نفسہ یعنے نفس احمد یعنے امام احمد رح رآی ربہ کہکر لفظ راہ کو اتنی دیر تک مکرر کرتے رہے جب تک

سائنس نے یاری دی یہہ بات وجدان سے دریافت کرنے کے قابل ہے کہ
لفظ راہ کی تکرار کے وقت اس امام جلیل القدر پر کیسی حالت وجد طاری
تھی کہ اس بیخودانہ غیر معمولی حرکت صادر ہونے پر مجبور تھے یا یہہ بات تھی
کہ کمال غضب سے دیر تک اس لفظ کو مکرر کیا تاکہ مخالفون پر ہیبت طاری ہو
اور کوئی دم نہ مار سکے اور اونکے پہلے عکرمہ رہ نے بھی ایسا ہی کہا تھا جیسا کہ
ابن جریر رح نے تفسیر مین لکھا ہے اخبرنا عباد بن یعقوب بن منصور قال سألت عکرمة
عن قولہ ما کذب الفواد ما رای قال اترید ان اقول لک قد راہ نعم قد راہ ثم قد راہ
قد راہ حتی ینقطع النفس۔ اور تفسیر روح المعانی مین علامۂ الوسی رح نے لکھا ہے
فقد کان (الحسن) علیہ الرحمۃ یحلف باللہ تعالی لقد را محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ
یعنے حسن بصری رح قسم کہا کر کہتے تھے کہ حضرت نے اپنے رب کو دیکھا عائشہ
رضی اللہ عنہا کا مذہب جو روایت کے باب مین بنی ہاشم کے خلاف ہی ممکن ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کسی مصلحت سے نہ فرمایا ہو اور یہہ بھی
ممکن ہے کہ فرمایا ہو مگر انہون نے عقول کی رعایت سے بیان نکیا ہو کیونکہ ایسے
امور کے بیان کرنے مین احتیاط کرنے کا حکم ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ مین
امام سخاوی رح نے لکھا ہے عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تحدثوا امتی من احادیثی الا ما یحتملہ عقولہم فیکون فتنۃ علیہم فکان ابن عباس رض
یخفی اشیاء من حدیثہ و یفشیہا الی اہل العلم یعنے ابن عباس رض سے روایت ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری حدیثون مین سے وہی حدیثین
میری امت سے بیان کرو جنکو اونکی عقلین تحمل کر سکین اسیوجہ سے ابن عباس رض

بہت سی حدیثین عام لوگون سے چھپاتے اور اہل علم پر ظاہر کرتے تھے انتہی
یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رض کے اکثر اقوال تفاسیر مین باہم متعارض وارد ہین
چنانچہ اسی مسئلہ مین دیکھئے کہ رویت قلبی کی بھی روایت اونسے وارد ہے جیسا کہ
در منثور مین ہے واخرج مسلم واحمد عن ابن عباس رض فی قولہ ما کذب الفواد
ما رای ولقد راہ نزلۃ اخری قال رای محمد ربہ بقلبہ مرتین یہان یہہ شبہ ہوتا ہے
کہ رویت قلبی اور رویت عینی ایک نہین تو ایک قول ضرور واقع کے خلاف
ہوگا - اسکا جواب یہہ ہے کہ رویت الٰہی کی حقیقت عقول سے خارج ہے
اسلئے ممکن نہین کہ وہ رویت ایسی ہو جیسے ہم اجسام کو دیکھتے ہین جائز ہے
کہ وہان رویت عینی رویت قلبی کے مقارن ہو اور دونون صادق آجائین
چنانچہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہے قال علیہ السلام رایت ربی بعینی وقلبی
رواہ مسلم فی صحیحہ - اور اسی مین لکھا ہے -

کلام سرمدی بے نقل بشنید — خداوند جہان را بے جہت دید
دران دیدن کہ حیرت حاصلش بود — دلش در چشم و چشمش در دلش بود

اور یہہ بھی لکھا ہے شیخ ابو الحسین نوری را قدس سرہ از معنی این آیہ یعنی
افتمارونہ علی ما یری پرسیدند جواب داد جائیکہ جبرئیل نگنجید نوری کیست
کہ ازان سخن تواند گفت -

خیمہ برون زد ز حدود جہات — پردۂ او شد تتق نور ذات
تیرگی ہستی از دو در گذشت — پردگی پردۂ آن نور گشت
کیست کزان پردہ شود پردہ ساز — زمزمۂ گوید ازان پردہ باز

الغرض اخفائے راز کے مقام میں رویت قلبی کہدیا تاکہ دونوں قول منجمل ہو سکیں اور وہ بھی خلاف واقع نہیں رویت کی تقریر ایک مناسبت سے ضمنا لکھی گئی اصل کلام اس میں تھا کہ عائشہ رض معراج جسمانی کے منکر ہیں یا نہیں سو یہہ ثابت ہو گیا کہ اونکو اس کا اقرار ہے اور جو انکار اونکی طرف منسوب کیا جاتا ہے بے اصل اور موضوع روایت ہے - پھر جو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتے ہیں کہ رویای صالحہ بھی) قابل تسلیم نہیں -

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۴ میں لکھتے ہیں کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہیں تھا بلکہ وہ اعلی درجہ کا کشف تھا - میں اسکا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنی درجوں میں اوسکو سمجھتا ہوں بلکہ یہہ کشف بزرگترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہہ حالت زیادہ اصفی و اجلی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے انتہی -

افسوس ہے مرزا صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی کچھ قدر نہ کی اور اپنے جیسا کثیف سمجھا حالانکہ وہ جسم لطیف درحقیقت نور محض تھا چنانچہ شفا میں قاضی عیاض رح نے کعب احبار اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیۃ شریفہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ میں نور ثانی مراد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور اوسمیں لکھا ہے کہ حق تعالی نے قرآن شریف میں کئی جگہہ حضرت کو نور اور سراج فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب وقولہ تعالی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا -

اور اسکی تصدیق اس سے کہلے طور پر ہوتی ہے کہ حضرت دہوپ یا چاندنی مین نکلتے تو اپکا سایہ زمین پر نہ پڑتا جیسا کہ امام سیوطی رح نے خصایص کبری مین نقل کیا ہے اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع من خصایصہ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضہم ویشہد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دہوپ اور چاندنی مین نہین پڑتا تہا اسلئے کہ آپ نور تھے اور یہہ اثر اوس دعا کا بھی تھا جو حضرت کیا کرتے تھے واجعلنی نورا۔

مرزا صاحب مسئلہ معراج مین بوعلی سینا کے مقلد مین کیونکہ دبستان مذاہب مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ حدیث معراج مین جبرئیل کا جو ذکر ہے اوس سے قوت عاقلہ قدسی مراد ہے اور براق سے عقل ہیولانی اور حضرت نے جو فرمایا ہے کہ میرے پیچھے ایک شخص چلا آرہا تھا اوسنے آواز دی کہ ٹہیرو اور جبرئیل نے کہا کہ اوس کی بات نہ سنیئے اور چلے چلئے اوس سے یہہ اشارہ ہے کہ قوت وہم پیچھے آرہی تھی جب حضرت اعضا وجوارح کے مطالعہ سے فارغ ہوئے اور ہنوز حواس مین تامل نکیا تھا کہ قوت وہم نے آواز دی کہ آگے نہ بڑھئے اسکی وجہ یہہ ہے کہ قوت واہمہ متصرف ہے اور غالب ہے ہر وقت عقل کو ترقی سے روکتی رہتی ہے اور جو فرمایا کہ بیت المقدس پہونچے اور موذن نے اذان کہی اور مین آگے بڑہا دیکہا کہ جماعت انبیا و اولیا داہنے بائین کہڑی ہے یہہ اشارہ اس طرف ہے کہ حیوانی اور طبعی قوتون کے مطالعہ سے جب حضرت فارغ ہوئے تو دماغ کے

قریب پھونچے وہان قوت ذاکرہ متوجہ اعلام ہوئی اور حضرت تفکر کی طرف بڑھے
اور قوائے دماغی مثلاً تمیز حفظ ذکر اور فکر وغیرہ داہنے بائین موجود تھین سطح
آسمانی معراج کا حال بھی بیان کیا جسکا ماحصل یہہ ہے کہ بیت المقدس گئے آسمانون
جتنی باتین قرآن وحدیث مین مذکور ہین سب کو وہین گھر مین بیٹھے ہوے بتا دیا
مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہین صرف فرق مراقبہ اور مکاشفہ کا ہے یعنے بو علی
سینا اسکو مراقبہ کہتے ہین کہ قوائے جسمانی وغیرہ عین اسوقت حضرت غور مین
فرمارہے تھے اور مرزا صاحب مکاشفہ کہتے ہین کہ وہین بیٹھے ہوے بیت المقدس
اور آسمانون کو کشف سے دیکھ رہے تھے۔ اہل راے سمجھ سکتے ہین کہ اگرچہ
ان دونون کو معراج کا انکار ہے مگر جس طرح بو علی سینا نے تمام واقعات کو عقل کے
مطابق کر دیا مرزا صاحب نکر سکے بھلا کوئی پابند عقل اسکو مان سکتا ہے کہ آنکھین
جن پر مدار رویت ہے وہ تو بند ہون اور لاکھون بلکہ کروڑون کوس پر کی چیزین
ایسی دکھائی دین جیسے کوئی آنکھون سے دیکھتا ہو بلکہ اوس سے بھی اصفی و اجلی ہر گز نہین

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ اس قسم کے کشفون مین مولف خود صاحب تجربہ ہے
ایک حد تک درست ہے کیونکہ عام تجربہ ہے کہ جب آدمی آنکھین بند کر لیتا ہے
تو اقسام کے خیالات آنے لگتے ہین اور اپنے اختیار سے بھی ذہن سے کام
لیتا ہے مرزا صاحب کے خیالات چونکہ حد سے بڑھے ہوے ہین عرش کو ایک بڑا
چمکتا ہوا تخت خیال کرتے ہونگے اور اوسپر رب العالمین بیٹھا ہوا اپنے روشن
چہرے سے پردہ اتار کر اپنے سے باتین کرتا ہوا دیکھ لیتے ہونگے جیسا کہ
ضرورۃ الامام صفحہ ۱۳ مین خود تحریر فرماتے ہین مگر اسکو کشف سمجھنا غلطی ہے

اس قسم کے مشاہدات کو عقلا اختراعات ذہنیہ کہتے ہین جن کو واقع سے کوئی تعلق نہین ہوتا۔ اگر مرزا صاحب دعوی کرین کہ یہ خیالات مطابق واقع ہوتے ہین تو جب تک دلائل عقلیہ سے اوسکو ثابت نکرین ایک خیالی بات سے اوسکا درجہ بڑھ نہین سکتا۔ اور اگر اہل کشف کے اقوال پیش کرین تو جس معرکہ مین خدا و رسول کی بات کو وہ نہین مانتے اہل کشف کا پھر وہان کون مانیگا اونکی تصدیق کا درجہ تو خدا و رسول کی تصدیق کے بعد ہے اور اگر کوئی ایسا ہی خوش اعتقاد شخص ہے کہ خلاف عقل بات بھی اہل کشف کی بلا دلیل مان لیتا ہے تو خدا و رسول کی باتین بلا دلیل مان لینا اوسپر کیا دشوار ہے اب دیکھئے کہ جس طرح جسم کے ساتھ آسمانون پر جانا خلاف عقل ہے کشف سے واقعی حالات معلوم کرنا بھی خلاف عقل ہے پھر جب اہل کشف کی بات پر اسقدر وثوق ہے کہ اونکے مجرد قول سے کشف مان لیا جاتا ہے تو خدا و رسول کی بات پر مسلمان کو اوس سے زیادہ وثوق چاہئے یا نہین۔

مرزا صاحب کو اعلی درجہ کے کشف کا جو دعوی ہے اوس کا کوئی ثبوت نہین کیونکہ وہ ایک معنوی چیز ہے جو دوسرے کو محسوس نہین ہو سکتی البتہ آثار سے کسیقدر اوسکا ثبوت ہو سکتا ہے مگر ہم جب یہان آثار پر نظر ڈالتے ہین تو بجائے ثبوت کے اوسکا ابطال ہوا جاتا ہے اسلئے کہ مرزا صاحب ہمیشہ پیش گوئیان کیا کرتے ہین اور ہمارے علم مین مرزا صاحب نجومی یا کاہن یا رمال نہین ہین اس سے ظاہر ہے کہ اون پیشگوئیون کا مدار اونکے کشف پر ہے یعنے جو کچھ ائندہ ہونے والا ہے کشف کے ذریعہ سے پیش از پیش دیکھکر

یہہ کہدیتے ہین کہ ایسا ہوگا مثلاً فلان شخص تین برس کی مدت مین مریگا)۔
پیشگوئیون کا مدار کشف پر اسوجہ سے ہے کہ بغیر کشف کے رجما بالغیب
وہ علم لگا دینا صحیح بلا منج ہے ممکن ہے کہ وہ پچاس برس کے بعد مرے
مرزا صاحب کو اعلی درجہ کے کشف کا دعوی بھی ہے اس صورت مین ضرور تھا
کہ ہر پیشین گوئی اونکی صحیح نکلتی جس سے کشف کی صحت ثابت ہوتی گر ایسا نہ
بلکہ اوسکے خلاف ثابت ہوا دیکہیئے کہ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے
رسالہ الہامات مرزا مین لکہا ہے کہ مرزا صاحب نے جن پیشگوئیون کو معیار اپنی
صداقت اور مدار بطالت قرار دیا ہے وہ کل جہوٹی ثابت ہوین۔ پہر جب
مولوی صاحب اونکا کذب ثابت کرنے کو قادیان گئے تو بجائے اسکے کہ
مرزا صاحب خوش ہوکر اپنے کمالات ظاہر فرماتے اور اون پیشگوئیون کا
وقوع ثابت کرتے لئے ناراض ہوگئے اور مناظرہ سے گریز کی۔ اوسکے بعد
مولویصاحب موصوف نے وہ رسالہ لکہکر ان پیشین گوئیون کا عدم وقوع اور
بطلان بدلائل ثابت کردیا جسکا جواب نہ مرزا صاحب سے ہوا نہ اونکے خوا ہون سے
چنانچہ اسی رسالہ کے عنوان پر یہہ عبارت لکہدی کہ اس رسالہ مین مرزا صاحب
قادیانی کے الہامون پر مفصل بحث کرکے اونکو محض غلط ثابت کیا ہے
اوسکے جواب کے لئے طبع اول پر مرزا صاحب کو پانسو روپیہ انعام بہا طبع ثانی
پر ہزار کیا گیا اب طبع ثالث پر پورا مبلغ دو ہزار کیا جاتا ہے اگر وہ ایک سال
تک جواب دین تو انعام مذکور اونکے پیش کش کیا جائیگا انتہی ــ
یہہ بات ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ اون الہامات اور پیشگوئیون سے

انہیں دنوں مین مرزا صاحب بھی کالنفع تہدید ابہرا وسپر جب انعام بھی ملتا تھا تو چاہیے تھا کہ سب کام چھوڑ کے اوس رسالہ کے جواب مین مصروف ہو جاتے اور وہ رسالہ بھی کتنا بڑا ہے سات جزو کا بھی نہین پہر جواب مین نہ کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہے نہ اجتہاد کی حاجت ہر پیشین گوئی سے متعلق جواب مین اتنا لکہنا ہی کافی ہے کہ اوسکا وقوع اس طرح ہوا اور اوسکے فلان فلان گواہ موجود ہین جسکے لئے ایک دو ورق سے زیادہ درکار نہین اگر جواب نہ لکہا جائے کہ کسی پیشین گوئی کا وقوع بھی ہوا ہو وہان تو سرے سے وجود ہی ندارد اور جو تقریرون مین طمع سازیان کی گئی ہین اونکی قلعی مولوی صاحب نے کہول دی اب اون پیشین گوئیون کا اثبات حیز امکان سے کسی قدر خارج دکہائی دیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا جو دعوی کرتے ہین کہ اس قسم کے یعنی معراج جیسے کشفون مین خود صاحب تجربہ ہین غلط محض ہے —

یہان یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۷ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ نمبر ۱۳ مین مرزا صاحب کی تقریر درج ہے کہ جیسا کہ بت پوجنا شرک ہے ویسے ہی جھوٹ بولنا بھی شرک ہے بت پوجنے والا اس خیال سے بت پوجتا ہے کہ یہہ میری مرادین بر لاتا ہے ایسا ہی جھوٹ بولنے والا بھی اسی خیال سے جھوٹ بولتا ہے کہ جھوٹ سے میرا کام نکلتا ہے۔ مقدمہ جیت لیتا ہون بیوپار ہوتا ہے اور آفات و بلا سے بچ جاتا ہون ان دونون باتون مین کچھہ فرق ہے۔ انتہی —

جب مرزا صاحب جھوٹ کو شرک سمجھتے ہین تو وہ اوسکے مرتکب کیونکر ہوتے
ہونگے اس کا جواب حقیقۃً نہایت دشوار ہے مگر عقلا خود اسکا فیصلہ کر سکتے ہین
مرزا صاحب جو اپنے کشف کی خبرین دیتے ہین شاید وہ کوئی نئی بات نہین اس قسم کی تعلیون
کی اونکو عادت ہے چنانچہ رسالہ اعتقاد مرزا مین توضیح المرام وغیرہ رسائل مرزا صاحب سے
اونکے اقوال نقل کئے ہین کہ مین اللہ کا نبی ہون رسول ہون میرا منکر کافر اور مردود ہے
میرے معجزات اور نشانیان انبیا کے معجزات سے بڑھکر ہین میرے پیشگوئیان انبیا کی
پیشگوئیون سے زیادہ ہین میرے معجزات اور نشانات کے انکار سے سب نبیون کے
معجزات سے انکار کرنا پڑیگا۔ میرے منکرون اور مرتدون کے پیچھے نماز درست نہین
بلکہ اونسے سلام بھی نہ کرنا چاہئے۔ اور لکھتے ہین کہ خدا بے پردہ ہو کر اونسے ہمیشہ کلام کیا کرتا ہے
وغیر ذلک جب مرزا صاحب کی جبلت مین تعلیان داخل ہین جنکا وجود ممکن نہین
تو اونکا یہ قول کہ معراج کے جیسے کشفون مین مولف صاحب تحریر ہے کون
اعتبار کرے۔ البتہ اہل کشف کی تحقیق قابل تسلیم ہے جنکے کشف کو اہل کشف
اور علما اور اولیاء اللہ نے تسلیم کر لیا ہے۔ دیکھئے شیخ محی الدین عربی رح فتوحات
مکیہ کے تین سو چھہتر ویں باب مین لکھتے ہین وقد اعطتہ المعرفۃ انہ لا یصح الانس الا
بالمناسب ولا مناسبۃ بین اللہ وعبدہ واذا اضیفت المؤانسۃ فانما ذلک الی وجہ
خاص یرجع الی الکون فاعطتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ المعرفۃ الوحشۃ لانفرادہ وبہذا
مما یدل ان الاسرا کان بجسمہ صلی اللہ علیہ وسلم لان الارواح لا تتصف بالوحشۃ
والاستیحاش فلما علم اللہ ذلک منہ وکیف لا یعلمہ وہو الذی خلقہ فی نفسہ وطلب علیہ السلام
الدنو منہ بقوۃ المقام الذی ہو فیہ فنودی بصوت یشبہ صوت ابی بکر رض تانیسا لہ

اذ کان انیسہ فی المعہود فحین لذالک دانس بہ فہذا المعراج خطاب خاص لعطیہ خاصیۃ ہذا المعراج لایکون الا للرسل فلو عرج علیہ الولی لاعطاہ ہذا المعراج بخاصیتہ ما عندہ وخاصیتہ ماتنفرد بہ الرسالۃ فکان الولی اذا عرج بہ فیہ یکون رسولا وقد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باب الرسالۃ والنبوۃ قد اغلق فتبین ان ہذا المعراج لاسبیل للولی الیہ البتۃ انتہی۔

ماحصل اس کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج آسمانون پر وحشت ہوی اوسوقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سنای گئی جس سے حضرت کی وحشت جاتی رہی اس سے ظاہر ہے کہ معراج جسم کے ساتھہ تھی کیونکہ ارواح وحشت کے ساتھہ متصف نہین ہوتین۔ پہر اس جسمانی معراج کا خاصہ یہہ ہے کہ اوس مین ایک خاص قسم کا خطاب ہوا کرتا ہے جو رسولون کے ساتھہ خاص ہے۔ اگر کسی ولی کو بھی اس قسم کی معراج ہو تو اوس خاصہ کی وجہ سے لازم آیگا کہ وہ ولی بھی رسول ہو جائے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ رسالت اور نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اس سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی معراج جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوی تھی کسی ولی کو ہرگز نہین ہوسکتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت کی معراج جسمانی تھی اور وہ حضرت کا خاصہ تہا کسی ولی کو وہ نصیب نہین ہوسکتا اور جو کوی نبوت ورسالت کا دعوی کرے وہ مسئلہ معراج مین مرزا صاحب کی کارسازیان آپنے دیکہہ لین۔ اب مسئلہ قیامت کو دیکہئے کہ کیسی کیسی کارستانیان کر رہے ہین۔ ازالۃ الاوہام ص ۳۵۰ مین تحریر فرماتے ہین

قیامت کے دن بحضور رب العالمین حاضر ہونا اونکو بہشت سے نہین نکالیگا کیونکہ یہہ تو نہین کہ بہشت سے باہر کوی لکڑی وغیرہ کا تخت بچھایا جائیگا

اور خدا تعالی اوسپر بیٹھیگا اور کسی قدر مسافت طے کرکے اوسکے حضور مین
حاضر ہوتا ہوگا تا یہہ اعتراض لازم آئے کہ اگر بہشتی بہشت مین داخل شدہ تجویز
کئے جائین تو طلبی کے وقت انہین بہشت سے نکلنا پڑیگا اور اوس لق و دق
جنگل مین جہان تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے حاضر ہونا پڑیگا ایسا خیال تو
سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے اور حق یہی ہے کہ عدالت
کے دن پر ہم ایمان لاتے ہین اور تخت رب العالمین کے قائل ہین لیکن جسمانی طور
اوسکا خاکہ نہین کھینچتے اور اس بات پر یقین رکھتے ہین کہ جو کچھہ اللہ اور رسول
نے فرمایا ہے وہ سب کچھہ ہوگا لیکن ایسے پاک طور پر کہ خدا تعالی کے تقدس
اور تنزہ مین کوئی منافی نہو۔ حق یہہ ہے کہ اوس دن بہی بہشتی بہشت مین ہونگے
اور دوزخی دوزخ مین لیکن رحم الہی کی تجلی راستبازون اور ایمان دارون پر
ایک جدید طور سے لذات کاملہ کی بارش کریگی اور تمام سامان بہشتی زندگی کا اور
جسمانی طور پر اونکو دکہا کر اوس نئے طور پر کے دار السلام مین اونکو داخل کردیگی
حاصل اسکا یہہ ہوا کہ نہ نفخ صور ہوگا نہ مردے زندہ ہونگے نہ حساب وکتاب ہے
نہ صحائف اعمال کی جانچ نہ پل صراط کا معرکہ در پیش ہے نہ کسی قسم کی پریشانی
اوس روز ہوگی نہ کسی کی شفاعت کی ضرورت ہے۔ اور ہزار ہا آیات واحادیث
و آثار مین جن چیزون کا ذکر بڑے اہتمام سے خدا و رسول نے کیا ہے سب نعوذ باللہ باطل ہے
خالص ایمان اسے کہتے ہین کہ فقط ایمان ہی ایمان ہے جو اوس آمیزش
واختلاط سے بھی منزہ ہے جو مومن بہ کے ساتھہ متعلق ہونے کی وجہ سے
ہوا کرتا ہے۔ اگر مرزا صاحب یہہ فرما دیتے کہ ایسی باتین ہماری سمجھہ مین

نہیں آئیں اس وجہ سے ہم انہیں یہان نہ لائینگے تو مسلمانوں کو یہ فکر ہو جاتی اور سمجھ جاتے
کہ فی الحقیقت قیامت کا مسئلہ ایسا ہی ہے کہ ہر شخص کی سمجھ سے باہر ہے نزول
قرآن کے وقت جب عقلا اوسکو تسلیم نکر سکے تو تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب
کا تسلیم نکرنا چنداں بعید نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے ایمان کا جھگڑا لگا رکھا ہے۔
مرزا صاحب تخت رب العالمین پر ایمان تو لاتے ہین مگر لکڑی وغیرہ کے تخت پر
نہین لاتے کیونکہ جب جنت سے باہر لق ودق جنگل مین وہ تخت آئیگا تو لکڑی
وغیرہ کا ہو جائیگا جو اس قابل نہین کہ اوس پر ایمان لایا جاے البتہ جب وہ جنت
مین رہیگا تو ایمان لانے کے قابل ہوگا اسلئے کہ وہ نہ لکڑی کا ہوگا نہ وغیرہ کا
یعنی کسی چیز کا نہوگا۔ اب یہ بات غور طلب ہے کہ وہ تخت کیسا ہوگا کہ تخت
تو ہوگا مگر کسی چیز کا نہوگا۔ پھر اگر ایسا تخت ہو سکتا ہے تو جنت کے باہر
آنے سے اوسکو کون چیز مانع ہے بہرحال مرزا صاحب کو اگر قرآن پر ایمان لانا
منظور ہوتا تو جس قسم کا تخت جنت مین تجویز کر رہے ہین جنت کے باہر بھی تجویز
کر سکتے مگر اونکو تو قیامت کا انکار ہی منظور ہے اسلئے اوسکی یہ تمہید کی کہ
جب تخت رب العالمین آہی نہین سکتا تو قیامت کے دوسرے واقعات جو
اس روز حق تعالی کے روبرو ہونگے کہاں اس وجہ سے جتنے آیات واحادیث
قیامت کے باب میں وارد ہین نعوذ باللہ سب خلاف واقع ہین۔ یہان مرزا صاحب
کی اوس تقریر کو بھی یاد کر لیجئے کہ قرآن کا ایک نقطہ کم نہین ہو سکتا۔
اب ہم محشر کا تھوڑا سا حال بیان کرتے ہین تاکہ اہل ایمان کو اوسکا تذکر ہو جائے
اور معلوم ہو کہ حشر کا مسئلہ ہمارے دین مین کس قدر معتنم بالشان ہے۔ امام سیوطی رح

درمنثور میں لکھتے ہیں اخرج احمد والترمذی وابن منذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ

عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی یوم القیمۃ

کانہ رای عین فلیقرأ اذا الشمس کورت واذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی چاہتا ہے کہ قیامت کا حال بچشم خود

مشاہدہ کر لے تو سورۂ اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت

کو پڑھے۔ ان سورون مین قیامت کا بیان ہے کہ اوس روز آسمان پھٹ جاینگے

آفتاب اور تمام تارے تیرہ و تار ہو کر گر جاینگے سمندر خشک ہو جاینگے دوزخ

خوب سلگائی جائیگی مردے زندہ ہونگے نامۂ اعمال ہر ایک کے اڑ اڑ کر اوسکے

ہاتھ مین آجاینگے۔ چونکہ حشر زمین پر ہوگا اسلئے اوسکی درستی اور صفائی کا یہ

اہتمام اوس روز ہوگا کہ جتنے سمندر اور دریا ئین ہین سب خشک کر کے اور

پہاڑون اور جھاڑون کو نکال دیکر زمین کی وسعت بڑہا دی جائیگی اور ایسی مسطح

بنا دی جائیگی کہ کہین نشیب فراز باقی نرہے اور چونکہ تمام فرشتے بھی زمین پر اتر

آئینگے اسلئے وہ اور بھی کشادہ کی جائیگی جس مین تمام خلایق کی گنجایش ہو ان تمام

امور کا ذکر بالتفصیل قرآن شریف مین موجود ہے چند آیات یہان لکھی جاتی ہین

حق تعالیٰ فرماتا ہے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا فیذرہا قاعا صفصفا

لا تری فیہا عوجا ولا امتا یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ وخشعت الاصوات

للرحمن فلا تسمع الا ہمسا ترجمہ پوچھتے ہین تم سے پہاڑون کا حال سو کہو اونکو بکھیر دیگا

اونکو میرا رب اڑا کر پھر کر دیگا زمین کو چٹیل میدان نہ دیکھوگے اوس مین موڑ

نہ ٹیلا اوس دن پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑہی نہین جسکی بات۔

اور دب گئین آوازین رحمن کے ڈر سے ۔ مگر کہس کہسی آواز اس آیت مین صراحۃً
مذکور ہے کہ پہاڑ زمین سے نکال دیے جاوینگے اور زمین مسطح بنادی جائیگی ۔ اور
ارشاد ہے قولہ تعالی ویوم نسیر الجبال و تری الارض بارزۃ و حشرناہم فلم نغادر
منہم احدا و عرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ بل زعمتم ان لن
نجعل لکم موعدا ۔ ترجمہ اور جس دن ہم چلا دینگے پہاڑ اور تم دیکھوگے زمین کہل گئی
اور جمع کرینگے ہم اونکو پہر نہ چہوڑین اون مین سے ایک کو اور سامنے لاے جاوینگے
تمہارے رب کے قطار کرکے آپہونچے تم ہمارے پاس جیسا ہمنے بنایا تہا تم کو
پہلے بار بلکہ تم کہا کرتے تہے کہ نہ ٹہراوینگے ہم تمہارا کوی وعدہ انتہی ۔
اس آیت مین صاف مذکور ہے کہ اوس مسطح اور ہموار زمین پر سب لوگ اکہٹے کیے
جاوینگے اور وہ حق تعالی کے روبرو حاضر ہونگے اور منکرین حشر کو زجر و توبیخ ہوگی
و قولہ تعالی و اذا البحار سجرت بخاری شریف مین ہے قال الحسن سجرت ذہب ماؤہا
فلا یبقی قطرۃ یعنے اوس روز سمندر ایسے سوکہہ جاوینگے کہ اون مین ایک قطرہ باقی
نرہیگا ۔ امام سیوطی رح نے بدور سافرہ فی احوال الاخرہ مین لکہا ہے عن ابن عباس رض
فی قولہ تعالی یوم تبدل الارض غیر الارض الآیہ قال یزاد فیہا و ینقص منہا و یذہب
آکامہا و جبالہا و اودیتہا و شجرہا و ما فیہا و تمد مد الادیم الحدیث یعنی حق تعالی
جو فرماتا ہے یوم تبدل الارض اوسکی تفسیر مین ابن عباس رض فرماتے ہین کہ زمین مین
کمی و زیادتی ہو جائیگی یعنے پہاڑ وادیان جہاڑ اور جو کچہہ اوس مین ہے یہہ سب
چیزین نکال دی جائینگی تاکہ ایک سطح ہو جاوے پہر کہینچ کر مثل ادیم کے کشادہ کی جائیگی
چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے و اذا الارض مدت الحاصل زمین جب مسطح اور ایسی

وسیع کردی جائیگی کہ تمام جن و انس و ملائکہ وغیرہم کی اوس مین گنجایش ہو اوس وقت تمام مردون
کو حکم ہوگا کہ سب زندہ ہوکر میدان حشر مین آکھڑے ہون کما قال تعالی ثم نفخ فیہ اخری
فاذا ہم قیام ینظرون یعنے دوسرے بار صور پھونکا جائیگا جس سے سب مردے فوراً
کھڑے ہوجائینگے اور دیکھنے لگینگے وقال تعالی یقولون ائنا لمردودون فی الحافرۃ
ءاذا کنا عظاما نخرۃ قالوا تلک اذا کرۃ خاسرۃ فانما ہی زجرۃ واحدۃ فاذا ہم بالساہرۃ
ترجمہ کہتے ہین کفار کیا ہم آوینگے الٹے پاؤن یعنے زمین پر جب ہوچکین بوسیدہ ہڈیان
یہہ تو پھر آنا ٹوٹا ہے۔ پھر وہ تو ایک جھڑکی ہے جس سے یکایک میدان مین آجاینگے انتہی
حاصل یہہ کہ کفار قیامت کی نسبت بہت باتین بناتے اور استبعاد ظاہر کیا کرتے
تھے کہ یہہ کیا اور وہ کیونکر ہوگا ارشاد ہوا یہہ وہ کچھ نہین ایک جھڑکی کے ساتھہ سب
زمین پر آرہینگے۔ امام سیوطی رح نے بالساہرہ کی تفسیر مین لکھا ہے عن الضحاک کانوا
فی بطن الارض ثم صاروا علی ظہرہا یعنے سب مردے زمین کے اندر سے نکل کر اوپر آجاینگے
دیکھہ لیجئے ان آیات سے مردون کا قبرون سے نکلنا اور حق تعالی کے روبرو حاضر ہونا
کس قدر ظاہر و واضح ہے۔

مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام مین باربار لکھتے ہین کہ یحمل النصوص علی الظواہر سو ان نصوص
کو ظاہر پر حمل کرنے سے کون چیز مانع ہے۔ اگر فرماوین کہ عقل مانع ہے تو کفار بھی
کھلم کھلے طور پر ایمان لانے سے منکر ہوگئے تھے۔ پھر ایمان کے دعوی کی کیا ضرورت
یہہ تو منافقون کی عادت تھی کہ دل مین تو ایمان نہین مگر کہتے ضرور تھے کہ ہم مومن
ہین۔ اور جب عقل کو اس قدر غلبہ دیا جاتا ہے کہ خدا کا کلام بھی اوسکے مقابلہ مین ہیچ
تو براہین احمدیہ مین کیون فرمایا تھا کہ عقل مغیبات کے دریافت کا آلہ نہین بن سکتی

بہ فضل خدا کی گنتیوں کا پیمانہ نہیں بن سکتی۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ اوس وقت صرف
مسلمانوں کو زمین کا دینا منظور تھا جیسے تو زمین کا حال تھا اب آسمانوں کا حال سُنئے
کہ اون پر کیا ہوگا حق تعالیٰ فرماتا ہے اذا السماء انفطرت۔ اذا السماء انشقت
واذا السماء کشطت یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب یعنے آسمان چر جاینگے پھٹ
جاینگے اونکا پوست کھینچا جائیگا لپیٹ دئے جاینگے جیسے طومار میں کاغذ لپیٹا
جاتا ہے اور تاروں کی نسبت ارشاد ہے اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت
واذا الکواکب انتثرت یعنے آفتاب اور تارے تیرہ و تار ہو کر جھڑ جاینگے اس سے
ظاہر ہے کہ آسمانی نظم و نسق درہم و برہم ہو کر وہ کارخانہ ہی سطے کر دیا جائیگا اور
کل ساکنین فلک کا مجمع زمین پر ہو جائیگا کما قال تعالیٰ کلا اذا دکت الارض دکا دکا
وجاء ربک والملک صفا صفا وجیئ یومئذ بجہنم یومئذ یتذکر الانسان وانی
له الذکری یقول یالیتنی قدمت لحیوتی فیومئذ لا یعذب عذابه احد ولا یوثق وثاقه
احد یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی
ترجمہ جب پست کرے زمین کو کوٹ کوٹ اور آوے تمہارا رب اور فرشتے آویں
قطار قطار اور لائی جاوے اوس دن دوزخ یاد کریگا اوس روز انسان اور کہاں ہے
اوس دن سوچنا کہیگا کاش میں کچھ آگے بھیجتا اپنی زندگی میں اور عذاب نکرے اوس
عذاب کے مانند کوئی اور باندھ نرکھے اوسکا سا باندھنا کوئی کہا جائیگا مسلمانوں
کی روح کو اے نفس مطمئنہ پھر چل اپنی رب کی طرف تو اوس سے راضی اور وہ تجھسے
راضی داخل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں انتہی۔
حاصل یہ کہ تمام آسمانوں کے فرشتے زمین پر اُتر آئینگے اور ہر ہر آسمان کے فرشتے

ایک ایک جدا صف باندھکر کھڑے ہو جائینگے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے
اوس وقت مسلمانون کو جنت مین داخل ہونیکا حکم ہوگا - آیۂ موصوفہ مین وجاء ربک
سے اگرچہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ حق تعالی کا عرش زمین کی جانب نزول فرماویگا
مگر چونکہ ہمارے اذہان اس قسم کے الفاظ سے اسی معنی کی طرف منتقل ہوتے
مین جو ہماری بول چال مین جسمانیات سے متعلق ہین اور حقیقت مجئی جو لایق شان
کبریائی ہے سمجھہ مین نہین آسکتی اسلئے اس مقام مین یہہ تاویل کی جاتی ہے کہ حق تعالی
اوس روز خاص طور پر کسی قسم کی تجلی فرماویگا - اور ارشاد ہے ویحمل عرش ربک فوقہم
یومئذ ثمانیۃ یعنے تمہارے رب کے عرش کو اوس روز آٹھہ فرشتے اٹھاوینگے
امام سیوطی رح نے درمنثور مین لکھا ہے عن ابن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یحملہ الیوم اربعۃ ویوم القیمۃ ثمانیۃ یعنے آج عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہین
اور قیامت کے روز آٹھہ فرشتے اٹھاوینگے - اور اس وجہ سے کہ آفتاب چاند اور
تارے ٹوٹ پھوٹ جائینگے زمین پر سواے خدا تعالی کے نور کے کوئی نور نہوگا
کما قال تعالی واشرقت الارض بنور ربہا یعنے روشن ہو جائیگی زمین اپنے رب کے نور سے
اور ظاہری قربت کی یہہ حالت ہوگی کہ ہر شخص کو دولت ہمکلامی نصیب ہوگی چنانچہ
بخاری شریف مین ہے عن عدی ابن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من
احد الا سیکلمہ اللہ یوم القیمۃ لیس بینہ وبینہ ترجمان الحدیث یعنے تم مین سے ہر شخص کے ساتھ
حق تعالی ایسے طور پر کلام کریگا کہ کوئی ترجمان درمیان مین نہوگا - علامہ زمخشری نے
کشاف مین لکھا ہے کہ محشر کا روز جو پچاس ہزار سال کا ہوگا اوس مین پچاس
موطن و مقامات ہونگے ایک ایک مقام مین ہزار ہزار سال لوگ ٹھہرے رہینگے

ہر مقام کے حالات ولوازم جداگانہ ہین جو آیات واحادیث سے ثابت ہین
اگر وہ تمام ایک جگہہ جمع کئے جائین تو ایک بڑی کتاب ہو جاے چنانچہ امام سیوطی رح
نے بدور السافرہ فی احوال الآخرہ مین یہی کام کیا ہے اور اس باب مین اور بھی
کتابین موجود ہین طالبین حق کو ضرور ہے کہ اون کتابون کو جو چھپ گئی ہین
دیکھکر اپنے اسلامی عقاید کو مستحکم کرلین کیونکہ علمانے اپنی عمر عزیز کا ایک بیش بہا
حصہ صرف کرکے مختلف مقامات سے آیات واحادیث کو جمع کرنیکی محنت اور
تحقیق کی مشقت جو گوارا کی ہے اوس سے صرف ہماری خیر خواہی مقصود تھی اگر
ہم اپنا تھوڑا سا وقت وہ بھی اپنے ہی نفع کے لئے صرف کرکے اوسکو دیکھین
بھی نہین تو کمال درجہ کی بے قدری ہے ۔ غرض آیات واحادیث تو اس باب مین
بہت ہین مگر تھوڑے سے یہان بقدر ضرورت لکھی جاتی ہین ۔ بخاری شریف
مین ہے عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم یقوم الناس لرب العالمین
قال یقوم احدہم فی رشحہ الی انصاف اذنیہ یعنے لوگ جو خدا تعالی کے روبرو کھڑے
ہونگے اون مین بعضون کا یہہ حال ہوگا کہ آدھے آدھے کانون تک پسینہ مین
ڈوبے ہوے ہونگے اور یہہ روایت بھی بخاری شریف مین ہے عن ابی ہریرہ رض
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یعرق الناس یوم القیمۃ حتی یذہب عرقہم
فی الارض سبعین ذراعا ویلجمہم حتی یبلغ اذانہم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لوگون کا پسینہ قیامت کے روز اس قدر ہوگا کہ ستر ہاتھ زمین کے
اندر اُتر جائیگا اور پسینہ کی وجہ اس حدیث شریف مین بیان کی گئی ہے جسکو
امام احمد اور طبرانی نے روایت کی ہے عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تدنو الشمس یوم القیٰمۃ علی قدر میل ویزداد فی حرہا کذا وکذا یغلی منہ الہوام کما تغلی القدور علی

الاثافی یعرقون منہا علی قدر خطایاہم ومنہم من یبلغ الی کعبیہ ومنہم من یبلغ الی ساقیہ

ومنہم من یبلغ الی وسطہ ومنہم من یلجمہ العرق یعنے قیامت کے روز آفتاب زمین سے

ایک میل کے فاصلہ پر آجائیگا اور اوسکی گرمی اس قدر بڑھ جائیگی کہ حشرات الارض

ایسے جوش کہائینگے جیسے دیگ چولہے پر جوش کہاتی ہے لوگون پر اوسکا اثر بقدر

گناہ ہوگا بعضون کو پسینہ ٹخنون تک پہونچیگا اور بعضون کو کمر اور بعضون کو منہ تک

پہونچیگا۔ جنکو خدائتعالی کی قدرت پر ایمان نہین اس قسم کی باتون پر وہ ایمان نہین لاسکتے

اور رد جو اوسکی سوائے شقاوت کے اور کوئی نہین ورنہ یہہ امر مشاہد ہے کہ

سخت دہوپ مین گرم مزاج لوگ ہلاک ہوجاتے ہین اور جنکی طبیعت پر برودت غالب

ہوتی ہے وہ اوس سے انتفاع اور لذت اٹھاتے ہین اگرچہ ظاہری اسباب اسکے

حرارت و برودت مزاج ہین مگر آخری مدار اونکا تخلیق خالق حی پر ہوگا۔ پھر

اگر خالق اوس روز بحسب اعمال سینہ کی تخلیق مختلف طور پر کرے تو عقل کو اوس مین کیا کلام

اوس روز کی حالت کو حق تعالی چند مختصر مگر نہایت پر اثر الفاظ مین بیان فرماتا ہے

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ

ترجمہ جس دن بہاگے مرد اپنے بہائی سے اور اپنے مان باپ سے اور اپنی زوجہ سے

اور اپنے بیٹون سے ہر شخص کو اوس روز ایک فکر لگا ہے جو اوسکو بس ہے

ہر صاحب عقل سلیم و تخیل صحیح غور کرسکتا ہے کہ اوس روز کیسی حالت ہوگی جسکے

یہہ آثار ہونگے۔ بخاری مسلم ترمذی وغیرہ مین یہہ روایت ہے عن ابی ہریرہ رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید الناس یوم القیٰمۃ وہل تدرون مم ذلک

يجمع الله الاولين والاخرين في صعيد واحد يسمعهم الداعي وينفذهم البصر وتدنو الشمس منهم
فيبلغ الناس من الغم والكرب ما لا يطيقون ولا يحتملون فيقول بعض الناس لبعض الا ترون ما قد بلغكم
الا تنظرون من يشفع لكم الى ربكم فيقول بعض الناس لبعض ايتوا آدم فياتون آدم فيقولون
يا آدم انت ابونا انت ابو البشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم آدم ان ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وانه نهاني عن الشجرة فعصيته نفسي نفسي
نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى نوح فياتون نوحا فيقولون يا نوح انت اول الرسل
الى اهل الارض وسماك الله عبدا شكورا اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى -
ما قد بلغنا فيقول لهم نوح ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب
بعده مثله وانه قد كانت لي دعوة دعوت بها على قومي نفسي نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا
الى ابراهيم فياتون ابراهيم فيقولون يا ابراهيم انت نبي الله وخليل الله من اهل الارض
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم ابراهيم ان ربي تعالى
قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله واني قد كنت كذبت
ثلث كذبات نفسي نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى موسى فياتون موسى فيقولون
يا موسى انت رسول الله فضلك الله برسالاته وبتكليمه على الناس اشفع لنا الى ربك
الا ترى الى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم موسى ان ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله فاني قد قتلت نفسا لم اومر بقتلها
نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى عيسى فياتون عيسى فيقولون يا عيسى
انت رسول الله وكلمته القاها الى مريم وروح منه وكلمت الناس في المهد اشفع لنا الى

ربک الاتری ما نحن فیہ الاتری ما قد بلغنا فیقول لہم عیسیٰ ان ربی قد غضب الیوم
غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ نفسی نفسی نفسی اذہبوا الی غیری
اذہبوا الی محمد فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وغفر اللہ لک
ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک الاتری ما نحن فیہ الاتری الی ما قد بلغنا
فانطلق فاتی تحت العرش فاقع ساجدا لربی ثم یفتح اللہ علیّ ویلہمنی من محامدہ
وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتح لاحد قبلی ثم یقال یا محمد ارفع راسک سل تعطہ واشفع
تشفع فارفع راسی فاقول یارب امتی امتی فیقال یا محمد ادخل الجنۃ من امتک من لا حساب
علیہ من الباب الایمن من ابواب الجنۃ وہم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب
والذی نفسی بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ لکما بین مکۃ وہجر او کما بین
مکۃ وبصری کذا فی کنز العمال یعنے بخاری مسلم وغیرہ مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز مین تمام آدمیون کا
سردار ہونگا جانتے ہو اوسکی کیا وجہ ہے۔ خدا تعالی تمام اولین و آخرین کو ایک
ایسی زمین مین جمع کریگا کہ پکارنے والے کی آواز سب سن لین اور دیکھنے والا
سب کو دیکھ لے اور آفتاب نہایت نزدیک آجائیگا جس سے لوگون کو اس قدر
غم اور سختی ہوگی کہ برداشت کی طاقت نہ رہیگی اوس وقت لوگ آپس مین ایک
دوسرے سے کہینگے کیا دیکھتے نہین کیسی حالت گذر رہی ہے کسی ایسے شخص کی
تلاش کرنیکی ضرورت ہے کہ خدا تعالی سے ہماری شفاعت کرے اور اس بلا سے
ہمین نجات دے آخر یہ رائے قرار پائیگی کہ آدم علیہ السلام کے پاس جائین چنانچہ
اونکے پاس جاکر کہینگے حضرت آپ ہمارے اور تمام بشر کے باپ ہو حق تعالی نے

آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ مین اپنی روح پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا کہ آپ کو
سجدہ کرین۔ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے کہ کس حالت مین
ہم لوگ مبتلا ہین۔ آدم علیہ السلام کہینگے کہ آج خدا تعالی ایسا غضب ناک ہے
کہ ویسا نہ کبھی پیشتر ہوا تھا نہ آیندہ کبھی ہوگا مجھکو اس جھاڑ کے پاس جانے سے
منع فرمایا تھا مگر مجھ سے نافرمانی ہوگئی آج مجھے اپنے ھی نفس کی فکر ہے تم لوگ
اور کسی کے پاس جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب نوح علیہ السلام کے
پاس جاوینگے اور کہینگے کہ آپ پہلے رسول ہین جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے
آپکا نام اللہ تعالی نے عبد شکور رکھا اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے
کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین نوح علیہ السلام کہینگے کہ خدا تعالی آج ایسا غضبناک ہے
کہ نہ کبھی ہوا تھا نہ کبھی ہوگا میرے لئے ایک دعا مقرر تھی جو رد نہ ہو سو وہ دعا مینے
اپنی قوم کے ہلاک کے لئے کی آج مجھے اپنے ھی نفس کی فکر ہے تم اور کہین جاؤ
اگر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس
حاضر ہونگے اور عرض کرینگے کہ حضرت آپ نبی اللہ اور خلیل اللہ ہین اپنے رب سے
ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے کہ ہم کیسی حالت مین مبتلا ہین وہ بھی
فرما دینگے کہ جیسے آج حق تعالی غضب کی حالت مین ہے نہ ویسا کبھی ہوا اور
نہ آیندہ ہوگا مین نے تین جھوٹ کہے تھے اسلئے مجھے آج اپنے ھی نفس کی
فکر ہے کسی اور کے پاس جاؤ اگر موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب موسی
علیہ السلام کے پاس جاکر کہینگے اے موسی آپ اللہ کے رسول ہو اور اللہ تعالی نے
آپکو اپنی رسالتون اور کلام سے سب پر بزرگی دی کیا ہماری حالت آپ نہین دیکھتے

رحم کیجئے اور اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے وہ بھی فرماوینگے کہ خدا تعالی
جیسے آج غضبناک ہے نہ کبھی ہوا نہ ہوگا میں نے ایک شخص کو بغیر حکم کے مار ڈالا تھا
مجھے آج اپنے ہی نفس کی پڑی ہے تم اور کہیں جاو اگر عیسی کے پاس جاؤ تو اچھا ہے
وہ سب عیسی علیہ السلام کے پاس جاکر کہینگے حضرت آپ اللہ کے رسول اور اوسکے
کلمہ جو مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح اللہ ہو گہوارہ میں آپنے لوگون سے
باتین کی تہین ہماری حالت پر رحم کرکے اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے
وہ بھی یہی کہینگے کہ جیسے آج حق تعالی غضب کی حالت مین ہے نہ ویسا کبھی ہوا تھا
نہ ہوگا آج مجھے اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم اور کہین جاؤ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونگے اور عرض
کرینگے کہ حضرت آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہین اور خدا تعالی نے اگلے پچھلے
گناہ آپکے سب معاف کردئے دیکھئے کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین ہماری شفاعت
اپنے رب سے کیجئے اوس وقت مین عرش کے نیچے جاکر سجدہ مین کرونگا اور حمد
وثناے الہی کے وہ الہامی مضامین میرے دل پر منکشف ہونگے جو کسی پر کبھی نہ
کھلے تہے حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاؤ جو تم چاہوگے وہ دیا جائیگا اور
شفاعت کروگے تو قبول کی جائیگی اوس وقت مین سر اٹھاونگا اور عرض کرونگا
اے رب امتی امتی یعنے میری امت کو نجات دے ارشاد ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت سے اون لوگون کو جن پر حساب وکتاب نہین ہے جنت کے سیدھی
جانب کے دروازے سے جنت مین داخل کردو اور اوسکے سوا دوسر دروازون
سے بھی وہ جاسکتے ہین قسم ہے خدا تعالی کی جنت کے دروازون کی مسافت ایک

سے دو سرے پیٹ تک اتنی ہے جتنی مکہ سے ہجر کی یا مکہ سے بصری کی ہے انتہی۔
یہہ حدیث بخاری و مسلم دونون میں مذکور ہے جسکی صحت مین کوئی کلام نہین اور اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیا اور اولو العزم اپنی اپنی لغزشین یاد کر کے
خدا کے سامنے شرمسار ہونگے اور سب سے آخر صاحب کے پاس جاوینگے جنکے اگلے پچھلے گناہ خدا نے
معاف کر کے بے فکر کر دیا اور اب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے مین پہونچ
گیا فی الواقع ایسا الہام کہ تمہارے ... کو تمام انبیا سے افضل بنا دیا ہوگا
میری دانست مین کوئی مسلمان اسکا قائل ہوگا کہ وہ تمام انبیا سے افضل اور بارگاہ
کبریائی مین سب سے زیادہ مقرب ہین اصل بات یہہ ہے کہ ایسے الہامون مین اکثر شیطان
دہوکا دیدیا کرتا ہے اور آدمی کو اپنی فضیلت کی خوشی مین کچھہ نہین سوجتا اور سمجھہ
جاتا ہے کہ سچ مچ خدا ہی کی طرف سے وہ الہام ہے۔ یہہ حکایت مشہور ہے کہ
کسی زاہد پر شیطان نے وحی کی (بمصداق یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا) کہ
کہ مین جبرئیل ہون اور آپکے لئے براق لیکے آیا ہون چلئے آج آپکی معراج ہے مگر آنکھون
کو پہلے پٹی باندھ لیجئے چنانچہ انہون نے اس خوشی مین کہ آج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمرتبہ ہوتے ہین آنکھون کو پٹی باندھ خدا کا شکر کرتے ہوئے براق پر سوار ہوئے
جو دراصل گدھا تھا شیطان نے رسوائی کی غرض سے تمام شہر مین اونکی تشہیر کر کے
کسی ویرانہ مین لیجا کر چھوڑ دیا۔ الغرض شیطان آدمی کا سخت دشمن ہے اقسام کی تدبیرین
کر کے رسوا بلکہ خسر الدنیا والاخرہ بنا دیتا ہے۔
یہہ بحث عارضی تھی اصل کلام روز قیامت کے احوال مین تھا بخاری شریف مین ہے

عن ابن عباس رض قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم محشورون الی اللہ عزوجل

عراۃً غرلاً کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین ثم اول من یکسی یوم القیمۃ ابراہیم انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول اصحابی فیقال لا تدری ما احدثوا بعدک بخاری صفحہ ۶۹۳ یعنے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ تم لوگون کا حشر اللہ تعالی کے روبرو ایسے طور پر ہوگا کہ سب برہنہ اور بے ختنہ ہونگے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کما بدانا اول خلق الایہ یعنے جیسے اول خلقت مین ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اوسیطرح اونکو دوبارا پیدا کرینگے یہہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جسکو ہم پورا کرنے والے ہین۔ پہر قیامت کے روز پہلے ابراہیم علیہ السلام لباس پہنائے جائینگے۔ میری امت سے چند شخصون کو بائین طرف یعنے دوزخ کی جانب لے جائینگے مین کہونگا کہ یہہ تو میرے اصحاب یعنے امتی ہین کہا جائیگا کہ آپکو معلوم نہین انہون نے آپکے بعد کیسی کیسی نئی باتین نکالی ہتین انتہی۔ اور بخاری شریف مین ہے عن انسؓ ان رجلا قال یا نبی اللہ یحشر الکافر علی وجہہ یوم القیمۃ قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادراً علی ان یمشیہ علی وجہہ یوم القیمۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسینے پوچہا کیا کافر حشر مین منہ کے بل چلیگا فرمایا جسنے دنیا مین اوسکو پاؤن پر چلایا تھا کیا اس بات پر قادر نہین کہ قیامت مین اوسکو منہ کے بل چلاے انتہی۔ ان احادیث اور آیۂ موصوفہ سے ظاہر ہے کہ قیامت مین پورا جسمانی کارخانہ قایم ہوجائیگا کیونکہ قبرون سے بے ختنہ اور برہنہ اٹھنا اور منہ کے بل چلنا اور پسینہ جاری ہونا وغیرہ امور اوسپر دلیل قطعی ہین اب اگر مرزا صاحب کو خدا اور رسول کی بات ماننے مین یہودیت کا خوف ہے تو وہ یہودیت سے بھی بدتر ہے اسلئے کہ کل کفار کا یہی طریقہ رہا کہ خدا و رسول کی بات پر کوئی نہ کوئی الزام قایم کردیا کرتے تھے

اسکے بعد اعمال نامے ہر طرف سے اُڑ جاینگے اور ہر ایک کے ہاتھمیں آ جاینگے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے واذا الصحف نشرت وقوله تعالی یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خافیة فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول هاؤم اقرؤا کتابیه انی ظننت انی ملاق حسابیه فهو فی عیشة راضیة فی جنة عالیة قطوفها دانیة کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة واما من اوتی کتابه بشماله فیقول یا لیتنی لم اوت کتابیه ولم ادر ما حسابیه یا لیتها کانت القاضیة ما اغنی عنی مالیه هلک عنی سلطانیه خذوه فغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه ترجمہ اور اس دن سامنے جاؤگے چھپ نرہیگا چھپنے والا سو جسکو ملا نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ مین کہیگا لیجیو پڑہو میرا نامہ مجھے اعتقاد تہا کہ مجھکو ملنا ہے میرا حساب سو وہ پسندیدہ عیش میں ہیگا جنت میں جسکے میوے جہک رہے ہیں کہاؤ پیو رچکر جو آگے بہیجا تمنے پہلے دنوں میں اور جسکو ملا اعمال نامہ بائین ہاتھ مین کہیگا کاش مجھکو نہ ملتا میرا لکہا اور مجھکو خبر نہوتی کہ کیا حساب ہے میرا اے کاش موت ہی میرا کام آخر کر دیتی۔ کچھ کام نہ آیا مجھکو میرا مال زائل ہوگئی مجھسے حکومت کہا جائیگا کہ اسکو پکڑو پہر طوق ڈالو پہر آگ کے ڈھیر پر اسکو بٹھاو پہر ایک زنجیر مین جسکا ناپ ستر گز ہے اسکو جکڑ دو انتہی۔ اور حدیث میں ہے جسکو احمد عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے عن ابی موسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرض الناس ثلث عرضات فاما عرضتان فجدال ومعاذیر واما الثالثة فعند ذلک تطایر الصحف فی الایدی فاخذ بیمینه واخذ بشماله کذا فی الدر المنثور

للامام السیوطی رح یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعمال تین بار پیش کیے جاوینگے دو بار تو جھگڑے اور عذر خواہیان ہونگی تیسری بار اعمال نامے اڑکر یا اون پر آجاوینگے کسیکے داہنے ہاتھ مین اور کسیکے بائین ہاتھ مین انتہی

اور اعمال کے تلنے کا بھی ایک بڑا امر کبیر ہے حق تعالی فرماتا ہے والوزن یومئذ الحق

وقولہ تعالی فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون ترجمہ جنکے بھاری ہوئین تولین وہی مراد کو پہونچے اور جنکی ہلکی ہوئین تولین وہی ہین جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ مین رہینگے اور ارشاد

ہے قولہ تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین ترجمہ اور رکھینگے ہم ترازوین انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہوگا کسی شخص پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانہ کے وہ بھی ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنے والے انتہی

اور حق تعالی فرماتا ہے حتی اذا ما جاؤہا شہد علیہم سمعہم وابصارہم وجلودہم بما کانوا یعملون وقولہ تعالی الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانوا یکسبون یعنے اونکے منہ پر اوس روز مہر کر دی جائیگی اور ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا سے گواہی طلب کی جائیگی اور ہر عضو جو کچھ دنیا مین کام کیا تھا پورا پورا کہدیگا اور ارشاد ہے وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ترجمہ اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہونچیگا دوزخ پر ہو چکا تمہارے رب پر ضرور مقرر انتہی

اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین نقل کی ہے عن ابن مسعود رض فی قولہ وان منکم الا واردہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد الناس کلہم النار ثم یصدرون عنہا،

یمر اولہم کالبرق ثم کالریح ثم کالطیر ثم کاجود الفرس ثم کالراکب فی رحلہ ثم کشد الرجل ثم کمشیہ

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کل آدمی دوزخ پر آئینگے اور بقدر اعمال اوسپر سے گذرینگے بعض برق کی طرح بعض ہوا کی بعض گہوڑے کی دوڑ کی اور بعض اونٹ کے اور بعض آدمی کے دوڑنے اور چلنے کی طرح انتہی۔

اور بخاری شریف مین یہہ روایت ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ یوم القیمۃ یا آدم یقول لبیک ربنا وسعدیک فینادی بصوت ان اللہ یامرک ان تخرج من ذریتک بعثا الی النار قال یارب وما بعث النار قال من کل الف اراہ قال تسع مائۃ وتسعۃ وتسعین صفحہ ۶۹۳

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی قیامت کے روز فرمادیگا یا آدم وہ جواب مین عرض کرینگے لبیک ربنا وسعدیک پہر ندا ہوگی بلند آواز سے کہ اللہ تعالی تمکو حکم فرماتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا لشکر جدا کرو عرض کرینگے کس قدر ارشاد ہوگا ہر ہزار سے ایک کم ہزار انتہی۔

پہر وہ مصیبت کا روز معمولی بہی نہو گا کہ چار پہر کسی طرح گذر جائین بلکہ ابتدائے تخلیق سے قیامت تک جتنی عمر اس عالم دنیوی کی ہے وہ ایک روز درازی مین گویا اوس تمام کے برابر اور ہم پلہ ہوگا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے کہ وہ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا کما قال تعالی سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ فاصبر صبرا جمیلا ترجمہ درخواست کرتا ہے درخواست کرنے والا اوس عذاب کی جو واقع ہونے والا ہے کافرون کے واسطے اللہ کی طرف سے جو

مین ہوتا الا ہے - چڑہینگے اوسکی طرف فرشتے اور روح ایک دن مین جسکی مقدار پچاس
ہزار برس کی ہے سو صبر کر اچھا صبر انتہی -
یعنی جتنے فرشتے دنیا مین مخلوقات کا موات پر مامور ہین اوس روز تمام آسمانون پر چڑھ جاینگے
غرض کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہونا اور اوس مین اقسام کے مصائب کا
پیش آنا قرآن شریف کی بیسون آیات اور صدہا احادیث سے ثابت ہے جسکو
ذرا بھی ایمان ہوا اوس مین ہرگز شک نہین کرسکتا اوس پر بھی جن لوگون کو شک ہے
حق تعالی اونکو عقلی طریقہ سے سمجہاتا ہے کما قال تعالی یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب
من البعث فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة
وغیر مخلقة لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم
لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا
وتری الارض ہامدة فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت وربت وانبتت من
کل زوج بہیج ذلک بان اللہ ہو الحق وانہ یحیی الموتی وانہ علی کل شیء قدیر وان
الساعة آتیة لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور ومن الناس من یجادل
فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا
خزی ونذیقہ یوم القیمة عذاب الحریق ترجمہ اے لوگو اگر تمکو شک ہے جی
اٹھنے مین تو (دیکہو) کہ ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر
مضغہ گوشت سے صورت بنی ہوی اور نہ بنی ہوی تھی اسواسطے کہ تمکو ظاہر طور پر
معلوم کرادین - اور ٹہیرا رکہتے ہین ہم رحم مین جو کچھ چاہتے ہین ایک میعاد مقررہ
تک پھر تمکو نکالتے ہین لڑکا پھر جب تک پہونچو اپنی جوانی کے زور کو - اور بعضے

تم مین سے مرجاتے ہین اور بعضے پہیرے جاتے ہین ارذل عمر تک تا سمجہہ کے
پیچہے کچہہ نہ سمجہنے لگین - اور تم دیکہتے ہو زمین خشک پہر جہان ہمنے اوتارا
اوسپر پانی تازی ہوی اور ابہری اور اگائین ہر قسم کی رونق کی چیزین یہہ
اسواسطے کہ اللہ ہی ہے حق اور وہ جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز پر قادر
ہے اور یہہ کہ قیامت آنے والی ہے اوس مین کچہہ شک نہین - اور یہہ کہ اللہ
اٹہا دیگا قبر مین پڑے ہوون کو - اور بعض لوگ ہین جو جہگڑتے ہین اللہ کے
باتمین بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب روشن کے اپنی گردن
موڑ کر کہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے اونکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکہا دینگے
ہم اونکو قیامت کے دن جلن کی عذاب انتہی -
اس آیۂ شریفہ مین حق تعالی اون لوگون کو جو قیامت کے قائل نہین کئی
مثالون سے سمجہاتا ہے کہ تم اپنی ہی پیدایش کو دیکہہ لو کہ کس قدر عقل کے خلاف
ہے مٹی سے نباتات اور اوسنے نطفہ اور اوس سے علقہ اور اوس سے مضغہ
اور اوس سے آدمی بنتا ہے پہر تم پر کیسے کیسے انقلابات آتے ہین کبہی لڑکے
کبہی جوان کبہی بعد کمال عقل کے بے وقوف محض - اور زمین ہی کو دیکہہ لو کہ
خشک ہونے کے بعد ہمارے حکم سے کیسی لہلہانے لگتی ہے اس سے سمجہہ سکتے
کہ خدا تعالی جو ہمیشہ اس عالم مین انقلابات پیدا کیا کرتا ہے اوس انقلاب
اخروی پر بہی قادر ہے کہ مردون کو زندہ کرکے میدان حشر مین قایم کردے
اسیطرح جو نہ مانے وہ دنیا مین ذلیل اور آخرت مین سخت عذاب مین مبتلا
کیا جائیگا - اب یہہ دیکہنا چاہئے کہ حق تعالی جو فرماتا ہے یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب

من البعث سو مرزا صاحب کا شبہ اوس مین داخل ہے یا نہین۔ انہون نے تحریر
سابق مین اپنا اعتقاد بیان کر دیا ہے کہ مرنے کے بعد ایک حالت مستمرہ رہیگی
اور کوئی زندہ ہوکر زمین پر نہ آئیگا۔ اس صورت مین ظاہر ہے کہ جن شبہات
کے رفع کے لئے یہہ آیت نازل ہوئی اون مین مرزا صاحب کا شبہ اور اعتقاد
بھی داخل ہے۔ اب مرزا صاحب کو خدا کا شکر بجا لانا چاہئے کہ کس طرح مثالین
دے دے کر حق تعالی نے موت کے بعد زندہ کرنے کا حال بیان فرمایا۔
اگر موت کا خیال مانع ہے تو اوسکی طرف کچھہ توجہ کرنیکی ضرورت نہین اسلئے
کہ شیطان ایسے ہی قیاس کرکے آدم علیہ السلام کے سجدہ سے رکا تھا۔
خدا تعالی کے ارشاد کے بعد مسلمانون کو چون و چرا کی کوئی ضرورت نہین۔
اب اہل انصاف خود ہی غور کرین کہ مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ قیامت
کے دن بحضور رب العالمین حاضر ہونا اونکو بہشت سے نہین نکالتا معاد
جسمانی کا انکار ہے یا نہین اور یہہ عقیدہ قرآن و حدیث کے مخالف ہے یا
نہین اور اس مخالفت سے آدمی کا ایمان باقی رہ سکتا ہے یا نہین۔ خدا تعالے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صاف فرما رہے ہین کہ حشر زمین پر ہوگا اور
اس تصریح کے ساتھہ ارشاد ہے کہ اوس دن زمین جھاڑ پہاڑ وغیرہ سے خالی
کردی جائیگی اور دریائین خشک ہو جائینگے وغیرہ وغیرہ۔
مگر مرزا صاحب ایک نہین مانتے۔ قرآن و حدیث سے مردون کا قبرون سے نکل کر
اپنے رب کی طرف جانا ثابت ہے قوله تعالى ونفخ في الصور فاذا هم من الاجداث
الی ربهم ینسلون یعنے صور پہونکے جانے کے ساتھہ ہی سب آدمی قبرون سے نکل کر

اپنے رب کی طرف دوڑینگے" اور نیز میدان حشر مین کھڑے ہونا اور پسینہ کی
وہ حالت اور اونکا ختنہ نہ کئے ہوئے ایسی حالت پر ہونا جیسے دنیا مین پیدا
ہوئے تھے ثابت ہے جو صاف طور سے معاد جسمانی پر گواہی دے رہا ہے
مگر مرزا صاحب اوسکی تصدیق نہین کرتے۔ اور معرکہ حساب و میزان و پل صراط
اور انبیاے اولوالعزم کی پریشانی اور بکرات و مرات نفسی نفسی نفسی کہنا دلیل
بین ہے اسپر کہ اوس وقت کوئی جنت مین نہو گا مگر مرزا صاحب اسکو رد کرکے
کہتے ہین کہ بہشت سے کوئی نہ نکلیگا۔ دیکھ لیجئے ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ مرزا صاحب
صرف مسلمانون کو دہوکا دینے کے لئے کہتے ہین کہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے اور
اوس سے ایک نقطہ کم نہین ہوسکتا۔ فی الحقیقت ایک نقطہ تو کم نہین کیا مگر جزو
کے جزو نکال دئے۔ اب یہان ایک اور مشکل درپیش ہے کہ مرزا صاحب یہہ بھی کہتے ہین
کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہین کہ جو کچھہ اللہ ورسول نے فرمایا ہے وہ سب کچھہ ہوگا
لیکن ایسے طور پر کہ خدا تعالی کے تقدس اور تنزہ مین کوئی منافی نہو۔ اس کا یہہ
مطلب ہوا کہ وہ لوگ جنت مین بھی ہونگے اور زمین محشر پر بھی محشر کے مصائب اور
آفات تو ابھی معلوم ہوچکے اب جنت کے بھی تہوڑے احوال سن لیجئے حق تعالی فرماتا ہے
جنات تجری من تحتها الانهار وقوله تعالی فيها انهار من ماء غير آسن وانهار
من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمر لذة للشاربين وانهار من عسل مصفى وقوله تعالى
لكم فيها فاكهة كثيرة منها تاكلون وقوله تعالى وفيها ما تشتهيه الانفس وتلذ الاعين
وقوله تعالی لهم فيها ازواج مطهرة وقوله تعالى وعندهم قاصرات الطرف
وقوله تعالى وحور عين كامثال اللؤلؤ المكنون وقوله تعالى يحلون فيها من اساور

من اساور من ذهب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکئین فیها علی الارائک وقوله تعالی
یطاف علیهم بصحاف من ذهب واکواب وقوله تعالی وکاسا دهاقا وقوله تعالی
لا یرون فیها شمسا ولا زمهریرا وقوله تعالی فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة
ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة اسکے سوا اور بہت سی آیتین ہین جنکا مطلب
یہہ ہے کہ جنتیون کی حالت یہہ ہے کہ انکے مکانون کے نیچے پانی اور دودہ
اور شراب اور مصفی شہد کی نہرین بہتی ہونگی مکانات نہایت پرتکلف جنمین
بہت ہی پاکیزہ فرش بچھے ہوے اور مسندین لگی ہوین اور ایک طرف اونچے
اونچے تخت بچھے ہوے اور بیبیان نہایت پاکیزہ اور شرمگین اور حورین
نہایت حسین فاخرہ لباس اور اقسام کے زیورون سے آراستہ نزدیک بیٹھی ہین
اور خود بھی مکلل زیور اور عمدہ عمدہ ریشمی لباس پہنے ہوے اور میوہ جات
اور طرح طرح کی نعمتین جنکا شمار نہین غلمان و خدام مشقابون پر مشقابین لیے چلے
آرہے ہین اور جھلکتے پیالون کا پیہم دور ہر جس چیز کی خواہش ہو فوراً موجود اور
انکے سوا وہ وہ نعمتین جو نہ کسی کانون نے سنے نہ آنکھون نے دیکھین ہر وقت
مہیا پہر نہ اوس مین آفتاب کی گرمی نہ زمہریر کی سردی نہ کسی امر کا فکر نہ اوس
سے نکلنے کا اندیشہ نہ موت کا کہٹکا وغیرہ امور جنکو تمام اہل اسلام جانتے ہین
اب دیکھیے مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ قیامت کے روز بہشت سے کوی
نہ نکلیگا اور قیامت کے کل مصائب پر بھی ایمان ہے اسکا مطلب تو یہہ ہوا
کہ اوس روز مصائب قیامت مین بھی سب جنتی مبتلا رہینگے اور عیش و عشرت
مین بھی سرگرم اور مشغول رہینگے یہہ بات کچھہ سمجھہ مین نہین آتی مگر ابن حزم رح نے

طل فصل میں لکھا ہے کہ انجیل متی کے چودہویں باب میں مذکور ہے کہ مسیح نے کہا
کہ یحیی نہ کھانا کھاتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں اور میں کھانا بھی کھاتا ہوں اور پانی
بھی پیتا ہوں اس سے ظاہر ہے کہ یحیی علیہ السلام مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں
نصاری اسکا جواب دیتے ہیں کہ مسیح کا ناسوت کھاتا پیتا تھا اور لاہوت
نہ کھاتا نہ پیتا تھا انتہی ملخصاً

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہہ مسئلہ دہین سے نکالا ہوگا
کیونکہ مرزا صاحب کو یہود و نصاری کے عقاید میں مہارت کی وجہ سے دخل
ہے اس بنا پر قائل ہوگئے کہ اہل محشر کا لاہوت جنت میں اور ناسوت مقام
میں رہیگا مگر ہمارے دین میں اسکی نظیر نہیں ملتی اس وجہ سے اہل اسلام اس قسم کے
لاہوت و ناسوت کے قائل نہیں ہو سکتے۔ مرزا صاحب ہم پر یہود کے ہم خیال
ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور خود نصاری کے ساتھ ہیں اور فرماتے ہیں کہ
اگر بہشتی بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو تجلی کے وقت انہیں بہشت
سے نکالنا پڑیگا اور اس لق و دق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا
گیا ہے حاضر ہونا پڑیگا ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے
نکلا ہوا ہے اور حق یہہ ہے کہ عدالت کے دن پر ہم ایمان لاتے ہیں اور تخت
رب العالمین کے قائل ہیں لیکن جسمانی طور پر اوسکا خاکہ نہیں کھینچتے انتہی۔
خود ہی غور فرمادیں کہ یہہ تو ہمنے نہیں کہا کہ لق و دق جنگل میں تخت رب العالمین
بچھیگا جسکا الزام ہم پر لگایا جاتا ہے البتہ ہم اس آیۂ شریفہ پر ایمان ضرور رکھتے ہیں
ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ اور اس قسم کے جتنے امور ہمارے خدا و رسول

نے فرمادیے ہین گو یہود کے بھی وہ اعتقاد ہون اون سب کو ہم مانتے ہین کیونکہ ہمارا قرآن توراۃ و انجیل کا مصدق ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے ولما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما معہم الآیہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے بعض اقوال کی تصدیق بھی کی ہے چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے جو بخاری شریف صفحہ میں ہے عن عبد اللہ قال جاء حبر من الاحبار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انا نجد ان اللہ یجعل السموات علی اصبع والارضین علی اصبع والشجر علی اصبع والماء علی اصبع والثری علی اصبع وسائر الخلائق علی اصبع فیقول انا الملک فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ تصدیقا لقول الحبر ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ یعنے ایک عالم یہود کا حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری کتاب مین یہہ ہے کہ حق تعالی تمام آسمانون کو ایک اصبع پر اور زمینون وغیرہ کو ایک ایک اصبع پر رکھکر فرمائیگا کہ مین ہی بادشاہ ہون یہہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے جس سے تصدیق اوس عالم کی ہوتی تھی پھر حضرت نے یہہ آیت پڑھی وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ —

الحاصل ہمارے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی جن باتون کی تصدیق کی ہے اونکی تصدیق کرنے مین ہمین کوئی عار نہین البتہ اس قسم کے ناسوت ولاہوت کا اعتقاد قابل عار ہے —

مرزا صاحب یہہ جو فرماتے ہین کہ ہم تخت رب العالمین کا خاکہ جسمانی طور کے

نہیں کہتے اسکا مطلب یہان معلوم نہین ہوتا کہ عرش الہی کے جسمانی ہونے سے
معاد جسمانی کیونکر باطل کیا جاتا ہے اگر اسکا مطلب یہہ ہے کہ حشر جسمانی ہو تو
تنزیہ الہی مین فرق پہونچتا ہے تو اس اعتبار سے اس عالم جسمانی مین بھی تنزیہ
الہی سے ہٹنا چاہیے اسلئے کہ اقراب ہی استوا علی العرش ثابت ہے جیسے
قیامت مین ہوگا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اب
استوا کے معنی جو کچھہ ہون جیسے اس عالم مین ہے ویسا ہی اوس عالم مین
بھی ہوگا پھر جب اوس عالم مین زمین پر حشر جسمانی ہونے سے تنزیہ مین
فرق آتا ہے تو اس عالم مین بھی عالم جسمانی زمین پر ہونے سے فرق آنا چاہیے
اور جب اس عالم مین تنزیہ مین فرق نہین آتا تو وہان معاد جسمانی سے فرق آئیگا کہا
مرزا صاحب تنزیہ کو پیش کرکے حشر جسمانی کا جو انکار کرتے ہین کس قدر بیجا
اور خلاف دین ہے اب تک تو آیات قرآنیہ کو بیان کرکے اون مین الٹ پلٹ
بھی کیا کرتے تھے اس مسئلہ مین جو دیکھا کہ اگر احادیث کی تکذیب بھی کردین
تو آیات قرآنیہ اتنی ہین کہ اون سے مفر ہونا مشکل ہے اسلئے یہان وہ
طریقہ بھی چھوڑ دیا اور خود مختاری سے ایک نیا عقیدہ گھڑ دیا جس کا کوئی
اسلامی فرقہ قائل نہین گویا وہ کل آیات نعوذ باللہ منسوخ کردی گئین تمام
اہل اسلام جانتے ہین کہ کوئی بھی کلام الہی کو منسوخ کرنے کا مجاز نہین جب تک
خود خدائے تعالی کسی آیت کو منسوخ نہ کرے پھر مرزا صاحب اسکے کیونکر مجاز
ہوسکتے ہین اس سے تو یہہ ظاہر ہے کہ روز افزون ترقی مین نبوت مستقلہ
سے بھی ترقی کا دعوی ہوگیا ہے۔ اگر متبعین کو مرزا صاحب کی تقریر سے

معاد جسمانی کا انکار ہے تو ظاہر ہے کہ اونکے نزدیک وہ نبی مستقل بلکہ نبی سے بھی
ایک درجہ بڑھکر ہین اور اونکی کتاب ازالۃ الاوہام ناسخ قرآن شریف قرار پا چکی ہے
نعوذ باللہ من ذلک خدا کرے کہ ایسا نہو اور یہہ حضرات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کے کلمہ گو اور پورے قرآن کے معتقد رہین —

مشرکین و فلاسفہ جو قیامت کا انکار کرتے تھے بڑی وجہ اوسکی یہہ مشاہدہ تھا
کہ جب کوئی چیز فنا ہوجاتی ہے تو پھر وجود مین نہین آتی اسوجہ سے وہ کہتے تھے
مین بعید نا ہے یعنے ہمین دوبارا کون پیدا کریگا اور فلاسفہ نے قاعدہ بنا رکھا ہے
کہ اعادہ معدوم محال ہے حق تعالی جواب مین فرماتا ہے کما خلقناکم اول خلق نعیدہ
وعداً علینا انا کنا فاعلین یعنے جیسے ہمنے پہلے پیدا کیا جب تم کچھ نتھے ویساہی
دوبارا بھی پیدا کرینگے کیونکہ اعادہ بہ نسبت ابتدائے تخلیق کے بہت آسان ہے
اور ارشاد ہے قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ
وہو بکل خلق علیم یعنے وہ کہتے ہین بوسیدہ ہڈیون کو کون زندہ کریگا تم کہو کہ
جسنے پہلے پیدا کیا تھا وہی اونکو زندہ کریگا ہر چیز کو پیدا کرنیکا حال وہ خوب جانتا ہے
الحاصل جب آدمی کو خداتعالی کی قدرت پر ایمان ہو تو اوسکو قیامت کے
تسلیم کرنے مین ذرا بھی تامل نہوگا —

قیامت کے باب مین کم فہم اور جاہلون کو یہہ شبہات ہوتے ہین کہ آیات واحادیث
مین جو قیامت کے احوال مذکور ہین باہم متعارض ہین مثلاً کسی آیت مین یہہ ہے
کہ سب فرشتے اوس روز آسمانون پر چلے جاینگے اور کسی مین یہہ ہے کہ سب
زمین پر اتر آئینگے اور کسی مین یہہ ہے کہ آفتاب وماہتاب بے نور ہو کر گر جائینگے

اور کسی میں یہہ ہے کہ زمین سے ایک میل کے فاصلہ پر آفتاب آجائیگا اور کسی میں یہ ہے
کہ دوزخ میں دونون ڈالے جائینگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے انکم وما تعبدون من
دون اللہ حصب جہنم غرض کہ آیات و احادیث کو دیکھنے سے اس قسم کے بہت
شبہات پیدا ہوتے ہیں سو انکو یون دفع کرنا چاہیے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار
برس کا ہوگا جس میں مختلف اوقات میں مختلف کام ہونگے ۔ یہہ بات پوشیدہ نہیں
کہ ایک ہی صدی میں کیسے کیسے انقلابات پیدا ہوجاتے ہیں آدمی جب اپنے
بزرگون کی زبانی اونکے اوائل حالات سنتا ہے اور اپنے زمانہ کے حالات
کو دیکھتا ہے تو ایک انقلاب عظیم پاتا ہے جس سے متحیر ہوجاتا ہے جب ایک
صدی میں یہہ کیفیت ہو تو قیامت کے پچاس ہزار برس میں کس قدر انقلابات
ہونا چاہئے اسی وجہ سے ایک وقت وہ ہوگا کہ تمام فرشتے زمین سے آسمانون تک
چلے جائینگے اوسکے بعد جب آسمانون کا کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا اور زمین پر
شان و شوکت کے اظہار کی ضرورت ہوگی تو تمام فرشتون کے صفوف زمین پر
آراستہ کئے جائینگے اور آفتاب کا نور زائل کرکے صرف اوسکی گرمی کسی خاص
مصلحت کے لحاظ سے باقی رکھی جائیگی پھر کسی وقت دوزخ میں بھی ڈالدیا
جائیگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے روبرو بھی چند شبہات اس قسم کے
پیش کئے گئے تھے اونکا جواب جو انہون نے دیا ہے اوس سے ہمارے
اس قول کی تصدیق ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے عن سعید رح قال رجل
لابن عباس رض انی اجد فی القرآن اشیاء تختلف علی قال فلا انساب بینہم یومئذ
ولا یتساءلون ۔ واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون ۔ ولا یکتمون اللہ حدیثا ربنا ما کنا

مشرکین فقد کتموا فی ہذہ الآیۃ - وقال ام السماء بناہا الی قولہ دحاہا فذکر خلق السماء قبل خلق الارض
ثم قال ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین الی طائعین فذکر فی ہذہ خلق الارض
قبل السماء وقال وکان اللہ غفورا رحیما عزیزا حکیما سمیعا بصیرا فکانہ کان ثم مضی -
فقال فلا انساب بینہم فی النفخۃ الاولی ثم ینفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن
فی الارض الا من شاء اللہ فلا انساب عند ذلک ولا یتساءلون ثم فی النفخۃ الآخرۃ
اقبل بعضہم علی بعض یتساءلون واما قولہ ما کنا مشرکین ولا یکتمون اللہ فان اللہ
یغفر لاہل الاخلاص ذنوبہم وقال المشرکون تعالوا نقول لم نکن مشرکین فختم علی افواہہم
فتنطق ایدیہم فعند ذلک عرف ان اللہ لا یکتم حدیثا وعندہ یود الذین کفروا الآیۃ
وخلق الارض فی یومین ثم خلق السماء ثم استوی الی السماء فسواہن فی یومین آخرین
ثم دحا الارض ودحیہا ان اخرج منہا الماء والمرعی وخلق الجبال والجمال والآکام وما
بینہما فی یومین آخرین فذلک قولہ دحاہا وقولہ خلق الارض فی یومین فجعلت الارض
وما فیہا من شیء فی اربعۃ ایام وخلقت السماء فی یومین - وکان اللہ غفورا رحیما سمی
نفسہ ذلک وذلک قولہ ای لم یزل کذلک فان اللہ لم یرد شیئا الا اصاب بہ الذی
اراد فلا یختلف علیک القرآن فان کلا من عند اللہ یعنے ایک شخص نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہا کہ قرآن شریف مین مجھے کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے
حق تعالی فرماتا ہے کہ قیامت کے روز لوگون مین نہ نسبی تعلق ہوگا نہ ایک
دوسرے کو پوچھیگا پھر دوسری آیت مین ہے کہ ایک دوسرے کے پاس جاوینگے
اور پوچھینگے - اور ایک آیت مین یہ ہے کہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپاوینگے
اور دوسری آیت مین ہے کہ مشرک کہینگے کہ یا اللہ ہم مشرک نتھے - اس سے

چھپانا ثابت ہی۔ اور ایک آیت مین ہے کہ زمین آسمانون سے پہلے پیدا ہوئی اور دوسری آیت مین ہے کہ
آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوی اور کان اللہ غفورا رحیما وغیرہ سی معلوم ہوتا ہی کہ غفور رحیم گزشتہ زمانہ مین تھا
ابن عباس رض نے فرمایا کہ نفخہ اولی کے وقت کوئی کسی کو نہ پوچھیگا پھر نفخہ آخری
کے بعد ایک دوسرے کو پوچھنے لگینگے۔ اور جب خدا تعالی اہل اخلاص کے گناہ معاف
فرمادیگا تو مشرکین آپس مین کہینگے کہ آؤ ہم بھی کہین کہ ہم مشرک نتھے اوس وقت
اونکے مونہون پر مہر کی جائگی اور ہاتھ اونکے سب واقعات کہہ سناینگے کہ ہم نے
یہہ یہہ کام کیا تھا اوس وقت یہہ ثابت ہو جائیگا کہ خدا تعالی سے کوئی کچھ چھپا
نہین سکتا اوس وقت کفار آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی ایمان لائے ہوتے۔
اور حق تعالی نے دو دن مین زمین کو پیدا کیا پھر دو دن مین آسمان بنائے۔
اوسکے بعد دو دن مین زمین سے پانی نکالا اور چراگاہ اور پہاڑ اور ٹیلے وغیرہ
بنائے اس حساب سے زمین اور اوسکے متعلقات چار دن مین آسمانون سے
پہلے اور بعد بنائے گئے اور آسمان دو دن مین۔ اور کان اللہ غفورا رحیما وغیرہ کا
مطلب یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے زمانہ گزشتہ مین یہہ نام اپنے رکھے اور اوسکے
بعد ہمیشہ ان صفات کے ساتھہ متصف ہے جسپر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور
مغفرت وغیرہ کرتا ہے یہہ بیان کرکے ابن عباس رض نے فرمایا کہ ہرگز یہہ
خیال نکرنا کہ قرآن مین اختلاف ہے سارا قرآن اللہ تعالی کے پاس سے اترا ہے
ممکن نہین کہ اوس مین اختلاف ہو انتہی۔

الحاصل جس طریقہ کی تعلیم ترجمان القرآن ابن عباس رض نے کی اوس سے
ظاہر ہے کہ ظاہری طور پر تعارض اگر معلوم ہو تو ایسے طور پر اوٹھایا جائے کہ کسی

آیت کی تکذیب ہو اور ہر آیت کے معنی پورے طور پر باقی رہین نہ یہہ کہ کسی غرض سے تعارض پیدا کر کے کلام الہی کو بدنام کرین پہر اوسکو اٹھانے کے واسطے ایسے بدنما تاویلین کرین جن سے خواہ مخواہ دوسری آیتون کی تکذیب ہوجائے۔ امام سیوطی رح نے در منثور مین لکہا ہے واخرج نصر المقدسی فی الحجۃ عن ابن عمر رض قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وراء حجرتہ قوم یتجادلون فی القرآن فخرج محمرۃ وجنتاہ کانما تقطران دما فقال یا قوم لا تجادلوا بالقرآن فانما ضل من کان قبلکم بجدالہم ان القرآن لم ینزل لیکذب بعضہ بعضا ولکن نزل لیصدق بعضہ بعضا فما کان من محکمہ فاعملوا وما کان من متشابہہ فامنوا بہ یعنے ابن عمر رض کہتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پیچہے چند لوگ قرآن کی آیات مین جہگڑ رہے تہے کہ حضرت برآمد ہوئے غصہ سے چہرہ مبارک اس قدر سرخ تہا کہ گویا خون ٹپکنے کو ہے اور فرمایا کہ تمہارے پیشتر کی اقوام اسی وجہ سے گمراہ ہوے کہ کتاب الہی مین جہگڑنے لگے قرآن اس واسطے نہین نازل ہوا کہ ایک آیت سے دوسری آیت کی تکذیب ہو بلکہ اس واسطے نازل ہوا کہ ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق کرے سو جو محکم ہے اوسپر عمل کرو اور جو متشابہ ہے اوسکا صرف یقین کرلو —

مرزا صاحب یقین کو نزدیک نہین آنے دیتے بلکہ جن آیتونکا یقین تہا اون مین نئے نئے شبہات پیدا کر رہے ہین۔ مسلمانون کو ضرور ہے کہ ہمیشہ ان شبہات سے پناہ مانگتے رہین حق تعالی نے ایسے ہی مواقع کے لئے مسلمانون کو پہلے ہی تعلیم کردی چنانچہ ارشاد ہے الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ

والناس - اللہم انا نعوذ بک من ہذہ الوساوس والشبہات اور بخاری شریف صفحہ ۶۵۲
مین ہے باب منہ آیات محکمات وقال مجاہد الحلال والحرام واخر متشابہات یصدق
بعضہ بعضا لقولہ تعالی وما یضل بہ الا الفاسقین وکقولہ جل ذکرہ ویجعل الرجس علی الذین
لا یعقلون وکقولہ والذین اہتدوا زادہم ہدی یعنے آیات محکمات سے مراد
حلال وحرام ہے واخر متشابہات یعنے دوسری آیتین متشابہ ہین کہ ایک دوسرے
کی تصدیق کرتے ہین - اس سے ظاہر ہے کہ سوائے حلال وحرام کے کل آیات
متشابہ ہین جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہین - اور امام سیوطی رح نے در
منثور مین ابن عباس رض کا قول بروایت صحیح نقل کیا ہے قال ابن عباس رض
وان اللہ لم ینزل شیئا الا وقد اصاب بہ الذی اراد ولکن اکثر الناس لا یعلمون
یعنے حق تعالی نے جو کچھ قرآن مین نازل کیا ہے اوسکی مراد نہایت صحیح اور
واقعی ہے لیکن بہت لوگ نہین جانتے غرض کہ آیات واحادیث سے صاف
ظاہر ہے کہ آیات کلام اللہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہین اور اگر کسی کے سمجھہ مین
نہ آوے اور تعارض ظاہرا معلوم ہو تو وہ اپنے فہم کا قصور ہے کلام الہی اوس سے
بری ہے مگر مرزا صاحب کو عیسویت کے دہن مین کچھہ نہین سوجھتا اور خواہ مخواہ
آیات مین تعارض پیدا کرکے معاد جسمانی کے آیتون پر جن سے قرآن بھرا ہوا ہے
حملہ کر رہے ہین اور صاف طور سے اوسکا انکار ہے - مقصود تو یہہ تہا کہ مسیح کا
زمین پر اترنا ہر طرح سے باطل کردین مگر ظاہرا چند آیتین پیش کرتے ہین کہ وہ
متعارض ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۹ مین لکھتے ہین مسیح ابن مریم جب کی
روح انتہائی گئی بر طبق آیات کریمہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک فادخلی

فی عبادی وادخلی جنتی بہشت مین داخل ہو چکے پہر کیونکر اس غمکدہ مین آجائین
اور جو شخص بہشت مین داخل کیا جاتا ہے پہر وہ اوس سے کبہی خارج نہین کیا جا
جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے لا یمسہم فیہا نصب وما ہم منہا بمخرجین - واما الذین
سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء
غیر مجذوذ - ایساہی قرآن شریف کے دوسرے مقامات مین بھی بہشتیون کے
ہمیشہ بہشت مین رہنے کا جابجا ذکر ہے اور سارا قرآن شریف اس سے بہرا
پڑا ہے جیساکہ فرماتا ہے ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون - اولئک اصحاب
الجنۃ ہم فیہا خالدون وغیرہ وغیرہ - اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ مومن کو فوت ہونیکے
بلاتوقف بہشت مین جگہہ ملتی ہے جیساکہ ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے قیل
ادخلی الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین - اور دوسری
آیت یہہ ہے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - اور تیسری آیت یہہ ہے ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ
من فضلہ - اور احادیث مین تو اسقدر اسکا بیان ہے کہ جس کا باستیفا ذکر کرنا
موجب تطویل ہوگا بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چشم دید ماجرا بیان
فرماتے ہین کہ مجہے دوزخ دکہلایا گیا تو مین نے اوس مین اکثر عورتین ہی دیکہین
اور بہشت دکہلایا گیا تو اکثر اون مین فقرا تھے انتہی -
مطلب - اسکا یہہ ہوا کہ ان تین آیتون سے ثابت ہے کہ مرتے ہی آدمی
جنت مین داخل ہوجاتا ہے اور بہت سے آیتون سے ثابت ہے کہ جو
جنت مین داخل ہوجاتا ہے پہر اوس سے نہین نکلتا جس سے ثابت ہوا

کہ قیامت زمین پر ہوگی اور سب جتنے آیتین معاد جسمانی زمین پر ہونے کی ہین جن سے قرآن شریف بھرا ہوا ہے اور صدہا حدیثین جن سے ہزارہا کتابین بھری ہین کوئی اعتبار اور اعتقاد کے قابل نہین۔

اب ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ صدہا آیتون کے مقابل دو تین آیتین مخالف معلوم ہون تو وہ مخالفت قصور فہم کی وجہ سے سمجھی جائیگی یا واقعی جس سے اون تمام آیات کثیرہ کی تکذیب کی ضرورت ہو کیا مرزا صاحب کا صدہا آیتون پر اس غرض سے حملہ کرنا کہ بے کھٹکا عیسیٰ موعود خود بن جائین عقلا کو یہ سمجھنے کیلئے کافی نہین کہ صرف دنیاوی غرض سے وہ قرآن کی تکذیب کر رہے ہین اسلئے وہ اپنے کسی دعوی مین ہرگز صادق نہین ہو سکتے اور نہ کسی دینی خدمت کے مستحق ہو سکتے ہین اب اون تین آیتون کے استدلال کا حال بھی دیکھ لیجے

یا ایتہا النفس المطمئنۃ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ارواح مرتے ہی بلا توقف بہشت مین داخل ہو جاتی ہین۔

مگر اس سے تو کچھ بھی معلوم ہوتا نہ اس مین موت کا ذکر ہے نہ مرتے ہی جنت مین داخل ہونے کی تصریح بلکہ ابھی معلوم ہوا کہ یہ خطاب قیامت کے دن ہوگا جو سیاق آیت سے خود ظاہر ہے کیونکہ پوری آیت شریفہ یہ ہے فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اوپر سے قیامت کا ذکر چلا آرہا ہے کما قال تعالی اذا دکت الارض دکا دکا الآیۃ اس سے ظاہر ہے کہ فیومئذ سے مراد قیامت ہی ہے اور اوسی روز ارواح کو یہ خطاب ادخلی فی جنتی ہوگا

چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح تفسیر عزیزیہ میں لکھتے ہیں دوران روز
پر ہول یعنے روز قیامت کہ اول ہلہ سر ہمہ را از نیکان و بدان اضطراب و فزع
لاحق گردد مطیعان و نیکان را تسلی بخشند و ندا در رسد کہ ایتہا النفس المطمئنۃ الخ
امام سیوطی رح در منثور میں لکھتے ہیں عن ابن عباس رض فی قولہ ارجعی الی ربک
قال ترد الارواح یوم القیمۃ فی الاجساد یعنے ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ ارواح
کو جو ارجعی الی ربک کا خطاب ہوگا وہ قیامت کے روز ہوگا کہ اپنے اجسادوں میں
داخل ہوکر محشر میں حاضر ہوجائیں —
اور اوسی میں یہہ روایت بھی ہے عن سعید بن جبیر رض ثم لیطیر الارواح فیومران
تدخل الاجساد فھو قولہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنے سعید بن جبیر رض بھی
یہی مطلب اس آیۃ شریفہ کا کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اجساد میں ارواح
کو داخل ہونیکا حکم ہوگا چنانچہ وہ اڑاڑکر اجساد میں داخل ہوجاوینگے اور یہہ
روایت بھی اس میں ہے وعن ابی صالح رض فی قولہ ارجعی الی ربک قال ہذا عند الموت
رجوعہا الی ربہا خروجہا من الدنیا فاذا کان یوم القیمۃ قیل لہا ادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی یعنے ابی صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارجعی الی ربک کا خطاب
روح کو موت کے وقت ہوتا ہے اوسکا دنیا سے نکلنا رب کی طرف رجوع
ہونا ہے اور جب قیامت کا روز ہوگا تو ادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کہا
جائیگا اور اوسی در منثور میں ہے عن زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ
الآیۃ قال بشرت بالجنۃ عند الموت وعند البعث و یوم الجمع یعنے زید ابن اسلم رح
یا ایتہا النفس المطمئنہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہہ خوشخبری روح کو موت کے

وقت اور قیامت کے روبرو دی جائیگی کہ جب دخول جنت کا وقت آجائیگا اوس وقت
داخل ہو جائے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے واما الذین سعدوا
ففی الجنۃ یعنے جتنے سعید لوگ ہین جنت مین ہین اس سے یہہ مقصود نہین
کہ ہر سعید ازلی نزول آیت کے وقت جنت مین چلا گیا تھا جس سے حقیقی طور پر
ظرفیت صادق آئے بلکہ وہ سعدا کو بشارت ہے کہ جب جنت مین داخل ہونیکا
وقت آجائیگا اوس وقت داخل ہو جائینگے۔ اور تفسیر نیشاپوری مین ہے
کہ عبد اللہ ابن مسعود رضہ کی قراءت ادخلی فی جسد عبدی ہے یعنے قیامت کے
روز نفس مطمئنہ کو حکم ہوگا کہ میرے بندہ کے جسد مین داخل ہو جا۔ اور امام
سیوطی رح نے درمنثور مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضہ فادخلی فی عبدی پڑہتے
تھے جسکا مطلب وہی ہے کہ جسد مین داخل ہونیکا حکم ہوگا۔ آپنے دیکھہ لیا
کہ قرآن شریف کی پوری آیت جو ابہی لکھی گئی اوسکے سیاق سے ظاہر ہے کہ قیامت
کے روز ادخلی جنتی کا خطاب ہوگا مگر مرزا صاحب پوری آیت نہین پڑہتے
اور صرف ادخلی جنتی سے استدلال کرتے ہین اسکی مثال بعینہ ایسی ہے
کہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ نماز کے پاس جانے کا حکم نہین اور استدلال مین
یہہ آیت پیش کردی کہ حق تعالی فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ
کسینے کہا وانتم سکاری بھی تو اسیکے ساتھہ مذکور ہے جس سے مطلب ظاہر ہے
کہ نشہ کی حالت مین نماز مت پڑہو اوسنے جواب دیا کہ یون تو سارا قرآن
پڑا ہوا ہے مگر آخر لا تقربوا الصلوۃ بھی تو کلام الہی ہے۔ اہل ایمان غور کرین
کیا اس قسم کا استدلال کرنے والا مسلمان سمجھا جائیگا یا یہہ سمجھا جائیگا کہ

قرآن پر اوسکو ایمان ھی نہین کیونکہ صراحۃً جو قید مذکور ہے اوسکو اپنی بات بنانے کے لئے اسنے حذف کر دیا۔

اب مرزا صاحب کو بھی دیکھہ لیجئے کہ یہی کام کر رہے ہین یا نہین حق تعالےٰ پوری آیت مین قیامت کا ذکر فرماتا ہے اور مرزا صاحب اپنی بات بنانے کے لئے اوسکو حذف کرکے ایک حصہ سے استدلال کرتے ہین اور موت کے ساتھہ اوسکو خاص کرتے ہین اب کیونکر کہا جائے کہ مرزا صاحب کو قرآن پر ایمان ہے رسالہ الحق الصریح مین مرزا صاحب کی تحریر جو درج ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وان من اہل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ مین ایک قراءت شاذہ قبل موتہم بھی ہے جو اونکے مفید مدعا ہے اوس قراءت شاذہ پر استدلال کرکے صہ ۸۹ مین لکھتے ہین کہ فرض کرو کہ وہ قراءت بقول مولوی صاحب ایک ضعیف حدیث ہے مگر آخر حدیث تو ہے یہہ ثابت نہین ہوا کہ وہ کسی مفتری کا افترا ہے بلکہ وہ احتمال صحت رکھتی ہے انتہیٰ۔

مقصود یہہ کہ قراءت شاذہ بلکہ حدیث ضعیف بھی اعتماد کے قابل ہے اس بنا پر ہم بھی کہتے ہین کہ یہہ دو قراءتین ایسے جلیل القدر صحابیون کی ایک ابن عباس رضؓ جو ترجمان القرآن ہین اور دوسرے ابن مسعود رضؓ جنکی فضیلت صحابہ کے نزدیک مسلم ہے گواہ عادل اس بات پر ہین کہ داخلی جنتی کا حکم قیامت کے روز ارواح کو اس لئے ہوگا کہ وہ اپنے اپنے اجساد مین داخل ہو جائین۔ موت کے وقت اس حکم سے کوئی تعلق نہین۔ اور قراءت متواترہ کی تفسیر جو ابن عباس رضؓ وغیرہ نے کی ہے وہ بھی اسیکے مطابق ہے

اور سیاق آیت سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قیامت کے روز ارواح کو جسم
ہوگا - اور جتنی آیتین معاد جسمانی کے باب مین وارد ہین سبکا مفاد یہہ
ہے کہ حشر زمین پر ہوگا اور کل اولین و آخرین انبیا وغیرہم کا میدان
حشر مین موجود رہنا مصرح ہے کما قال تعالی ان الاولین والاخرین لمجموعون
الی میقات یوم معلوم وقولہ تعالی ویوم نبعث من کل امۃ شہیدا ثم
جئنا بک علی ہولاء شہیدا جن سے ظاہر ہے کہ اوس روز کوئی بہشت مین نا
رہیگا اتنے دلائل کے بعد یہہ کہنا کہ بہشتیون کے بہشت سے نکلنے پر
کوئی حدیث نہین مرزا صاحب ہی کا کام ہے اگر مرزا صاحب کو اتنے
دلائل ملتے تو معلوم نہین کہ کیا حشر برپا کرتے - حق تعالی صاف فرماتا ہے
یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر یعنے سب مردے قبرون سے ایسے
نکلینگے جیسے ٹڈے ہین پراگندہ اور قیامت کے روز کا نام بھی حق تعالی
یوم الخروج رکھا ہے کما قال تعالی یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذلک یوم الخروج
انا نحن نحیی ونمیت اور معاد جسمانی پر صدہا حدیثین موجود ہین جنکا تھوڑا سا
حال اوپر معلوم ہوا باوجود اسکے مرزا صاحب کہتے ہین کہ ایک حدیث بھی نہین
اسپر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ جھوٹ شرک کے برابر ہے اس سے عقلا
سمجھ سکتے ہین کہ یہہ قول دہوکا دینے کی غرض سے ہے یا نہین -
ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳۷ مین عیسی علیہ السلام کے وفات کے باب مین وہ لکھتے ہین
کہ اگر ہمارے پاس صرف نصوص قرآن کریم ہوتین تو فقط وہی کافی تہین
اب جس حالت مین بعض حدیثین بھی ان نصوص کے مطابق ہون تو پہر گویا

وہ یقین ہو کہ علی نور ہے جس سے انحراف ایک قسم کی بے ایمانی ہے انتہی۔
بعد یہ بات تو انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہو جاویگی کہ نصوص قرآنیہ و احادیث
نبویہ اور اجماع امت عیسی علیہ السلام کے وفات کے باب میں ہمارے
مفید ہیں یا مرزا صاحب کے مگر یہان صرف یہہ بتلانا منظور ہے کہ معاد جسمانی
کے باب میں مرزا صاحب صدہا آیات و احادیث سے جو عمداً انحراف
کر رہے ہیں انہی کے اقرار کے مطابق وہ بے ایمانی کر رہے ہیں یا نہیں
دراصل وہ دہوکا دینا چاہتے ہیں کہ ادخلی جنتی سے جب مرتے ہی جنت میں
داخل ہونا ثابت ہو جاے تو پھر عدم خروج کے دلائل بہت ہیں مگر یاد رہے
کہ جب تک وہ قطعی طور پر یہہ ثابت نکریں کہ مرتے ہی آدمی جنت میں داخل
ہو جاتا ہے پہر اوسکے بعد جب تک اون تمام نصوص قطعیہ کا جواب ندین
جن سے معاد جسمانی اور حشر کا زمین پر ہونا ثابت ہے عدم خروج کی آیتین اونکو
مفید نہین ہو سکتین۔ اصل مغالطہ کا منشا یہہ ہے کہ مرنے کے بعد بعضے روحانی
طور پر جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اسکو انہون نے دخول حقیقی قرار دیا ہے
جسکے بعد خروج ممکن نہین حالانکہ وہ دخول حشر اجساد و احیاے عظام کے بعد
ہوگا جیسا کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور دخول روحانی وہ مانع خروج نہین
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا روحانی طور پر جنت کی سیر کی ہے
جسکا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا۔ اگر مرزا صاحب یہہ فرق کر دیتے
کہ شہدا و غیرہم کے ارواح جنت میں داخل ہوئی ہیں مگر قیامت کے روز
وہ اجساد میں داخل ہو کر نئے سرے سے زندہ ہو کر قبرون سے نکلینگے او

بعد جب داخل جنت ہونگے تو پھر کبھی نہ نکالینگے) تو کوئی جھگڑا بھی نہ تھا تمام آیات
و احادیث حشر جسمانی کے مسلم رہتے اور پورے قرآن پر ایمان بھی ہو جاتا
مگر عیسی علیہ السلام کے زمین پر آنے کے خوف سے انہوں نے اسکو گوارا نکیا
اور اسکی کچھ پروا نکی کہ صدہا آیات و احادیث کا انکار لازم آجاتا ہے اور
استدلال میں یہہ چال نکالی کہ ایک احتمالی پہلو جو نصوص قطعیہ کے مخالف ہے
پیش کر کے نہایت دہٹائی سے کہدیا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ بہشتی مرتے
ہی بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر نہیں نکلتا۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۳ مین لکھتے ہین یاد رکھنا چاہئیے کہ روحانی
علوم اور روحانی معارف صرف بذریعہ الہامات و مکاشفات ہی ملتے ہین
اور جب تک ہم وہ درجہ روشنی کا نہ پالین تب تک ہماری انسانیت کسی
حقیقی معرفت یا حقیقی کمال سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتی صرف کوے کیطرح
یا بہیڑی کے مانند ایک نجاست کو ہم حلوا سمجھتے رہین گے اور ہم مین ایمانی
فراست نہین اٹکلی صرف لومڑی کی طرح داؤپیچ یاد ہو نگے انتہی۔
اب اہل انصاف خود ہی سمجھ سکتے ہین کہ جس فراست سے قرآن کی صدہا
آیتون اور حدیثون کا ابطال ہو اوسکا نام ایمانی فراست ہوگا یا بحسب
اقرار مرزا صاحب بے ایمانی اور داؤپیچ کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ ایک
آیت کا ایک احتمالی پہلو پیش کر کے صدہا نصوص قطعیہ کو رد کر دیا اور یہہ
فرماتے ہین کہ حق بھی ہے کہ عدالت کے دن پر ہم ایمان تو لاتے ہین
لیکن ــ اور اس بات پر یقین رکھتے ہین کہ جو کچھ اللہ و رسول نے فرمایا ہے

وہ سب کچھ ہوگا لیکن سبحان اللہ کیا ایمان و یقین ہے یہہ ایمان کا طریقہ تو مرزا صاحب
نے ایسا نکالا کہ آدمی تمام دنیا کے مذاہب و ادیان کی تصدیق کرسکتا ہے
مثلاً نصاریٰ سے کہدے کہ ہم تثلیث کو مانتے تو ہین لیکن - اور اس لیکن کے
تحت مین منافیات تثلیث کو داخل کردے - جتنے مشرکین تھے خدا تعالیٰ کی خالقیت و الوہیت
کو یقینی طور پر مانتے تھے کما قال تعالیٰ و لئن سالتہم من خلق السموات والارض
لیقولن اللہ مگر اوسکے ساتھہ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کا (لیکن)
لگا رہتا تھا - اور منافق تو اس لیکن کو ظاہر بھی نہین کرتے تھے صرف اوسکی
کیفیت اونکے دل مین رہتی تھی باوجودیکہ اونکا آمنا کہنا بیکار کردیا گیا اور
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کے مستحق ٹھہرے اب اوس لیکن کے
مطلب پر بھی غور کرلیجئے جب یہہ تصریح مرزا صاحب نے کردی کہ بہشتی مرتے
ہی بہشت مین داخل ہوجاتے ہین اور پہر اوس سے نہین نکلتے اسکے بعد اگر کہا جائے
کہ قرآن مین تو یہہ ہے کہ سب روحین اجساد مین داخل ہوکر قیامت کے روز قبرون
سے زمین پر نکلینگے تو یہی جواب ہوگا کہ اسپر ایمان تو ہے لیکن بہشت سے نہین نکلینگے
اور اگر کہا جائے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ اولین و آخرین اوس روز سب
زمین پر ہونگے تو یہی جواب ہوگا کہ اسکا یقین تو ہے لیکن بہشت سے کوئی
نہ نکلیگا - اور اگر کہا جائے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حشر مین ہر شخص
پریشان رہیگا اور انبیا تک نفسی نفسی کہینگے تو جواب یہی ہوگا کہ یہہ صحیح ہے
لیکن جنت کے عیش و عشرت سے کوئی نکالا نہین جائیگا غرض کہ جتنی آیات
و احادیث اس باب مین وارد ہین سب کی فوراً تصدیق کی جائیگی مگر لفظ لیکن اوسکے ساتھ

لگا رہیگا۔ اسیکے مناسب یہہ حکایت ہے کسی مولوی صاحب نے ایک صاحب سے پوچھا جنکو سیادت کا دعوی تھا کہ آپ کونسے سید ہین حسنی یا حسینی انہون نے کہا ہین سید ابراہیمی ہون یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص فرزند ابراہیم علیہ وعلی ابیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مین ہون مولوی صاحب نے احادیث اور انساب اور تواریخ کی کتابین پیش کین کہ حضرت ابراہیم کا انتقال حالت طفولیت مین ہوگیا ہے سید صاحب نے یہہ سنکر فرمایا وہ سب صحیح ہے لیکن بندہ تو سید ابراہیمی ہے۔ اب ہر شخص غور کرسکتا ہے کہ باوجود اس لاکن کے یہہ کہنا کہ خدا و رسول نے قیامت کے باب مین جو کچھہ فرمایا وہ سب کچھہ ہوگا اور اوسپر ہمارا یقین اور ایمان ہے کیا یہہ دہوکہ کی ٹٹی نہین ہے اُس سے بڑہکر اور کیا داؤپیچ ہوسکتے ہین جنکو تہوڑی سی بھی فراست ہو اسکو بخوبی معلوم کرسکتے ہین —

اِن مقامات مین جو جو آیات و احادیث وارد ہین مرزا صاحب کو ایک قدم بڑہنے نہین دیتین اوپر وہی نقشہ ہے جو انہون نے ازالۃ الاوہام ص ۶۴۴ مین عیسیٰ علیہ السلام کے وفات کے باب مین کہینچا ہے کہ ہمارے مخالفین قرآن کریم کے سامنے جاتے ہین تو قرآن کریم کہتا ہے چل دور ہو میرے خزانہ حکمت مین تیرے خیال کے لئے کوی موید بات نہین پہر وہان سے محروم ہو کر حدیثون کی طرف آتے ہین تو حدیثین کہتی ہین کہ اے سرکش قوم ایک جائی نظر سے ہمین دیکہہ و رہو من بعض اور کافر ببعض نہو تا تجہے معلوم ہو کہ ہم قرآن کے مخالف نہین انتہی —

اسکا تصفیہ تو اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالی ہو جائیگا کہ عیسی علیہ السلام کے وفات کے باب مین آیات و احادیث اونکو رد کرتے ہین یا اونکے مخالفین کو مگر یہان تو ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب قرآن کی جس آیت کے سامنے جاتے ہین وہ صاف کہتی ہے کہ چل دور ہو تیرے خیالی اور اختراعی باتون سے مین بری اور بیزار ہون پھر وہان سے محروم ہو کر حدیثون کی طرف آتے ہین تو اونکا تو ایک لشکر کثیر شمشیر بکف ہے کہ جتنی باتین تیری معارض قرآن ہین سب واجب القتل ہین مگر مرزا صاحب عیسویت پر عاشق دل دادہ ہین وہ کب کسیکی مانتے ہین اونکا عشق اس سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کا قیامت کے روز بھی زمین پر اترنا ناگوار ہے اگر نصوص قطعیہ کے مطابق زمین پر حشر ہوا اور عیسی علیہ السلام بھی وہان موجود ہون تو یہہ تو نہوگا کہ قتل دجال وغیرہ کی ضرورت ہوگی جس سے مزاحمت کا اندیشہ ہو۔ پھر جب مرزا صاحب کا اوس مین کوئی ذاتی ضرر متصور نہین تو ناحق آیات و احادیث کثیرہ سے مخالفت پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی اگرچہ انہون نے یہہ سوچا ہے کہ اگر علو ترقی یہہ کہا جائیگا کہ عیسی علیہ السلام اس عالم مین تو کیا قیامت کے روز بھی زمین پر نہین اتر سکتے مگر یہہ بات ضرورت سے زیادہ ہے اور اس قابل نہین کہ اوسکے لحاظ سے اتنی آیات و احادیث سے مخالفت کی جائے۔ دراصل یہہ بھی اوسی عشق کا ایک شعبہ ہے اور اس قسم کی صدہا باتین ہین جن سے صاف ظاہر ہے کہ بمصداق حدیث شریف حبک للشی یعمی و یصم عیسویت کے شوق مین اونکو نہ قرآن کریم کی مخالفت کی پروا ہے نہ حدیث شریف کی جب اونکو

اس درجہ کا عشق ہے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو امور اونکے مقصود کے مزاحم اور مانع ہون تو اونکو کس نظر سے دیکھتے ہونگے۔ عشاق تو ناصح خیرخواہ کو بھی دشمن سمجھتے ہین چہ جائیکہ موانع اور وہ امور جو مقصود کی طرف جانے سے روک دین اونکا بس چلے تو روکنے والون کو بلا تامل قتل ہی کر ڈالین جیسا محمد ابن تومرت نے کیا تھا جسکا حال اسی کتاب مین معلوم ہوا اب غور کیا جاے کہ مرزا صاحب کی اس عاشقانہ رفتار مین جگہہ جگہہ آیات و احادیث جو مزاحمت کررہی ہین کس قدر اونکے دل آزار اور ناگوار خاطر ہونگی جبھی تو وہ بیباکانہ حملے پر حملے کئے جاتے ہین نہ کسی آیت کو وہ چھوڑتے ہین نہ حدیث کو۔ انا ولا غیری کی نشا مین سرشار مین اور ہر معرکہ مین زبان آوری کے جوہر دکہاتے اور دشمنون کو تہ تیغ کرتے ہوے مقصود کی طرف بڑہے جارہے ہین۔ اس وقت مرزا صاحب کا کوئی دشمن سوا آیات و احادیث کے نظر نہین آتا جو دائین بائین طرف سے اون پر حملہ آور ہو اگر اہل اسلام مخالفت کررہے ہین تو وہ و کالعدم ہے کیونکہ مرزا صاحب کے مسیح بن جانے سے نہ اونکے کسی منصب پر اثر پڑتا ہے نہ کوئی نقصان ہے۔

اس مشاہدہ سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے جو خواب دیکھا تھا کہ ایک لمبی تلوار جسکی نوک آسمان تک پہنچی ہے اونکے ہاتھ مین ہے اور دہنے بائین چلارہے ہین اور ہزارہا دشمن اوس سے مارے جارہے ہین۔ اوسکی تعبیر یہی ہے کہ ہزارہا آیات و احادیث کا خون کرینگے جسکا وقوع ہوگیا۔ اور غزنوی صاحب نے جو حسن ظن سے تعبیر دی تھی اوسکو مشاہدہ غلط ثابت کررہا ہے

اور یہہ کوئی تعجب کی بات نہین خواب کی تعبیر مین اکثر غلطی ہوا کرتی ہے چنانچہ خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۱ مین لکھتے ہین جو وحی یا کشف خواب کے ذریعے کسی نبی کو ہووے اوسکی تعبیر مین غلطی بھی ہو سکتی ہے انتہی —

جب بقول مرزا صاحب ایسے قابل وثوق خواب مین غلطی ہو جو نبی نے دیکھا ہوا اور بذریعہ وحی ہو تو دوسرے خواب اور دوسرے اور اونکی تعبیر کس حساب وشمار مین - یہہ بات بھی لایق توجہ ہے کہ جو تعبیر ہم نے بیان کی ہے اوسکی ایک بہت بڑا قرینہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب کی تلوار کی نوک آسمان تک پہونچی جس سے اشارہ ہے کہ آسمانی کتاب اور آسمانی نبوت کے مکاشفات اور اخبار پر اوسی تلوار سے حملہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب جب اوس رویا کی تعبیر بحسب منشاء اور قرینہ تو یہہ یہہ ثابت ہوی تو مرزا صاحب کا یہہ قول جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۵ مین لکھا ہے کہ حدیثون مین یہہ بات لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اوس وقت دنیا مین آئیگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اٹھہ جائیگا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس یہہ وہی زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا انتہی —

یعنی اس وقت علم قرآن کو خود نے ثریا سے لایا ہے رویاے مذکورہ کے خلاف ہے اس لئے کہ تلوار کی نوک آسمان اور ثریا تک پہونچنے کا مطلب تو یہی ہے کہ اگر قرآن ثریا پر بھی جائے تو اوس تلوار سے اوسکا کام وہین تمام کر دیا جائے گا کیونکہ تلوار کی نوک سے تلوار ہی کا کام لیا جاتا ہے -

جب الہامات وغیرہ سے ظاہر ہو گیا کہ قرآن وحدیث کو وہ نہ تیغ کر رہے ہین
اور یہہ وصول قرار دیا ہے کہ تفسیر وحدیث و آثار صحابہ وغیرہ کوئی قابل اعتبار
نہین اور اوسپر قرآن کے معارف دانی کا دعوی ہے تو جو معارف مرزا صاحب
ایجاد کرتے ہین وہ ضرور ایسے ہونگے کہ نہ کسی مسلمان نے اونکو سنا ہوگا
نہ اونکے آبا و اجداد نے سو ایسے معارف سننے والے بھی ایسے ہی ہونا چاہئے
کہ جن کو دین بطور وراثت باپ دادا سے پہونچا ہو کیونکہ جہان دین نیا ہو تو
دیندار بھی نئے ہی ہونگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے معارف بیان
کرنے والون کی نسبت صاف فرما دیا ہے کہ اونکو جھوٹے اور دجال سمجھو چنانچہ
امام سیوطی رح درمنثور مین لکھتے ہین کہ امام احمد رح وغیرہ نے روایت کی ہے
عن ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی دجالون
کذابون یاتونکم ببدع من الحدیث بالم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم لا یفتنونکم
یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مین بہت سے دجال جھوٹے
ہونگے جو مسلمانون کے روبرو ایسی نئی نئی باتین پیش کرینگے کہ نہ انہون نے
سنین نہ اونکے باپ دادا نے ایسے لوگون سے بچتے رہو کہین وہ فتنہ مین
نہ ڈالدین انتہی ـ
مرزا صاحب کی کارروائیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
پیش نظر ہین اہل ایمان تہوڑی توجہ کرین تو قیاس سے صحیح نتیجہ نکال
سکتے ہین کہ وہ کیسے شخص ہین ـ کیا اب بہی مسلمانون کو مرزا صاحب کے
معاملہ مین کوئی شک کا موقع اور عذر باقی ہے ـ اب حدیث کو دیکھیے کہ امام

سیوطی رح نے اوسکو روایت کی ہے جن کی جلالت شان یہہ ہے کہ مرزا صاحب خود
ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۱ مین لکھتے ہین کہ امام شعرانی صاحب نے ان لوگون کے نام
لئے ہین جن مین سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی ہین اور فرماتے
کہ مین نے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا دستخطی اوسکے صحبتی شیخ عبد القادر
شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا جس نے ان سے بادشاہ
وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی سو امام صاحب نے اسکے جواب
مین لکھا تھا کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تصحیح احادیث
کے لئے جنکو محدثین ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا ہون چنانچہ اس وقت
تک پچھتر دفعہ حالت بیداری مین حاضر خدمت ہو چکا ہون اگر مجھے یہہ خوف
نہوتا کہ مین بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب سے اس حضوری سے
رک جاونگا تو قلعہ مین جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔ چونکہ مرزا صاحب
نے بلا جرح واعتراض بطیب خاطر اس واقعہ کو نقل کیا ہے اسلئے ہم بھی حتی الوسع
امام سیوطی رح کی کتابون سے احادیث نقل کیا کرتے ہین تاکہ مرزا صاحب
کو اونکے مان لینے مین تامل نہو۔ اور جس کتاب سے حدیث مذکورہ بالا کو
امام سیوطی رح نے نقل کیا ہے وہ امام احمد رح کی مسند ہے جنکی شاگردی
پر اکابر محدثین کو ناز ہے اور خود مرزا صاحب ضرورۃ الامام صفحہ ۲ مین حدیث
من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ کو انہین کی اوسی مسند سے نقل کرکے
لکھتے ہین کہ یہہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کے طالب بنانے
کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت ہے

جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہین سو بموجب اس نبوی وصیت کے فرض ہی

ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش مین لگا رہے انتہی —

اسکے بعد اپنے امام الوقت ہونیکی تقریر کر کے یہہ نتیجہ نکالا کہ جو اپنے کو امام

نہ مانے وہ اوس شقاوت مین گرفتار ہوگا جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر

نہین نہ فسق نہ کفر یعنے فاسق و کافر ہوگا۔ اب دیکھیئے کہ مسند موصوف کو

بقول مرزا صاحب کس درجہ قوت ہے کہ اوسکی حدیث پر عمل نکرنے والا

فاسق بلکہ کافر ہو جاتا ہے پھر اوسی کتاب کی وہ حدیث واجب العمل کیون نہو

جس سے نئی غیر معروف باتین بنانے والے دجال و کذاب ثابت ہوتے ہین

من مات بغیر امام کی حدیث مین چونکہ مرزا صاحب کا نام نہین ہے اسلئے اوس سے

خاص مرزا صاحب کا امام زمان ہونا ثابت نہین ہو سکتا بخلاف اسکے جو

شخص ایسی نئی باتین بیان کرے جو مسلمانون نے اور اونکے آبا و اجداد نے

نہین سنی اوسکو دجال و کذاب و فتنہ پرداز سمجھنا بحسب اقرار مرزا صاحب صراحۃً

اس حدیث سے لازم اور واجب ہے خدا کرے مرزا صاحب ایسی نئی باتین

بنانا چھوڑ دین اور مسلمانون کے معتمد علیہ بن جائین —

یہان یہہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ حدیث شریف تو صراحۃً باواز بلند کہہ رہی ہے

کہ نئی باتین بنانے والا دجال و کذاب ہے اور مرزا صاحب کی تقریر سے

مستفاد ہے کہ نصوص کیسی ہی صراحت سے وارد ہون مگر مرزا صاحب

کے قول کے مقابلہ مین وہ سب ترک کردی جائین چنانچہ ازالۃ الاوہام۔

صفحہ ۱۴۰ مین فرماتے ہین صرف الہام کے ذریعہ ایک مسلمان اسکے معنی آپ پر

کیونکہ ثابت ہے کہ ابن مریم سے اس جگہ در حقیقت ابن مریم مراد نہیں ہے تب بھی بمقابل اوسکے آپ لوگون کا یہہ دعویٰ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ابن مریم سے مراد در حقیقت ابن مریم ہی ہے کیونکہ اسکا منافی نظائر استعارات غالب ہو رہے ہیں اور حقیقت سے پھیرنے کے لئے الہام الٰہی قرینہ قویہ کا کام دے سکتا ہے اور آپ حسن ظن کے مامور ہیں انتہی —

دیکھئے یعنے ابتدائے اسلام سے آج تک کسی نے کہا نہ سنا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرکر زمین مین دفن ہوگئے اور اونکا ہم نام یا مثیل پیدا ہوکر یادریون کا جوا دیگا اور پادری لوگ بھی دجال ہین۔ اسیطرح قیامت کا جنت مین ہونا وغیرہ امور جو مرزا صاحب سنا رہے ہین ایسے ہین کہ کسی مسلمان نے نہین سنے اور آیات و احادیث مین کھلے الفاظون مین موجود ہے کہ قیامت زمین پر ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قبل قیامت زمین پر آئینگے ایسے موقع مین مرزا صاحب پر حسن ظن کیا جائے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجائے کہ جو شخص نئی باتین بنائے وہ دجال وکذاب سمجھا جائے ہمارے کہنے کی یہان کوئی ضرورت نہین ہر شخص اپنے معتقد علیہ کی بات کو خود مان لیگا وما علینا الا البلاغ —

اگر مرزا صاحب کے مخترعات پر حسن ظن ضرور ہے تو ابو منصور کسف کے مذکورہ الہامات کیون قابل حسن ظن نہون آخر اوسکا بھی دعویٰ الہام ہی سے تہا کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ کے معنی یہہ نہین جو ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتے ہین بلکہ وہ بزرگون کے انام تھے جنکی حرمت و تعظیم کی ضرورت تھی

اس وجہ سے مردار اور خون اور گوشت خنزیر وغیرہ کی حرمت ثابت نہین علی ہذا القیاس جتنے مدعیان الہام گذرے ہین سب کا بھی دعوی تھا کہ ہمارے الہام حجت ہین اور اسی قسم کی دلائل انہون نے بھی قایم کئے ہونگے کہ کلام خدا و رسول کو پہیرنے کے لئے الہام الہی قرینہ قویہ کا کام دے سکتا ہے اور آپ حسن ظن کے مامور ہین۔ انہی وجوہات سے ہزارون اونکے بھی پیرو ہوگیے تھے مگر درحقیقت وہ جھوٹے تھے جنکے کذاب و دجال ہونے کے قائل غالباً مرزا صاحب بھی ہونگے۔ اب ان صدہا تجربون کے بعد بھی اگر مرزا صاحب کے الہامون پر حسن ظن کیا جائے تو یہہ مقولہ صادق آجائیگا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ مگر یہہ ندامت قیامت کے روز خدا و رسول کے روبرو کچھہ مفید نہ ہوگی۔

غرض کہ مرزا صاحب نے جو کہا تھا کہ آدمی مرتے ہی جنت مین چلا جاتا ہے اور استدلال مین یہہ آیت پیش کی تھی ادخلی جنتی سو اوسکا حال معلوم ہوگیا کہ اس آیت کو اوس سے کوئی تعلق نہین بلکہ سیاق آیت سے ظاہر ہے۔ کہ قیامت کے روز یہہ ارشاد ہوگا جس پر دوسری آیات بھی ناطق ہین اور اگر موت کے وقت کہا بھی جاتا ہو تو بطور بشارت ہے کہ وقت پر داخل ہوجائے اور اس آیہ شریفہ سے بھی استدلال کرتے ہین قولہ تعالی قیل ادخل الجنۃ قال یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین یہہ ایک شخص کا واقعہ ہے جس کو حق تعالی نے وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی الی قولہ تعالی قیل ادخل الجنۃ مین ذکر فرمایا ہے ماحصل اسکا یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام نے

اہل انطاکیہ کی طرف اپنے حواریین سے تین شخصون کو بہیجا تہا کہ اونکو توحید کی دعوت کرین انہون نے اون سب کو مار ڈالا اس اثنا مین ایک بزرگ جنکا نام حبیب تہا وہ بھی آئے اور اوس قوم کو نصیحت کرکے اپنا ایمان ظاہر کیا اونہون نے اونکو بھی شہید کرڈالا حق تعالی اوس بزرگ کا حال بیان فرماتا ہے قیل ادخل الجنة قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین یعنے اوس شخص سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو اوسنے کہا کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور عزت دی - اس واقعہ پر مرزا صاحب استدلال کرتے ہین کہ مرتے ہی جنتی جنت مین داخل ہوجاتا ہے حالانکہ اس مین صرف اسقدر ہے کہ اوس شخص سے کہا گیا تہا کہ جنت مین داخل ہوجا یہہ تو نہین کہا گیا ابہی داخل ہوجا اگر فی الحقیقت اوسکے داخل ہوجانیکا حال بیان کرنا مقصود ہوتا تو ادخلناہ فی الجنة ارشاد ہوتا یعنے ہم نے اوسکو جنت مین داخل کردیا کیونکہ یہان اوس بزرگ کی جان بازی کے معاوضہ مین اپنے کمال فضل کا حال بیان کرنا مقصود ہے فن بلاغت مین بلاغت کے معنی یہہ لکھتے ہین کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو کما قال فی التلخیص البلاغة فی الکلام مطابقتہ لمقتضی الحال مع فصاحتہ اب دیکھئے کہ اگر وہ بزرگ داخل جنت ہوگئے ہوتے تو مقتضائے حال لفظ ادخلناہ تہا نہ قیل ادخل الجنة اور جب قیل ادخل ارشاد ہے - تو اوس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف بشارت مقصود تہی ورنہ کلام مطابق مقتضائے حال نہ ہوگا حالانکہ کلام الہی مین یہہ بات محال ہے - اگر کہا جائے کہ حق تعالی کا فرمانا ہی دخول جنت کے لئے کافی ہے

تو ہم کہینگے کہ لفظ قیل ادخل سے دو احتمال پیدا ہوتے ہین ایک فورا داخل ہوجانا دوسرا وقت معین پر یعنے قیامت کے روز داخل ہونیکی بشارت اس صورت مین وہ احتمال لینا جو مخالف قرآن ہے ہرگز جائز نہین ہے ایسا احتمالی پہلو اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی صاف ارشاد ہوجاتا کہ ہم نے اوسکو جنت مین داخل کردیا جس سے کوی احتمال ہی باقی نہ رہتا اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تو وہ دخول روحانی تھا جو عارضی طور پر ہوا کرتا ہے غرض کہ اس آیت سے یہہ ثابت نہین ہوسکتا کہ مرتے ہی ہر شخص جنت مین داخل ہوجاتا ہے اور یہہ اوس سے نہین نکلتا ــ

اور یہہ آیہ شریفہ بھی استدلال مین پیش کرتے ہین ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یعنے شہیدون کو مردے مت سمجہو وہ اللہ کے پاس زندہ ہین انتہی ــ

اسمین تو جنت کا نام بھی نہین رہا اللہ کے پاس زندہ رہنا سو اسمین جنت کی کیا خصوصیت دیکہہ لیجئے فرشتے زندہ ہین اور جنت مین نہین ہین اور اگر کہا جائے کہ فرشتے آسمانون مین ہین اور جنتین بھی وہین ہین جس سے یہہ لازم آتا ہے کہ کل آسمانی فرشتے جنت مین ہین تو یہہ کہنا کہ جنت مین داخل شدہ خارج نہین ہوسکتا صحیح نہین اسلئے کہ فرشتے زمین پر برابر اترتے رہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے تنزل الملئکۃ والروح اس صورت مین ممکن ہے کہ عیسی علیہ السلام بھی اون فرشتون کے ساتھہ اترائین ــ غرض کہ زندگی کے واسطے جنت کی ضرورت نہین اگر قبر ہی مین خاص طور پر زندہ رہین تو کیا

ممکن ہے مگر پچاس ہزار برس کا قیامت کا دن جس مین انبیا بھی نفسی نفسی پکار رینگے اونکو
جنت کا ایک درجہ وہ بھی متوسط قرار دینا سخت حیرت انگیز ہے نہ قرآن اوسکی تصدیق
کرتا ہے نہ حدیث بلکہ دونون اعلان کے ساتھ اوسکی تکذیب کر رہے ہین جیسا کہ ابھی معلوم
ہوا۔ اس آیہ شریفہ سے وہ تقریر اور بھی مستند ہوگئی جس مین بیان کیا گیا تھا کہ دخول
جنت و دوزخ قیامت پر منحصر ہے اور مرزا صاحب کی اوس تقریر کی بھی حقیقت کھل گئی
جو ازالۃ الاوہام صفحہ ٣٦١ مین لکھتے ہین کہ ایک شخص ایمان اور عمل کی ادنی حالت مین فوت
ہوتا ہے تو تھوڑی سی سوراخ بہشت کی طرف اوسکے لئے نکالی جاتی ہے پھر لوگون کی
دعاؤن وغیرہ سے وہ سوراخ بڑھکر ایک وسیع دروازہ ہوجاتا ہے جس سے وہ بہشت
مین چلا جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ بہشت مین داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست
اسباب موجود ہین کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اوس مین پورے طور
پر داخل ہوجاتے ہینگے اور یوم الحساب اونکو بہشت سے خارج نکریگا انتہی ملخصاً۔
یہ امر پوشیدہ نہین کہ روح ایسی لطیف چیز ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے سوراخ
بھی وہ نکل جاتی ہے چنانچہ رحم کا منہ باوجودیکہ نہایت سختی سے بند ہوجاتا ہے
جس کی تصریح طب جدیدہ مین کی گئی ہے مگر روح اوس سے بھی نکل کر جنین مین داخل
ہوجاتی ہے۔ پھر اوس سوراخ سے نکل جانا جو قبر سے بہشت کی طرف اوسکے واسطے
نکالا جاتا ہے کیا مشکل اوسکے نکلنے کے لئے نہ بڑے دروازہ کی ضرورت ہے نہ
اس قدر مہلت درکار ہے کہ سیوم دہم چہلم سہ ماہی برسی وغیرہ مین جو دعائین اور
کار خیر ہوتے ہین بتدریج اوس سوراخ کو بڑا کرکے وسیع کردین جس سے وہ نکل کر جنت
مین داخل ہوسکے کیونکہ بقول مرزا صاحب روح تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوجاتی ہے

چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۶۴ مین فرماتے ہین ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے اوسکی روح خداتعالی کی طرف اوٹہای جاتی ہے اور بہشت مین داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ الآیۃ انتہی مرزا صاحب کے ان دونون کلامون مین تعارض سا معلوم ہوتا ہے کہ روح مرتے ہی جنت مین داخل ہو جاتی ہے۔ اور لوگون کی دعا وغیرہ سے سوراخ کشادہ ہونے کے بعد ایماندار جنت مین چلا جاتا ہے مگر اسکے جواب کی طرف انہون نے اشارہ کر دیا کہ روح تو مرتے ہی بہشت مین پہونچ جاتی ہے اور ہمیشہ رہنے کے لئے جنت مین داخل ہونا ہوا احیای جسم پر موقوف ہے جیسا کہ قولہ تعالی قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ سے ثابت ہے سوا اسکے لئے مہلت درکار ہے جس مین دروازہ اتنا وسیع ہو کہ لاش اوس سے نکل جائے چنانچہ مرتے ہی داخل ہونیکے باب مین تصریح کرتے ہین کہ روح داخل ہوتی ہے اور مہلت اور وسعت باب کے بارے مین لکہتے ہین کہ وہ شخص ایماندار داخل ہوتا ہے اس تقریر سے تعارض تو دفع ہو گیا لیکن اسپر ایک نیا شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ شخص جنت مین داخل ہونے کو جاتا ہے اور جنت آسمان پر ہے جیسے مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ عیسی علیہ السلام فوت ہونے کے بعد اونکی روح آسمان کی طرف اوٹہای گئی اور ہر مومن کی بہی اوٹہای جاتی ہے اور بہشت مین داخل کی جاتی ہے انتہی۔

اور نیز جنتون کا آسمانون پر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ضرور تہا کہ مردے آسمانون پر جاتے ہوے دکہای دیتے کیونکہ یہہ دخول اس وجہ سے جسمانی ہے کہ روح تو مرتے ہی جنت مین داخل ہو جاتی ہے اور اس دخول کے لئے دعاؤن

وغیرہ کا انتظار رہتا ہے جس سے سوراخ اس قابل ہو کہ لاش اوس سے نکل جائے اس
صورت مین ضرور تھا کہ مردے قبرون سے نکلتے ہوئے نظر آتے شاید اسکا یہ جواب
دیا جائیگا کہ وہ اس طرف سے نہین جاتے بلکہ زمین کے اندر ہی اندر سوراخ کرکے دوسری
طرف سے نکل جاتے ہین تو اوسکے ماننے مین بھی تامل ہے کیونکہ ایسا سوراخ جس سے
مردہ جا سکے کسی قبر مین دیکھا نہین گیا اگرچہ یہ ممکن ہے کہ مردہ نکلتے ہی وہ سرنگ
بند ہو جاتی ہو لیکن اسکے ماننے کے بعد بھی ایک اور دشواری درپیش ہے کہ
جغرافیہ سے ثابت ہے کہ اگر ہندوستان کی زمین مین سوراخ آرپار کر دیا جائے
تو وہ امریکہ کے کسی حصہ مین نکلیگا پھر اگر ہندوستان کے مردے اس سوراخ کی
راہ سے اوس طرف زمین پر نکل کر آسمان کی طرف جائین تو امریکہ والون کی شکایت
گورنمنٹ مین ضرور پیش ہوتی کہ ہندوستان کے صدہا بلکہ ہزارہا مردے ہر روز
چلے آتے ہین کوئی کفن پہنا ہوا ہے کوئی برہنہ ہیبت ناک کسی کے گھر مین نکلتے ہین
کسی کی زراعت وغیرہ مین غرض علاوہ خوف و دہشت کے مالی نقصان بھی ہوتا ہے
حالانکہ اب تک کوئی اس قسم کی شکایت کسی اخبار مین دیکھی نہین گئی یہ ہم اپنی طرف
سے نہین کہتے مرزا صاحب ہی کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔ انہون نے
ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۷۳ مین لکھا ہے کہ عیسی علیہ السلام اپنے وطن گلیل مین مر گئے اور
رسالۃ الہدی مین لکھتے ہین کہ اونکی قبر کشمیر مین ہے اور اوسکو اپنے کشف اور
گواہون سے ثابت کیا ہے اگر سوراخ کی راہ سے مردے دوسری طرف سے
نہ نکلتے تو عیسی علیہ السلام گلیل مین یا بیت المقدس کے پاس مر کر کشمیر مین کیون آتے
اہل اسلام بخوبی جانتے ہین کہ ہمارے دین مین بلکہ کل ادیان سماویہ مین قیامت کا

مسئلہ کیسا مہتم بالشان ہے جسمین صدہا آیات واحادیث وارد ہین جن سے ظاہر ہے
کہ جس طرح توحید ورسالت پر ایمان ضروری ہے قیامت کے وقوع پر بھی ضروری ہے
اور کسی مسلمان کو ابتدا سے آج تک اوسمین خلاف نہین مگر مرزا صاحب نے صرف اتنی
بات بتلانے کیلئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس عالم مین تو کیا قیامت مین کبھی زمین پر
نہین اسکتے ایسے مشہور ومعروف اور ضروری مسئلہ کا انکار بھی کردیا پھر جن مسائل
مین چند آیات واحادیث وارد ہون اونکے اصل معنی سے انکار کردینا کونسی بڑی
بات ہے۔ اگر مرزا صاحب کو ذرا بھی خوف خدا اور قیامت کے دن کا خیال ہوتا تو
قرآن وحدیث کے معنی اپنے دل سے تراش کر لکھنے پر اونکے ہاتھہ باری ہوتے کیونکہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون ۔ ادنیٰ تامل سے یہہ
بات معلوم ہوسکتی ہے کہ جو بات ہذا من عند اللہ کہکر کہتے ہین وہ وہی بات کسی آیت کا
مضمون خلاف مقصود الٰہی بیان کرتے ہین ہے۔ دیکھہ لیجئے کہ اگر کوئی یہہ کہے کہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے احل اللہ لکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر سو جس طرح یہہ شخص ملحد
اور بے دین سمجھا جائیگا اسیطرح وہ شخص بھی سمجھا جائیگا جو آیہ شریفہ حرمت علیکم المیتۃ
والدم ولحم الخنزیر سے مراد یہہ بیان کرے کہ میتہ اور دم اور لحم خنزیر عرب مین متبرک
لوگ تھے اونکی تعظیم وحرمت کرنے کا اسمین حکم ہے مردار وغیرہ کی حرمت سے اسکو کوئی تعلق نہین
مرزا صاحب کی غرض جس آیت سے متعلق ہوتی ہے اوسکے معنی مین اس قسم کی
تحریف کرنے سے ذرا بھی خوف نہین کرتے مثلاً قولہ تعالیٰ یحیی الموتی باذن اللہ
کے معنی یہہ بتلاتے ہین کہ مسمریزم کی وجہ سے قریب الموت شخص کو حرکت ہوجاتی یعنی

اور عزیر علیہ السلام کے قصہ مین حق تعالی فرماتا ہے فاماتہ اللہ مائۃ عام مرزا صاحب
اوسکا مطلب بتاتے ہین کہ سو برس تک خدا تعالی نے اونکو سلا دیا تھا اسیطرح بیسیون
آیات و احادیث کے معنی انہون نے بدل ڈالے۔ اسی پر قیاس کیا جائے کہ جب
ایک ضعیف اور موہوم غرض کے مقابلہ مین انہون نے قیامت کا انکار کردیا تو جس سے
بہت بڑی بڑی غرضین اونکی متعلق ہونگی اوسکا کیا حال ہوگا۔ اسوجہ سے احیائی
اموات کے بارہ مین جو آیات وارد ہین اونکے تحریف معنی مین بہت زور لگایا کیونکہ
عیسی علیہ السلام کی وفات تسلیم کرنے کے بعد بھی یہہ احتمال لگا ہوا ہے کہ ممکن ہے
کہ خدا تعالی اونکو زندہ کرکے زمین پر بھیجے اسیوجہ سے ازالۃ الاوہام ص ٦٦٥ مین لکھے ہین
اسمین شک نہین کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم
اسرائیلی نبی فوت ہوگیا ہے ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑیگا کہ فوت شدہ نبی ہرگز
دنیا مین دوبارہ آ نہین سکتا کیونکہ قرآن اور حدیث دونون بالاتفاق اس بات پر
شاہد ہین کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔ اور قرآن کریم انہم لا یرجعون
کہکر ہمیشہ کے لئے اونکو رخصت کرتا ہے۔

مرزا صاحب کے مبالغہ کی بھی کوئی حد ہے بھلا قرآن و حدیث نے کب گواہی
دی تھی کہ مرا آدمی دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔ اونکو ضرور تھا کہ اکا دکا اتفاقی گواہی
پیش کردیتے۔ باوجودیکہ اونکی عادت ہے کہ ادنی احتمال کا موقع بھی ملتا ہے تو سیاق
و سباق کو حذف کرکے کوئی آیت یا حدیث استدلال مین پیش کردیا کرتے ہین جیسے
وادخلی جنتی وغیرہ مین معلوم ہوا مگر اس دعوی پر انہون نے کوئی دلیل پیش نہین کی
اس سے ظاہر ہے کہ کوئی احتمالی دلیل بھی اونکو نہین ملی اب سوائے اسکے کہ جرات سے

کام لین کوی تدبیر تھی - انہون نے دیکھا کہ جرأت سے بھی بہت کام چل جاتے ہین
جیسے پیش گوئیون مین کہدیتے ہین کہ اگر فلان کام ہو تو میرا منہ کالا کیا جائے گلے مین
رسا ڈالا جائے وغیرہ وغیرہ حالانکہ وہ کام ہوتا ہے نہ منہ کالا ہوتا ہے کوئی پہلو نکال
کر پھر بحث کرنے رہتے ہین جیسے انہم سے یرجع الی الحق وغیرہ مین آپنے نے کہہ دیا -
اسیطرح یہان بھی جرأت سے کام لیکر کہدیا کہ قرآن و حدیث بالاتفاق شاہد ہین کہ مردہ
دنیا مین ہرگز آ نہین سکتا - حالانکہ قرآن شریف کے متعدد مقامون مین یحیی الموتی
واحیاہم وغیرہ الفاظ صراحۃً مذکور ہین جنکا حال انشاء اللہ تعالی آئندہ معلوم ہوگا -
اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب خود خدا تعالی احیای اموات کا ذکر قرآن مین
فرماوے اور اوسکے مقابلہ مین کوئی کہے کہ وہ ہو نہین سکتا تو مسلمان اوسکی تکذیب
کرینگا یا نعوذ باللہ قرآن شریف پر کسی قسم کا الزام لگائیگا - رہا یہہ کہ مرزا صاحب
اس باب مین تاویلات سے کام لیتے ہین کہ احیا سے مراد مثلاً مسمریزی حرکت ہے
اور موت سے مراد نیند ہے جیسا کہ عزیر علیہ السلام کے قصہ مین فرماتے ہین کہ
فاماتہ اللہ مائۃ عام سے مراد نوم اور غشی ہے سو یہہ بات دوسری ہے کہ قرآن کو ماننا منظور نہین
اور جو فرماتے ہین کہ قرآن کریم انہم لا یرجعون کہکر اونکو ہمیشہ کے لئے رجعت سے روکتا ہے
سو مرزا صاحب نے اس استدلال مین بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو یا ایہا الذین
آمنوا لا تقربوا الصلوۃ مین کیا گیا ہے اسلئے کہ اس آیہ شریفہ سے انہون نے
وہ حصہ حذف کردیا جو اونکو مضر تھا پوری آیت یہہ ہے فمن یعمل من الصالحات
وہو مومن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون یعنے
جو شخص نیک کام کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو اوسکی کوشش اکارت ہونے والی

نہین اور ہم اوسکے نیک اعمال سب لکھتے جاتے ہین اور جن بستیون کو ہم نے ہلاک
کردیا تو ممکن نہین کہ وہ لوگ قیامت کو ہماری حضوری مین لوٹکر نہ آوین تو اس
آیت کے کئی معنی ہین اگر پہلی آیت سے اوسکا ربط ہو تو یہہ مطلب ہوگا کہ اعمال اچھے
ہم کسی کے ضایع نہ کرینگے اوسکے اعمال ہم لکھہ رکھتے ہین اگر وہ مر بھی جاوین تو ہمارے
پاس اونکا آنا ضرور ہے اور اس روز اونکو اون اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اور اگر پہلی آیت
سے ربط ہو تو یہہ معنی ہونگے کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا وہ ہمارے قبضہ سے
باہر نہین جاسکتی ممکن نہین کہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع نکرین مطلب یہہ کہ اونکی
ہلاکی رستگاری کا باعث نہین ہمارے پاس وہ ضرور آوینگے اور اونپر حرام ہے کہ
نہ آوین پھر اس روز اونکے اعمال کی سزا دی جائیگی - اب دیکھیے کہ مطلب تو یہہ تھا
کہ خدا کی طرف اونکا رجوع نکرنا حرام اور محال ہے اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ
دنیا کی طرف رجوع نہین کرسکتے - اگر لا یرجعون سے مراد دنیا کی طرف رجوع نکرنا ہو
تو مطلب یہہ ہوگا کہ دنیا کی طرف اونکا رجوع نکرنا حرام اور محال ہے یعنے ضرور رجوع
کرینگے اس سے تو مرزا صاحب کا مقصود بھی فوت ہوگیا اور بجائے نہ آنیکے
آنا ضروری ٹھیرا اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ لا یرجعون سے مراد اونکا دنیا مین
نہ آنا ہے تو اوس سے بھی کوئی ہرج نہین اسلئے کہ یہہ کسنے کہا کہ فوت شدہ دنیا مین
آیا کرتے ہین اون مین یہہ طاقت کہان کہ پھر لوٹکر آجائین - البتہ یہہ ضرور ہے
کہ خدا جسکو چاہے دوبارہ دنیا مین وہ ضرور آئیگا کیونکہ خدا تعالی کے ارادہ کے خلاف
کوئی چیز ظہور مین نہین آسکتی مرزا صاحب اسکے قائل نہین - ہم کہتے ہین کہ خدا تعالی
کی قدرت کا انکار کوئی مسلمان نہین کرسکتا اوسکے نزدیک قیامت مین زندہ کرنا

اور قیامت کے پیشتر کسی کو زندہ کرنا ایک سوال ہے اور جب حق تعالی نے متعدد
مقام میں قرآن شریف میں خبر دی ہے کہ ہم نے بہتوں کو اس عالم میں زندہ کیا
جس کا حال انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا تو ہم اوسکا ہرگز انکار نہیں کر سکتے مگر ایسا جیسے
واہیچ کرکے اوسکا انکار کیا جاتے ہیں اور احیای موتی کو نا ممکن سمجھتے ہیں جس سے اوس
یہہ بات صادق آتی ہے جو ازالۃ الاوہام میں خود مرزا صاحب نے [illegible] کی طرح [illegible]
کے مانند ایک نجاست کرنا [illegible] اور ہم میں اجماعی مسئلہ نہیں [illegible]
صرف لو [illegible] کی طرح واہیچ یاد ہوسکتے ہیں

غور کرنے سے یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ دنیا کا انتظام چونکہ ایک نسق
پر رکہا گیا ہے جو ہمیشہ جاری ہے اسلئے ایک بڑا فرقہ دہریہ اس بات کا
قائل ہوگیا کہ عالم کا کام بطور خود جاری ہے اسکے لئے خالق کی کوئی ضرورت
نہیں چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے قالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما یہلکنا
الا الدہر یعنی کفار کہتے ہیں کہ ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے اور بس ہم یہیں
مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہم کو ایک وقت خاص تک زندہ رکہکر مار دیتا ہے
حق تعالی نے اونکے خیالات فاسدہ کو دفع کرنے کے لئے انبیا کو بہیجا چنانچہ
جب انہوں نے معجزے اور خوارق عادات دیکہے اور بچشم خود دیکہہ لیا کہ
عادت مستمرہ کے خلاف بہی ایسے کام حکمی طور پر ہوتے ہیں جن کو عقل محال
سمجہتی ہے تو اونکو یقین ہوگیا کہ کوئی زبردست قدرت والا بہی ہے کہ ایسے
مستحکم عادتی کارخانہ کو درہم برہم کرکے محال کو واقع کر دکہاتا ہے اس
بنا پر بحسب توفیق وہ خالق عالم کے قائل ہوگئے اور نبوت کی بہی تصدیق کی

اور جنکی طبیعتون پر تعصب غالب تھا وہ اس دولت سے محروم رہے ۔ الحاصل حق تعالی
نے عادت مستمرہ کے خلاف بھی کام کئے جس سے اوسکی قدرت اور خالقیت پورے
طور پر ذہن نشین ہوگئی اگر خداے تعالی عادت مستمرہ کے خلاف کوئی کام کرکے نہ
دکھاتا تو دہریہ کو قائل کرنے کی کوئی صورت نہتی ۔ اسلئے کہ اونکا عقیدہ تھا کہ افلاک
کی حرکات سے طبائع مین امتزاجات پیدا ہوتے ہین جنکے خاص خاص طور پر پہونچنے
ہونے سے حیات اور موت کا وقوع ہوتا ہے اس مین خالق کے فعل کی کوئی ضرورت نہین
اگر احیاے اموات کے جیسے خوارق عادات کا وقوع نہوتا تو صرف باتون سے وہ خدا
کو ماننا اور اپنے آپ کو اوسکی بندگی اور عبودیت مین دیکر عمر بہر کی آزادیون سے دست
بردار ہوجانا کبہی گوارا نکرتے اونکے بعد جو اونکے خلف اور قدم بقدم اونکے پیرو تھے
اس قسم کی جتنی باتین قرآن مین ہین سب کی تصدیق انہون نے کی اور جنکی طبیعتون مین
انحراف آگیا وہ اوسکے ماننے مین حیلے کرنے لگے چنانچہ مرزا صاحب اس موقع مین یہ تعارض
کا حیلہ پیش کرتے ہین کہ اگر مردون کا زندہ ہونا مان لیا جاے تو انہم لا یرجعون کے مخالف
ہوگا ۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ ان آیات مین کوئی تعارض نہین
اسلئے کہ جہان لا یرجعون ارشاد ہے اوس سے آدمی کی بے بسی ثابت کرنا منظور ہے
کہ جب ہم اوسکو مار ڈالتے ہین تو اوس مین یہ قدرت نہین کہ اپنی زائل شدہ حیات کو پہر
حاصل کرسکے بلکہ ہمارے قبضہ قدرت سے وہ نکل نہین سکتا اور جہان یہ ارشاد ہے
کہ ہم نے مردون کو زندہ کیا اوس سے بہی کامل درجہ کی قدرت ہی کا اظہار مقصود ہے
کہ جو تمہاری عقلون مین محال دکہائی دیتا ہے اوسکو ہم نے واقع کر دکہایا ۔ اب دیکہئے
کہ دونون آیتون کے مضمون مین کسقدر توافق ہے حاصل مطلب اونکا یہی ہوا کہ ہم

مردے پر قادر ہیں کہ کوئی زندہ ہو جائے [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] جب
تم مردہ [illegible] ہیں تو زندہ نہیں ہو سکتا [illegible] جب زندہ کر سکتے ہیں تو [illegible]
[illegible] نہیں کر سکتا ۔

دوسرا جواب [illegible] اگر [illegible] آیتوں کا باہم تعارض ہو تو اس
قسم کا تعارض بہت سی آیتوں میں پیدا ہو جائیگا مثلاً حق تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین کفروا
سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون جسکا مطلب یہ ہے کہ کفار ایمان نہ لائینگے
حالانکہ ہزارہا کفار اس آیت کے نزول کے بعد ایمان لائے اور لاتے جاتے ہیں دیکھئیے انہیں
آیتوں میں جو بات ہے وہی انہم لا یؤمنون میں بھی ہے اگر انہیں آیتوں سے رجوع اموات
غیر ممکن ثابت ہوتا ہے تو انہم لا یؤمنون سے بھی کفار کا ایمان لانا غیر ممکن ہو جائیگا مگر جب
ہمیں معلوم ہو گیا کہ مصداق یہدی من یشاء الی صراط مستقیم کے حق تعالیٰ جسکو چاہتا ہے
راہ راست پر لاتا ہے اسیوجہ سے کفار ایمان لاتے ہیں تو اسکا بھی ہمیں یقین ہو گیا
کہ وہ جس مردہ کو چاہتا ہے زندہ کر سکتا ہے جسکے وقوع پر یحیی الموتی وغیرہ آیات گواہ
صادق ہیں ۔

اصل یہ ہے کہ اکثر محاورات قرانیہ وغیرہ میں عام طور پر کوئی بات کہی جاتی ہے
مگر بلحاظ قرائن اوسکی تخصیص پیش نظر رہا کرتی ہے اسکی نظیریں قران شریف میں بکثرت
موجود ہیں ایک وہی آیت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور ایک آیت یہ ہے والملائکة
یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض الا ان الله هو الغفور الرحیم یعنے فرشتے اللہ کی
تسبیح اور حمد کیا کرتے ہیں اور زمین میں رہنے والوں کے گناہوں کی مغفرت اور معافی
مانگا کرتے ہیں اگر اسکا مطلب یہ سمجھا جائے کہ تمام اہل زمین کے حتی کہ مشرکین کے لئے

جبھی استغفار کیا کرتے تھے تو آنحضرت بھی چاہتے تھے ... حق تعالی اونکو منع فرما دیتا جیسا
کہ مسلمانون کو منع فرما دیا کہ قال تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو
کانوا اولی قربی یعنی نبی اور ایمان والون کو روا نہین کہ مشرکین کی مغفرت کی دعا مانگین اس سے
ظاہر ہے کہ فرشتے صرف مسلمانون کی مغفرت کی دعا کیا کرتے ہین ورنہ صحابہ تصریح بھی عرض
کرتے کہ جب فرشتون کو مشرکین کی مغفرت مانگنے کی اجازت ہے تو ہمین بطریق اولے
اسکی اجازت ہونی چاہیے اسلئے کہ ہم پر تو بہت سے مشرکون کی قرابت کا حق بھی ہے
حالانکہ یہ درخواست کبھی پیش نہوئی اس سے ثابت ہے کہ صحابہ نے من فی الارض سے
مراد تمام اہل زمین نہین سمجھا بلکہ بقرینہ آیہ شریفہ ما کان للنبی والذین آمنوا اسکی تخصیص
مسلمانون ہی کے ساتھ کی۔ اسیطرح انہم لا یرجعون سے مراد کل مردے نہین بلکہ جن
مردون کا زندہ ہونا دوسری آیتون سے ثابت ہو وہ اس سے مستثنی ہین جیسے
من فی الارض سے مشرکین مستثنی ہین۔۔

اسیطرح یہ آیۂ شریفہ ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی
فضلتکم علی العالمین یعنے ای بنی اسرائیل میری اوس نعمت کو یاد کرو جو تم کو دی تھی اور یہ کہ
فضیلت دی تھی تم کو تمام عالمون پر یہ بات ظاہر ہے کہ تمام عالمون مین تمام انبیا اور تمام
ملائکہ بھی داخل ہین پھر کیا ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کو ان تمامون پر فضیلت دیگئی تھی ہرگز
نہین۔ غرض کہ جس طرح دوسری آیتون سے ملائکہ وغیرہ عالمین سے مستثنی ہین اسی
طرح دوسری آیتون سے زندہ شدہ مردے لا یرجعون کے حکم مین داخل ہو نہین سکتے

اسیطرح یہ آیۂ شریفہ ہے قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل
جبل منھن جزءا۔ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ پرندون کو ٹکڑے کرکے پہاڑون پر رکھا

جنکی نسبت آیۃ شریفہ مین علی کل جبل مذکور ہے - یہ بات ظاہر ہے کہ کل جبل مین تمام جزو مرغ
کے ہمیشہ شامل نہین ہو سکتے اگر تعمیم عقلی کل جبل سے مراد چند مخصوص پہاڑ ہین اسیطرح بقرینہ
عقلی لا یرجعون سے مراد وہی مردے ہین جنکا زندہ ہونا مشیت الہی مین نہین اسلئے کہ جب
خدا تعالی نے چند مردون کے زندہ کرنے کا حال بیان فرمایا اور عقل بھی اس قدرت الہی
کو جائز رکھتی ہے تو عقل گواہی دیتی ہے کہ جس طرح خداتعالی نے خبر دی ہے بیشک وہ
مردے زندہ ہوے تھے اسلئے لا یرجعون کے حکم سے وہ خارج ہین -

اسیطرح یہ آیۃ شریفہ ہے و بدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء
مہین یعنے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر مٹی کی نچوڑ سے یعنی منی سے جو ایک
حقیر پانی ہے اوسکی نسل چلائی اسیطرح خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ جس سے ظاہر ہے
کہ کل انسان نطفہ سے پیدا ہوئے حالانکہ اس سے عیسی علیہ السلام مستثنی ہین جیسے یہ
آیۃ شریفہ دال ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یعنے مثال
عیسی علیہ السلام کی آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اوسکو مٹی سے بنایا پھر کن سے پیدا ہوگئے
جس طرح اس آیہ شریفہ کی وجہ سے عیسی علیہ السلام آیہ خلق الانسان من سلالۃ کے حکم مین
داخل نہین اور نطفہ سے اونکی تخلیق نہین سمجھی جاتی اسیطرح وہ مردے جو زندہ کئے گئے
لا یرجعون کے حکم مین شریک نہین اور حق تعالی فرماتا ہے لا تحسبن الذین یفرحون بما آتوا
ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من العذاب ولہم عذاب الیم یعنی جو لوگ
خوش ہوتے ہین اپنے کئے پر اور چاہتے ہین کہ تعریف ہو بن کئے پر سو نہ جانو کہ وہ عذاب سے
خلاصی پا دینگے بلکہ اونکو عذاب دردناک ہوگا بخاری شریف مین ہے کہ مروان نے
ابن عباس سے پچھوایا کہ اگر یہی بات ہو تو ہم سب معذب ہونگے اسلئے کہ یہ صفت ہم سب

مین موجود ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وما لکم ولہذہ انما دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود فسالہم عن شئی فکتموہ ایاہ واخبروہ بغیرہ فاروہ ان قد استحمدوا الیہ بما اخبروہ عنہ فیما سالہم وفرحوا بما اوتوا من کتمانہم الحدیث رواہ البخاری یعنے ہم لوگون کو اس سے کیا تعلق اس سے مراد وہ یہود ہین جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پوچھا تہا انہون نے اصل معاملہ چہپا کر کوئی اور بات بتلا دی اور اسی پر خوش ہو کر اپنی تعریف چاہی اس سے ظاہر ہے کہ الذین عام ہے مگر مراد اوس سے چند مخصوص لوگ تھے

الحاصل اسکے نظایر بکثرت ہین کہ دوسری آیتون وغیرہ سے حکم عام کی تخصیص ہوا کرتی ہے یہان تک کہ یہ مشہور ہے وان من عام الا خص منہ البعض اب اہل انصاف غور فرماوین کہ جب انہم لا یرجعون کا حکم اون زندہ شدہ مردون پر شامل ہی نہین تو تعارض کیسا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب زبردستی تعارض پیدا کرکے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہین اور اگر ظاہری تعارض کے لحاظ سے تاویل کی ضرورت ہے تو صرف لا یرجعون مین تاویل کیون نہین کیجاتی جو کسی طرح بے موقع نہین بلکہ بحسب محاورات قرآنیہ شائع و ذائع ہے جسکا حال معلوم ہوا کہ خود خدا تعالی کو یہ تاویل منظور ہے۔ پہر ایسی تاویل کو چہوڑ کر بدنما تاویلین کرنا جنکے سننے سے مسلمانون کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی کا کلام بگاڑا جاتا ہے کس قدر ایمان سے دور ہے۔

اس تقریر سے اون استدلالون کا جواب بہی ہو گیا جو مرزا صاحب کی جانب سے پیش ہوتے ہین کہ حق تعالے فرماتا ہے وکم اہلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لا یرجعون وقولہ تعالی ولا یستطیعون توصیۃ ولا الی اہلہم یرجعون کیونکہ زندہ شدہ مردے خود بخود رجوع نہین کر سکتے بلکہ حق تعالی اونکو زندہ کیا اور اگر مطلق رجوع مراد لیجائے تو دوسری آیتون کی شہادت سے وہ لا یرجعون مین داخل ہی نہین اور جس طرح فہم لا یومنون سے یہ ثابت نہین ہو سکتا کہ کوئی

کہ کوئی مرا ہوا زندہ ہوکر دنیا مین نہین آتا اور یہی عادۃ اللہ اور سنۃ اللہ ہے جسکی نسبت ارشاد ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا مگر یہان یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی مصلحت سے عادت کو کبھی بدل دینا ممکن ہے یا نہین سو ہم دیکھتے ہین کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین بہت سے واقعات بیان کئے ہین جن سے ثابت ہے کہ اکثر عادتون کے خلاف بھی کیا ہے مثلاً تمام روئے زمین پر وقت واحد مین ایسا طوفان ہوجانا کہ کل پہاڑ تک غرق ہوجائین بالکل خلاف عادت ہے اور نوح علیہ السلام کے وقت ایسا ہی ہوا کہ طوفان سے بجز کشتی والون کے کوئی نہ بچا اور سب آدمی غرق ہوگئے عادۃً آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے مگر ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہوگئی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور اوسکے مارنے سے دریا پھٹ کر اس مین راستے ہوجانا اور ایک مارنے سے پتھر مین بارہ چشمے جاری ہوجانا خلاف عادت ہے مگر موسی علیہ السلام کے وقت مین یہ سب ہوا ہے مچھلی کے پیٹ مین آدمی کا زندہ رہنا خلاف عادت ہے مگر یونس علیہ السلام اوس مین ایسے رہے جیسے کوئی گھر مین رہتا ہے بغیر مرد کے عورت کو اولاد ہونا محال سمجھا جاتا ہے حالانکہ عیسی علیہ السلام کی پیدایش ایسی ہی ہوئی۔

چاند کا شق ہونا خلاف عقل و خلاف عادت ہے باوجود اسکے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو واقع کر دکھایا جسکے مرزا صاحب بھی قائل ہین ان کے سوا بہت سے خوارق عادات قرآن و حدیث سے ثابت ہین جن سے ظاہر ہے کہ خدا تعالی کسی خاص مصلحت سے عادت کے خلاف بھی کرتا ہے اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر کسی کی درخواست پر عادت بدلدیا کرے۔

چونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی درخواست مین کوئی عمومی مصلحت نہ تہی بلکہ تلذذ کی صورت اونکا ذاتی شوق تہا کہ زندہ ہوکر پہر راہ خدا مین شہید ہون اگر یہ درخواست منظور ہوجاتا

تو ہر نبی بھی یہی تمنا کرتا اور خلاف عادت اللہ عادت ہو جاتی جس سے اعلیٰ درجہ کا خارق عادت
دائرہ امور میں داخل ہو جاتیگا جنت انبیاء تھا اور اوس سے بڑا مقصود فوت ہو جاتا
کہ اعلیٰ درجہ کا خارق عادات میں شریک ہو جاتا حالانکہ وہ ممکن نہیں کیونکہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا غرض کہ مصلحت الٰہی مقتضی نہوئی کہ وہ زندہ کئے جائیں اسلئے
صاف جواب مل گیا کہ یہ امر عادت اور قانون فطرت کے خلاف ہے اسلئے یہ درخواست
منظور نہیں ہوسکتی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدائیتعالے کو خرق عادت پر قدرت
نہیں یا کبھی نہیں کیا اسکی مثال یون سمجھنا چاہیئے کہ بادشاہ مقتدر اپنے ملک میں کوئی دستور
مقرر کر دے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ اوس دستور کے خلاف درخواست کرے مگر اس سے
یہ لازم نہیں کہ کبھی ہی خاص مصلحت اور ضرورت ہو بادشاہ خلاف قانون نکرے گا بلکہ
عند الضرورت اپنے شاہی اختیار سے کسی فقرہ کے خلاف عمل کرنا انسب سمجھا جائیگا اور
کسی کو پوچھنے کا حق نہوگا کہ خلاف قانون کیون کیا گیا۔

الحاصل جابر رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا
کہ خدائیتعالیٰ نے بطور خرق عادت کسی مردہ کو زندہ کیا ہی نہیں خصوصاً ایسی حالت مین
کہ خود اپنے کلام پاک مین خبر دے رہا ہے کہ کئی مردون کو ہم نے زندہ کیا۔

ایک قادیانی صاحب نے القول العجیب مین لکھا ہے کہ اگر ان چارون مقامون
مین یعنے فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ وغیرہ مین حقیقی احیای موتیٰ مراد ہوتا تو خدائے علیم
اموات کے ترکہ کی تقسیم کے احکام تفصیلاً نفرماتا اور عورتون کے شوہر کے مرنے پر عدت
اور خانہ نشینی کی ہدایت دیتا بلکہ نکاح ثانی کا حکم نہ بھیجتا بلکہ یون حکم کرتا کہ خبردار میت کے
مال کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ ہم اسکو قریب میں واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکید

ارشاد ہوتا کہ تمہارا غیر سے نکاح کر لینا عنقریب ہم تمہارے خاوند ونکو تمہاری طرف
لوٹانے والے ہین اور اس قسم کی بہت سے تفریعات ولوازم لکھے جن کا مطلب یہ ہوا
کہ خدا تعالی نے احیائے اموات کی خبرین جو قرآن شریف مین دی ہین کہ عزیر علیہ السلام
وغیرہ کو ہم نے زندہ کیا تھا اگر اونکا یقین کر لیا جائے تو یہ کہنا پڑیگا کہ اب نہ کسی کا مال
متروکہ بعد موت تقسیم ہو سکے نہ عورتون کو نکاح ثانی کی اجازت ملے کیونکہ عزیر علیہ السلام
زندہ ہوئے تھے ۔ اگر یہ استدلال صحیح ہو جائے تو بڑی دقتین لاحق ہونگی جن مین سے
ایک یہ ہے کہ موت سے پہلے موت کا سامنا ہو جائیگا اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اہلکنا القرون
الاولی یعنے پہلے زمانہ والون کو ہم نے ہلاک کیا اسلئے اب نہ کسی کو کھانا سوجھے نہ پینا نہ نکاح
وغیرہ اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ پہلے لوگون کو ہم نے ہلاک کر دیا اور یہ بھی کہنا پڑیگا کہ آگ
سرد ہے اسلئے کہ ابراہیم علیہ السلام کے حق مین سرد ہو گئی تھی مگر کوئی عقلمند اس قسم کے استدلال
کو جائز نہ رکھیگا اسلئے کہ گزشتہ کا خاص کوئی واقعہ بیان کرنا اسکو مقتضی نہین کہ ہر وقت اوس
قسم کے واقعات ہوا کرین خصوصا ایسے واقعات کہ جنکا خارق عادت ہونا مسلم ہے کوئی مسلمان
اسکا قائل نہین کہ حق تعالی کی عادت ہی کہ ہر مردہ کو زندہ کیا کرتا ہے غرضکہ احیای اموات
کی عادت نہونے کی وجہ سے تقسیم میراث وغیرہ کی اجازت ہے اگرچہ اس مین بھی شک نہین
کہ حق تعالی اپنی قدرت کاملہ سے اب بھی مردون کو زندہ کر سکتا ہے مگر ہمارے دین مین احتمال
پر واقعی آثار مرتب نہین ہو سکتے اسیوجہ سے گو ہر وقت آدمی کو موت کا احتمال لگا ہوا ہے
مگر اس احتمال پر یہ حکم نہین ہو سکتا کہ اوسکا مال ترکہ مین تقسیم کر دیا جائے یا اوسکی عورت
عدت مین بیٹھے اور نکاح ثانی کر لے ۔ غرضکہ جب تک آدمی نہ مرے نہ اوسکا مال ترکہ ہو سکتا
نہ اوسکی عورت بیوہ اسیطرح جب تک مردہ زندہ نہ ہو نہ اوسکے مال سے ورثہ محروم ہونگے

نہ اوسکی عورت عدت و نکاح سے مستثنی ۔

مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ کوئی مردہ اس عالم مین زندہ نہین ہوسکتا سو علاوہ اسکے کہ قرآن شریف کی کئی آیتین اس دعوے کی تکذیب کر رہی ہین احادیث اور واقعات سے بھی انکار دہور رہا ہے چنانچہ ان روایت سے ظاہر ہے۔ علامہ قسطلانی رح نے مواہب لدنیہ مین اور ملا علی قاری نے شرح شفاء قاضی عیاض رح مین دلائل بیہقی سے نقل کیا ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال النبی صلعم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک فقال صلی اللہ علیہ وسلم اتحبین ان ترجعی فقالت لا واللہ یا رسول اللہ انی وجدت اللہ خیراً لی من ابوی ووجدت الاخرۃ خیراً من الدنیا یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو دعوت اسلام کی اوس نے کہا کہ جب تک میری لڑکی کو آپ زندہ نکر دیگے مین ایمان نہ لاؤنگا آپنے فرمایا اوسکی قبر کہان ہے اوس نے قبر دکھلا دی حضرت نے اوس لڑکی کا نام لیکر پکارا اوس نے جواب دیا حضرت نے فرمایا کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ پھر دنیا مین لوٹے اوسنے قسم کھا کر کہا یا رسول اللہ مین یہ نہین چاہتی مین نے خدا کو اپنے ماں باپ سے اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ۔

روی ابن عدی وابن ابی الدنیا والبیہقی وابو نعیم عن انس رض قال کنا فی الصفۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتتہ عجوز عمیاء مہاجرۃ معہا ابن لہا قد بلغ فلم یلبث ان اصابہ وباء المدینۃ فمرض ایاما ثم قبض فغمضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ ای انس بجہازہ فلما اردنا ان نغسل قال یا انس ایت امہ فاعلمہا فاعلمتہا فجاءت حتی جلست عند قدمیہ فاخذت بہما ثم قالت انی اسلمت الیک طوعا وخلعت الاوثان زہدا وہاجرت الیک رغبۃ اللہم لا تشمت عبدۃ الاوثان ولا تحملنی فی ہذہ المصیبۃ ما لا طاقۃ لی بحملہ فواللہ ما انقضی کلامہا حتی حرک قدمیہ والقی

الثوب عن وجهه وطعم وطعمنا معه وعاش حتے قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہلکت امہ ذکرہ الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیہ یعنے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ ایک نابینا بڑھیا ہجرت کرکے اپنے جوان فرزند کے ساتھ حاضر خدمت ہوئین تہوڑے دن نہین گذرے تھے کہ اونکا لڑکا وبا سے بیمار ہوا اور چند روز مین انتقال کیا حضرت نے اوسکی آنکھین بند کرکے انس رض کو اوسکی تجہیز وتکفین کا حکم دیا جب ہم نے اوسکے غسل کا ارادہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اوسکی مان کو خبر کرو چنانچہ سنتے ہی وہ آئین اور اپنے لڑکے کے پیرون کے پاس بیٹھکر اوسکے دونون قدم پکڑین اور کہنے لگین یا اللہ مین خوشی سے اسلام لائی تھی اور بتون کو چھوڑ دیا تھا اور کمال رغبت سے تیری طرف ہجرت کی تھی یا اللہ ایسا مت کر کہ بت پرست دشمن ہنسین اور اس مصیبت مین وہ بار مجھپر مت ڈال جسکے اٹھانیکی مجھ مین طاقت نہین انس رض کہتے ہین کہ ہنوز یہ کلام پورا نہین ہوا تھا کہ اوس لڑکے نے پاؤن ہلائے اور اور کپڑا منہ سے اٹھا دیا اور ہمارے ساتھ اوس نے کھانا کھایا اور حضرت کے وفات کے بعد تک زندہ رہا اور اس اثنا مین اوسکی مان کا بھی انتقال ہوگیا ۔

درمنثور مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے واخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت عن معاویۃ بن قرۃ قال سالت بنواسرائیل عیسی فقالوا ان سام بن نوح دفن ہہنا قریبا فادع اللہ ان یبعثہ لنا فہتف فخرج اشمط یعنے بنی اسرائیل نے عیسی السلام سے درخواست کی کہ سام بن نوح کی قبر یہان سے قریب ہی اونکے زندہ ہونے کی دعا کیجئے آپنے اون کو پکارا اور وہ قبر سے نکل آئے اس حالت مین کہ دو سیہ تھے یہان ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ ابن ابی الدنیا رح نے ایک کتاب ہی لکھی ہے جس مین اون لوگون کا ذکر ہے جو مرنے کے بعد زندہ ہوئے ۔

اور یہ روایت بھی درمنثور میں ہے واخرج اسحق بن بشر وابن عساکر من طرق عن ابن عباسؓ قال کانت الیهود یجتمعون الی عیسی - الی ان قال فمر ذات یوم بامرأة قاعدة عند قبر وہی تبکی فسالها فقالت ماتت ابنة لی ولم یکن لی ولد غیرها فصلی عیسی رکعتین ثم نادی یا فلانة قومی باذن الرحمن فاخرجی فتحرک القبر ثم نادی الثانیة فانصدع القبر ثم نادی الثالثة فخرجت وہی تنفض راسها من التراب الحدیث یعنے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز عیسی علیہ السلام کا گذر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس روتی بیٹھی تھی آپنے حال دریافت فرمایا اوس نے کہا کہ میری ایک لڑکی تھی جسکے سوا میری کوئی اولاد نہین وہ مرگئی آپنے دو رکعت نماز پڑہکر اوسکو پکارا کہ خدا کے حکم سے کہڑی ہوجا اور نکل آ اسکے ساتھہ ہی قبر کو حرکت ہوئی پہر دوسرے بار پکارا جس سے قبر شق ہوئی پہر تیسرے بار کے پکارنے پر وہ لڑکی سر سے مٹی جہٹکتی ہوئی نکل آئی -

اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳۶ ج۲ مین ہے جسکی تخریج ابن جریر اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے کی ہے یہ روایت طولانی ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ ایک شاہزادہ مرگیا تھا اوسکے باپ نے عیسی علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ زندہ کیا جاوے آپنے دعا کی اور وہ زندہ ہوگیا اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳۵ ج۲ مین ہے واخرج احمد فی الزہد عن خالد الحذاء قال کان عیسی بن مریم اذا سرح رسله یحیون الموتی یقول لهم قولوا کذا وکذا فاذا وجدتم قشعریرة ودمعة فادعوا عند ذلک یعنے عیسی علیہ السلام جب اپنے رسولوں کو بہیجتے تو اونکو مردون کے زندہ کرنے کی تدبیر بتلا دیتے کہ یہ کلمات کہا کرو اور جب جسم پر رونگٹے کہڑے ہوجائین اور اشک بہنے لگین تو اوسوقت دعا کرو -

اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳ ج۲ مین ہے واخرج احمد فی الزہد عن ثابت قال

انطلق عیسی علیہ السلام زیدرا خالہ فاستقبلہ انسان فقال ان اخاک قد مات فرجع فسمعت بنات

اخیہ برجوعہ عنہن فاتیتہن وقلن یا رسول اللہ رجوعک اشد علینا من موت ابینا قال فانطلقن

فاریننی قبرہ فانطلقن حتی اریتہ قبرہ قال فصوت بہ فخرج الحدیث یعنی عیسی علیہ السلام اپنے کسی بھائی کی ملاقات کو گئے ایک شخص نے کہا کہ اونکا انتقال ہوگیا آپنے لوٹنا چاہا آپکے بھتیجیوں کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو کہنے لگین کہ آپ کا واپس جانا ہمارے باپ کے انتقال سے زیادہ ہم پر شاق ہے فرمایا آپنے باپ کی قبر دکھلاؤ وہ ساتھ ہوئین اور قبر کی نشاندہی کی آپنے صاحب قبر کو پکارا چنانچہ وہ قبر سے نکل آئے۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۱۴ مین شیخ نورالدین علی اللخمی نے لکھا ہے کہ شیخ ابو بکر شبلی رح ایکبار اکیلے بیٹھے ہوئے تھے سو سے زیادہ پرندے وہان اتر آئے شیخ کو انکی آوازون سے تشویش ہوئی اور غصے سے اونکی طرف دیکھا فوراً سب گر گئے شیخ کو اونپر رحم آیا اور کہا الہی میرا مقصود یہ نہا فوراً زندہ ہوکر اڑ گئے

اور۔ اسی مین صفحہ ۱۹۵ لکھا ہے کہ ایک روز بطیحہ مین سات شخصون نے بہت سے پرندون کا شکار کیا مگر سب مردار ہو گئے تھے شیخ عثمان بطایحی رح نے اون سے کہا اس شکار سے تمہین کیا فائدہ نہ خود کھا سکتے ہو نہ کسی کو کھلا سکتے ہو اون لوگون نے کہا کیون فرمایا اسلئے کہ وہ تو سب مردار ہین کسینے بطور استہزاء کہا کہ اگر آپ سے ہو سکتا ہے تو زندہ کر دیجئے آپنے کہا بسم اللہ اللہ اکبر اللہم احیہا یا محی العظام وہی رمیم یہ کہتے ہی وہ سب زندہ ہوکر اڑ گئے۔

اور اسی مین صفحہ ۲۳۰ سے ہے ایکبار شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے آکر کہا میری خواہش ہے کہ یہ مرغابیان جو اڑ رہی ہین اون مین سے ایک اور دو روٹیان اور ٹھنڈا پانی میرے روبرو ہو آپنے قبول کیا چنانچہ وہ سب چیزین حاضر ہو گئین جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو آپنے اوس مرغابی کی ہڈیان لیکر کہا اذہبی بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتے ہین وہ زندہ ہوکر اڑ گئی۔

اور اوسی ...ین ہے کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی خدمت مین دیا آپنے اوسکو مجاہدہ اور سلوک مین مشغول فرمایا ایک روز وہ عورت آئی
اور دیکہا کہ حضور ...کے روبرو مرغ کا گوشت ہے اور اپنے لڑکے کے روبرو سوکہی جو کی روٹی
یہ اوسکو ناگوار ہوا حضرت نے اوس مرغ کی ہڈیون پر ہاتھ رکہکر فرمایا اٹھ اللہ کے حکم سے وہ
فوراً زندہ ہوکر اٹھہ کہڑا ہوا پہر اوس عورت سے فرمایا جب تیرے لڑکے مین یہ بات پیدا
ہوگی اوسوقت وہ مرغ کہا سکتا ہے۔

اور اوسی ...ین شیخ علی بن ہیتی رح کے حال مین لکہا ہے کہ کسی گاؤن مین ایک شخص
قتل ہوا تہا اور قاتل کا نام معلوم نہونیکی وجہ سے قریب تہا کہ دو گاؤن کے لوگون مین کشت
و خون ہو شیخ رح وہان چلے گئے اور مقتول کے سر کے بال پکڑ کر پوچہا کہ تجہے کس نے قتل کیا وہ اٹھہ
بیٹہا اور شیخ کی طرف دیکہ کر آواز بلند فصیح زبان سے کہا کہ فلان شخص نے مجہے قتل کیا چنانچہ
سبنے سنا اور اوسی کے قول پر فیصلہ ہوگیا۔

اور اوسی صفحہ (۲۳۰) مین لکہا ہے کہ ایکبار سید احمد رفاعی رح اپنے مریدون کے
ساتھہ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے آپنے فرمایا کہ اسوقت مچھلی کا گوشت کہانا جی
چاہتا ہے یہ کہتے ہی اقسام کی مچھلیان کنارے پر آگئین اور کثرت سے شکار ہوا اور کہا ہیون
...تلی گئین جب سب کہانے سے فارغ ہوئے اور چند قتلے باقی رکہے اس طور پر کہ کسی کا کانٹا
...کسی کی دم وغیرہ اوسوقت ایک شخص نے پوچہا کہ حضرت شخص متمکن کی کیا صفت ہے
فرمایا کہ تمام خلائق مین اوسکو عام تصرف دیا جائے اوس نے کہا اسکی علامت کیا ہے
فرمایا اگر وہ ان مچھلیون سے کہدے کہ چلی جائین تو وہ چلی جاوین پہر ان قتلون کی طرف

خطاب کرکے فرمایا ای مچھلیون اللہ کے حکم سے تم اٹھو اور چلی جاو یہ کہتے ہی وہ سب زندہ ہوگئیں
اور دریا مین کود پڑین -

پھر روایتین بہجۃ الاسرار مین ہین چونکہ اسکے مصنف شیخ نورالدین علی جو محدثین سے
ہین اسلیئے ہر روایت کو بطرز حدیث بسند متصل بیان کیا - فتح المبین صفحہ۱۱ فیما یتعلق بتریاق المحبین مین
صاحب بہجۃ الاسرار کے حال مین لکھا ہے قال الامام الذہبی المشہور الذی ہو من اعظم علماء الحدیث
واکابرہم الذی یقال عنہ انہ محک الرجال ومعیارہم العارف باحوال رجال الحدیث والروایۃ فی کتاب
طبقات المقربین فی ترجمۃ مصنف البہجۃ مانصہ علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشنطوفی الامام الاوحد
المصری نورالدین شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن تصدر للاقراء والتدریس بالجامع الازہر وقد
حضرت مجلس اقرائہ واستانست بسمتہ وسکونہ - دیکھیے امام ذہبی جیسے شخص مصنف بہجۃ الاسرار
کو الامام الاوحد یعنے امام یگانہ روزگار کہتے ہین اور اونکی مجلس کی حضوری کو باعث فخر سمجھتے
ہین توکس درجہ کے معتمد علیہ شخص ہونگے -

اور نیز فتح المبین صفحہ۱۱ مین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین کا قول نقل کیا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ کتاب بہجۃ الاسرار مین نے مصر مین کامل پڑہی اور شیخ عبدالقادر جو اکابر مشائخین مصر
سے تھے اون سے اوسکی اجازت لی " اس سے بہجۃ الاسرار کی جلالت شان معلوم ہوتی ہے
کہ محدثین اوسکو سبقاً سبقاً پڑہا کرتے تھے اور مثل صحاح ستہ کے اوسکی بھی اجازت لیا کرتے
تھے - جب نقاد حدیث نے اس کتاب کے مصنف کو امام اوحد کہدیا اور محدثین کے درس وتدریس
مین وہ کتاب رہی تو اب کسکی مجال ہے کہ اوسکی روایتون مین چون وچرا کرسکے -

امام یافعی رح نے روض الریاحین صفحہ۱۹۳ مین لکھا ہے کہ شعبی رح کا چشم دید واقعہ ہے کہ
ایک جماعت یمن سے جہاد کیلئے آئی اون مین سے ایک شخص کا گدہا مرگیا ہرچند رفقا نے اوسکو

سواری کے لئے اپنے گدہے پیش کئے مگر اونہون نے قبول نہ کیا اور وضو کرکے دو رکعت نماز
پڑہی اور دعا کی کہ الہی تیری راہ مین تیری رضا مندی کے لئے مین جہاد کے واسطے نکلا ہون
اور گواہی دیتا ہون کہ تو مردون کو زندہ کرتا ہے اور تمام مردون کو تو قبرون سے اوٹہائیگا الہی مین
تجہسے یہ طلب کرتا ہون کہ میرے گدہے کو زندہ کردے یہ کہکر گدہے کو مارا وہ کان جہٹکتا ہوا فورا
کہڑا ہوگیا وہ اوسپر سوار ہوے اور اپنے رفقا سے جا ملے ۔

اور اسمین صفحہ ۲ لکہا ہے کہ ایک روز چند پرندے بریان شیخ مفرج کے دسترخوان
پر لائے گئے آپنے اون سے کہا کہ اڑجاؤ وہ سب زندہ ہوکر اڑگئے ۔

فتاوای حدیثیہ مین مذکور ہے کہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رح سے سوال کیا گیا کہ کرامت
معجزہ کے درجہ کو پہونچ سکتی ہے یا نہین اور ان دونون مین کیا فرق ہے اونہون نے جواب دیا
کہ اہل سنت وجماعت کے کل فرقے یعنی فقہا اصولیین اور محدثین وغیرہم سب کرامت کے
وجود کے قائل ہین معتزلہ اسکے قائل نہین ۔ پہر اہل سنت کے دلائل احادیث سے بیان کئے
اور لکہا کہ کرامت اور معجزے مین کوئی فرق نہین سواے اسکے کہ معجزہ دعوی نبوت کی تصدیق
کے لئے ہے اور کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے جو نبوت کا دعوی کرہی نہین سکتا کیونکہ
یہ دعوے کرتے ہی ولایت کرامت اوسکی سلب ہوجائیگی اور وہ کافر ہوجائیگا اسکے بعد
کئی واقعات احیاے اموات کے بیان کئے جو بطور کرامت اولیاء اللہ سے صادر ہوے
ہین چنانچہ چند واقعات کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہے ۔

ایک یہ کہ عبد اللہ تستری جہاد کے لئے جا رہے تھے رستہ مین اونکی سواری کا
گہوڑا مرگیا انہون نے دعا کی کہ الہی یہ گہوڑا مجہے اوسوقت تک عاریت دے کہ مین
اپنی بستی تستر کو پہونچ جاؤن اوسیوقت گہوڑا کہڑا ہوگیا اور اوس سفر مین پوری رفاقت

دی اور جب لشکر کو پہونچے تو خوگیر اتارتے ہی وہ مرگیا۔

اور ایک اعرابی کے اونٹ کے زندہ ہونے کا واقعہ بھی اسی قسم کا نقل کیا ہے اور لکھا ہے عن سہل التستری انہ قال الذاکر للہ علی الحقیقۃ لو ہم ان یحیی الموتے لفعل یعنے سہل تستری کہتے ہین حقیقی طور پر جو اللہ تعالی کا ذکر کیا کرے اگر وہ مردہ کو زندہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ اہدل ابوالغیث کے پاس ایک بلی پلی ہوئی تھی خادم نے اوسکو مار ڈالا اور جب شیخ نے اوسکا حال کئی روز کے بعد پوچھا تو اپنی لاعلمی ظاہر کی شیخ نے حسب عادت بلی کو پکارا فوراً زندہ ہوکر آگئی۔

اور لکھا ہے کہ شیخ ابو یوسف دہمانی رح کے کسی مرید کا انتقال ہوا جس سے اوسکے قرابت دار نہایت مغموم تھے آپ وہان تشریف لیگئے اور قم باذن اللہ تعالی اوس سے کہا فوراً وہ اٹھہ کہڑا ہوا اور ایک مدت تک زندہ رہا۔

نفحات الانس صفحہ ۲۶۰ مین مولانا جامی رح نے عین القضاۃ ہمدانی کے حال مین لکھا ہے کہ آپ سے اعلی درجہ کے خوارق عادات مثل احیا و امات ظہور مین آئے چنانچہ ایک روز سماع کی مجلس مین ابوسعید ترمذی نے ایک بیت پڑہی جسپر آپ کو وجد ہوا ابوسعید نے کہا مجہے مرنے کی آرزو آتی ہے آپنے کہا مرجاؤ وہ فوراً بیہوش ہوکر گرے اور مرگئے مفتی شہر بھی اوس مجلس مین حاضر تھے پوچہا کہ آپنے زندہ کو تو مار ڈالا کیا مردہ کو بھی زندہ کرسکتے ہو کہا کون مرگیا کہا فقیہ محمود آپنے کہا الہی فقیہ محمود کو زندہ کردے اُسی ساعت وہ زندہ ہوگئے۔

یہ چند واقعات جو دو چار کتابون سے لکہے گئے انکو مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہئے اگر تمام کتب سیر و تواریخ وغیرہ مین تلاش کئے جائین تو اور بہت سے واقعات مل سکتے ہین اور یہ تو ابھی معلوم ہوا کہ ابن ابی الدنیا رح جو اکابر محدثین سے ہین انہون نے

ایک کتاب ہی مستقل زندہ شدہ مردونکے حال مین لکہی ہے اس سے اونکا یہی مقصود تہا کہ احیاء اموات کا ذکر قرآن شریف مین جو کئی جگہہ واقع ہے مختلف اوقات اور متعدد مقامات مین اوسکا وقوع معلوم ہونے سے کوئی استبعاد باقی نرہے ۔ حق تعالی ان علما کی سعی مشکور فرمائے کہ ہم آخری زمانہ والے مسلمانون کے ایمان کو مستحکم کرنیکی غرض سے کیسی کیسی محنتین گوارا کرکے ایک ذخیرہ معلومات کا ہمارے لئے فراہم کردیا جسکی شکرگزاری ہم پر واجب ہے ۔

ان تمام واقعات کو دیکھنے سے ظاہر ہے کہ حدیث شریف مین جو وارد ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس سے یہی مراد نہین کہ صرف زبانی وعظ ونصیحت علما کا کام ہے بلکہ مقتضا کمال تشبیہ یہ ہے کہ جسطرح انبیا نے احیاء اموات وغیرہ خوارق عادات سے کام لیا تہا سیدنا الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس باب مین بہی اون سے پیچہے نرہے چنانکہ علماء ربانیین قدس اللہ اسرارہم نے اسکو بہی کردکہایا ۔

ہمین اسکا یقین ہے کہ یہ تو کیا اگر کئی جز ان واقعات کے پیش کئے جائین توبہی مرزا صاحب اور اونکے پیرو ایک نہ مانینگے اور جس طرح مرزا حیرت صاحب کو حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کی روایات اور تواتر کا انکار ہے ہمارے مرزا صاحب بہی انکار ہی فرماتے رہینگے اسلئے یہان ہمارا روے سخن مرزا صاحب کی طرف نہین ہے بلکہ ہم اون حضرات کو توجہ دلاتے ہین کہ جو فقہا اور محدثین اور اولیاء اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہین ورنہ مخالفین اہل سنت وجماعت کے روبرو ان حضرات کے اقوال پیش کرنا ایسا ہے جیسے یادریونکے مقابلہ مین قران وحدیث کو پیش کرنا جس سے سوائے تضییع اوقات کے کوئی فائدہ متصور نہین

معتزلہ اور اونکے ہم خیال لوگون کو اصل کرامت ہی کا انکار ہے اور ہونا بہی چاہئے اسلئے کہ مادرزاد نابینا مثلاً اگر خط وخال وحسن وجمال اور جملہ الوان وانوار کا انکار نکرے تو

کیا کرے اوسکی عقل مین صلاحیت ہی نہین کہ ان چیزونکا تصور کر سکے ۔ اسیطرح معتزلہ نے دیکہا کہ آخر ہم بہی مسلمان ہین اور کبہی کرامت کی صورت بہی نہ دیکہی اسلئے اونکی عقلون نے اصل کرامت ہی کا انکار کر دیا انہون نے یہ نہین خیال کیا کہ اس مین اپنا ہی قصور ہے کرامت کا مدار تو کمال ایمان پر ہے اور وثلاً نفس ایمان مین کلام ہے ۔ کیا یہ مقتضائے ایمان ہے کہ کہلی کہلی آیات و احادیث کو اپنی سمجہ مین نہ آنے کی وجہ سے نہ مان کر اونہین اقسام کی تاویلین کیجائین ۔ کرامت کا درجہ تو فقط ایمان لانے سے ہی حاصل نہین ہو سکتا جب تک ایسی حالت نہ پیدا ہو جس سے خالق کی خوشنودی کے مستحق ہون پہر ایسا عظیم الشان درجہ بغیر تمام آیات و احادیث پر ایمان لانے کے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ۔

الحاصل جس طرح معتزلہ کے انکار کرامت سے اہل سنت وجماعت کرامت کا انکار نہین کر سکتے اسیطرح مرزا صاحب کے انکار احیاے اموات سے وہ لوگ اوسکا انکار نہین کر سکتے معتزلہ کو تو صرف قیاس ہی نے روکا تہا اوسمین اونکی کوئی ذاتی غرض نہتہی مرزا صاحب کی تو ذاتی غرض بہی اس انکار سے متعلق ہے ایسے موقع مین اونکی بات کیونکر قابل اعتبار ہو سکے

حق تعالی عزیر یا ارمیا علیہما السلام کے مرکے زندہ ہونے کا واقعہ جو قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے مرزا صاحب اوسکی نسبت ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین لکہتے ہین قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن مین ہے اس بات کے مخالف نہین کیونکہ لغت مین موت بمعنی نوم و غشی بہی آیا ہے دیکہو قاموس اور جو عزیر کے قصہ مین ہڈیون پر گوشت چڑہانے کا ذکر ہے وہ حقیقت مین ایک الگ بیان ہے جس مین یہ تبلانا منظور ہے کہ رحم مین خدا تعالی ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوسکی ہڈیون پر گوشت چڑہاتا ہے اور پہر اوسمین جان ڈالتا ہے ماسوا اسکے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہو سکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہو کر پہر کبہی فوت ہوا پس اس سے

صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی نہین تھی ورنہ اوسکے بعد ضرور اوسکی موت کا ذکر ہوتا
یہ قصہ قرآن شریف مین اس طرح مذکور ہے قوله تعالی اوکالذی مر علی قریة وہی خاویة
علی عروشها قال انی یحیی هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت قال لبثت
یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه وانظر الی حمارک
ولنجعلک آیة للناس وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما فلما تبین له قال اعلم ان الله
علی کل شیء قدیر حاصل مضمون اس آیۃ شریفہ کا جو احادیث سے ثابت ہے جنکو ابن جریر رح
نے اپنی تفسیر مین اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین اور دوسرے مفسرین نے ذکر کیا ہے یہ ہوا اور
سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ جب بیت المقدس مین بنی اسرائیل کے نوخیز اور نئے
خیال کے لوگ خدا اور رسول سے بے خوف ہوگئے اور فسق وفجور حد سے زیادہ ہوگیا
ارمیا علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اب یہ بستی غارت اور ویران کردیجاویگی ہر چند اونہون نے
لوگون کو بہت کچھ سمجھایا اور وعظ ونصیحت کی مگر جب ایمان ہی نہو تو کیا اثر ہوسکتا ہے
غرض کہ کسی نے نہ مانا آخر بخت نصر نے اوسپر چڑہائی کی اور قتل عام کرکے اوسکو ایسا تباہ کیا
کہ تمام مکانات وعمارات منہدم کردئے جس سے پوری بستی ایک تودہ خاک مثل پہاڑ نظر
آتی تھی۔ ارمیا علیہ السلام وہان سے جاتے ہوئے کسی پہاڑ کے کنارے کہڑے ہوگئے
اور کمال افسوس سے کہا کہ اب یہ بستی کہان آباد ہوسکتی ہے کما قال تعالی اوکالذی مر
علی قریة وہی خاویة علی عروشها قال انی یحیی هذه الله بعد موتها اور ایک روایت مین ہے
کہ عزیر علیہ السلام کا اوسپر گذر ہوا اور اونہون نے یہ کلمہ کہا۔ بہرحال خداتعالی کو منظور
ہوا کہ اسی وقت کا استبعاد دفع کردے۔ ملک الموت کو حکم ہوا کہ اونکی روح قبض کرلین
چنانچہ روح قبض کرلی گئی جسکی خبر حق تعالی قرآن شریف مین دیتا ہے کہ فاماته الله اور او

لاشہ وہین پڑا رہا یہان تک کہ جب ستر برس گذرے تو کسی بادشاہ کو حکم ہوا کہ بیت المقدس کو
پہر آباد کرے چنانچہ تیس سال مین وہ بالکل آباد ہوگیا اوسوقت جبکہ پورے سو برس اونکی
موت سے گذرے تھے حق تعالی نے اونکو زندہ کیا کما قال تعالی فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ
اور زندہ ایسے طور پر کئے گئے کہ جو خدشہ اونکے دل مین تھا اوسکا جواب ساتھہی ہوجائے
یعنے ابتداءً آنکھین بنائی گئین اور پہلے پہل جسپر نظر پڑی وہ بیت المقدس تہا جسکی آبادی محال
سمجھی گئی تھی دیکہا کہ اوسکی اب یہ حالت ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ خوش نما اور خوش منظر
کیونکہ کل عمارتین جدید بنی ہوئی تہین جن مین نام کو کہنگی نتھی جب انہون نے اپنے سوال کا
جواب عملی طور پر پا لیا تو ارشاد ہوا کہ اب بتاؤ کہ تم یہان کتنے روز رہے کما قال تعالی قال کم لبثت
کہا ایک دن یا اوس سے بھی کم قولہ تعالے قال لبثت یوما او بعض یوم اسلئے کہ اس عالم سے غائب
ہونے کا وقت صبح کا تہا اور اب غروب کا وقت ہے فرمایا یہ نہین بلکہ سو برس گذر چکے ہین
قولہ تعالی قال بل لبثت مائۃ عام اب غور کرو کیا ممکن ہے کہ اتنی مدت کہانے پینے کی چیزین
از قسم فواکہ محفوظ رہ سکین دیکہو یہ چیزین بلاتغیر تمہارے سامنے رکہی ہین اور گدہا بھی بحال
خود موجود ہے یہ وہی اشیا ہین جو تمہارے ساتھ تہین کما قال تعالی فانظر الی طعامک و
شرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک اس سے اونکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس طرح خدا تعالے خراب
کو آباد اور درست کرتا ہے اسیطرح جس چیز کو چاہتا ہے خرابی سے محفوظ بھی رکھ سکتا
اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ان کارروائیون سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تمہارے خدشہ کا
جواب مع شئی زائد ہوجائے اور یہ بھی غرض تھی کہ تمہین اپنی قدرت کی نشانی بنائین۔
کما قال تعالی ولنجعلک آیۃ للناس چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ اپنے گہر گئے تو پوتے
بوڑہے تھے اور انکی وہی عمر تھی جو انتقال کے وقت تھی چنانچہ در منثور مین ہے وقال ابن

عباسؓ فکان کما قال اللہ ولنجعلک آیۃ للناس یعنی لبنی اسرائیل وذلک انہ یجلس مع بنی بنیہ

وہم شیوخ وہو شاب لانہ کان مات وہو ابن اربعین سنۃ فبعث اللہ شابا کہیئتہ یوم مات

مختصراً غرض کہ جب مجلس مین وہ اپنے پوتونکے ساتھہ بیٹھتے تو حق تعالی کی قدرت کا مشاہدہ

ہوتا کہ دادا تو چالیس برس کے اور پوتے سو سو برس کے یہان یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے

ہے کہ بیت المقدس خرابی کے بعد از سر نو آباد ہوا جسکو نیا شہر باعتبار تعمیر کے کہہ سکتے

ہین اور فواکہ مین خرابی او تغیر آیا ہی نہ تھا بلکہ وجود اونکا بحالت سابقہ مستمر رہا۔ اور عزیر

علیہ السلام کا وجود مثل فواکہ مستمر رہا نہ مثل بیت المقدس وجود سابق ولاحق مین ایسی مغایرت

ہوئی جس سے نئے عزیر کہلائین بلکہ وجود سابق کے ساتھہ وجود لاحق ایسا متصل کیا گیا

کہ گویا وجود سابق ہی مستمر ہے اسیوجہ سے اونکے پوتونے اونکو اپنا دادا تسلیم کر لیا۔ غرضکہ

عزیر علیہ السلام کو ویران شہر کے آباد ہونے ہی مین کلام تہا حق تعالی نے اوس سے بڑکر قابل استبعاد

بلکہ محال چیزون کا مشاہدہ کرادیا کیونکہ عقل ہرگز جائز نہین رکھتی کہ میوہ بغیر تغیر کے سو سال تک

محفوظ رہے یا اعادہ معدوم کا ہو سکے۔ اوسکے بعد معدوم کو موجود کرنے کا طریقہ دکھلایا گیا چنانچہ

ارشاد ہے وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما یعنے اپنی ہڈیون کی طرف دیکھو کہ کیسی جمع

ہو رہی ہین اور کس طرح ہم اونپر گوشت پہناتے ہین۔ جب انہون نے تمام واقعات بچشم خود

دیکھ لئے اور اچھی طرح اونپر یہ امر ظاہر ہوگیا کما قال تعالی فلما تبین لہ بے اختیار کہہ اوٹھے کہ اعلم

ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنے مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ویران بستی کا اباد کرنا

تو کیا معدوم کو دوبارہ موجود کر سکتا ہے وغیر ذلک۔

یہ ملخص اون احادیث کا ہے جو اس باب مین بکثرت وارد ہین اور جنکا نقل کرنا

موجب تطویل ہے درمنثور مین یہ روایت بھی ہے اخرج عبد ابن حمید وابن المنذر وابن

ابی حاتم والحاکم وصححه والبیهقی فی شعب الایمان عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی او کالذی

مر علی قریة الی ان قال فاماته اللہ مائة عام ثم بعثه فاول ما خلق اللہ منه عیناه فجعل ینظر الی عظامه

الحدیث واخرج اسحق بن بشر وابن عساکر من طرق عن ابن عباس وکعب والحسن ووهب نحوه

انی یحیی هذه اللہ بعد موتها فلم یشک ان اللہ یحییها ولکن قالها تعجبا فبعث اللہ ملک الموت

فقبض روحه فاماته اللہ مائة عام الحدیث ماحصل ان روایتون کا یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس اور کعب اور حسن اور وہب رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ وہ نبی حقیقۃً مر گئے تھے جنکی روح ملک الموت نے قبض کی اور پہلے اونکی آنکھون مین جان آئی جن سے وہ بوسیدہ ہڈیون کو دیکھ رہے تھے یہی دو روایتین مسلمانون کے لئے کافی ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر صحابہ و تابعین جب اونکی حقیقی موت کے بعد زندہ ہونے کے قائل ہین اور صراحۃً قرآن شریف مین بھی اونکی موت کا ذکر موجود ہے تو اب مرزا صاحب کا مجرد بیان کہ اونکی موت ثابت نہین اور وہ بھی ایسا کہ جس سے اپنی ذاتی منفعت حاصل کرنا چاہتے ہین اس قابل نہین کہ کوئی مسلمان اوسکی طرف توجہ کرے ۔

مرزا صاحب کی جہان غرض متعلق ہوتی ہے تو فرماتے ہین کہ حدیث ضعیف بھی اعتبار کے قابل ہے کیونکہ اوسکا موضوع ہونا تو ثابت نہین۔ جیسا کہ اسی کتاب مین معلوم ہوا اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۵۴ مین لکھتے ہین کہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہین بلکہ اوسکے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے اب دیکھئے یہ حدیثین تو ضعیف بھی نہین بلکہ خود محدثین نے صحت کی تصریح کی ہے اور راویون کسی محدث نے جرح بھی نہین کیا اور قرآن کو اور بھی بسط سے بیان کر رہی ہین کہ ملک الموت نے اونکی روح قبض کی اور زندہ ہونے کے وقت پہلے آنکھین بنائی گئین ۔ تو بقول مرزا صاحب

بعض وہ قابل قبول ہین جس سے یقیناً ثابت ہو گیا کہ موت یہان نوم وغشی کے معنی مین نہین ہے اور جب احادیث اور آیت قرآنی سے اس عالم مین موت کے بعد زندہ ہونا ثابت ہو گیا تو [illegible] سے مرزا صاحب نے جو مطلب نکالا تہا کہ کوئی مردہ زندہ نہین ہو سکتا وہ غلط ہو گیا اور روایات صادق آگئی جو خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ مین تحریر فرماتے ہین۔ اور بباعث اسکے کہ ان لوگون کے یعنے نیچریون کے دلون مین قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہین رہی اسلیئے جو بات اون کے اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اوسکو محالات اور ممتنعات مین داخل کر لیتے ہین قانون قدرت بیشک حق اور باطل کے آزمانے کیلیئے آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمایش کا اوسی پر مدار نہین۔ اس فلسفی قانون قدرت سے ذرا اوپر چڑہکر ایک اور قانون قدرت بہی ہے جو نہایت دقیق اور غامض اور بباعث دقت وغموض موٹی نظر ون سے چہپا ہوا ہے جو عارفون ہی پر کہلتا ہے۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے یہ فرقہ بہی اسلام مین پیدا ہو گیا جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانون مین آگے ہی آگے چل رہا ہے۔ مرزا صاحب نیچریون کی جہنگال سے مسلمانون کو اسوجہ سے نکال رہے ہین اور وہ مرزا صاحب کی عیسویت کو نہین مانتے چنانچہ اسی تقریر کی ابتدا صفحہ مین لکہتے ہین کہ ہمارے نیچری جنکے دلون مین کچہہ بہی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہین رہی یہ بےاصل خیال پیش کرتے ہین کہ جو مسیح ابن مریم کے آنیکی خبرین صحاح مین موجود ہین یہ تمام خبرین ہی غلط ہین اون کا ایسی باتون سے مطلب یہ ہے تا اس عاجز کے اس دعوی کی تحقیر کر کے اوسکو باطل ٹہیرایا جائے۔ اس موقع مین تو ماشاء اللہ مرزا صاحب نے حدیثون کی خوب ہی طرفداری کی مگر جب کوئی حدیث اون کے مخالف ہوتی ہے (اور اکثر ایسی ہی ہوا کرتا ہے) تو خواہ وہ بخاری کی حدیث ہو یا مسلم کی صاف فرما دیتے ہین

کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا یعنی حدیث سے
کوئی بات ثابت نہین ہوسکتی اور مرزا صاحب کی توجیہ حدیث کی ایسی ہوتی ہے
جیسے آتھم صاحب کے بھاگے بھاگے پھرنیکا نام انہون نے رجوع الی الحق رکھدیا تھا۔ اب
بیچارے نادان مسلمان اگر نیچریونکے پنجہ سے نکلے بھی تو مرزا صاحب کے پنجہ مین گرفتار ہین
اور مجبوراً اونکو یہی کہنا پڑتا ہے کہ کوئی حدیث قابل اعتبار نہین۔ اور بزبان حال کہہ
رہے ہین۔ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ یہی بات
اگر سمجھ کے کہتے تو اوسکے نتائج ہی کچھ اور ہوتے۔

مرزا صاحب نے اگرچہ احتمال قائم کردیا ہے کہ موت کے معنی لغت مین نوم
و غشی کے ہین مگر وہ موت ہی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۰۶ مین لکھتے ہین
اگر اون آیات کو اونکے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے تو صرف یہ ثابت ہوگا کہ خداتعالی
نے کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ کیلئے عزیر علیہ السلام کو زندہ کرکے دکھلا دیا تاکہ اپنی قدرت پر
اوسکو یقین دلاوے مگر اونکے مرید صاحب نے تو موت کا انکار ہی کردیا چنانچہ القول العجیب
مین لکھا ہے کہ یہ ایک خواب تھی جو اللہ نے اپنی نبی کو دکھلائی تھی۔ اونکو خیال پیدا ہوا
کہ ہڈیون کو کیونکر زندہ کرسکتا ہے تب اللہ نے اونکی تسلی کیلئے اونپر خواب طاری کی اور خواب
مین اون ہڈیون وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سنو سال کے اندر آباد ہوتے دکھلا دیا پھر جب
وہ خواب سے بیدار ہوئے تو اللہ نے پوچھا کہ تم اوس حالت مین کتنی دیر رہے انہون نے جواب
دیا کہ یکدن اللہ نے کہا تو سنو سال تک اوس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ پھر جب اونکو تردد پیدا
ہوا کہ کیا مین سنو سال تک سوتا رہا تب اللہ نے اونکے رفع شک کیلئے فرمایا کہ وہ بات
تو خواب کی یعنی عالم مثال کے سنو سال تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے کی چیز کو دیکھو اسمین

کوئی سال نہین گذرے اپنے گدہے کو دیکھو کہڑا ہوا ہے ماحصل اسکا یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے
ناحق اقرار کرلیا کہ وہ ایک دن کیلئے مرے تھے دراصل وہ مرے ہی نہین اور اللہ تعالی جو
فاماتہ اللہ فرمایا ہی وہ بھی کچھ ایسی ہی بات ہے اصل یہ وہ مرے نہ سو برس پڑے رہے بلکہ فقط
تین چار پہر سوتے رہے اور سو برس تک خواب دیکھا کئے یہ فاماتہ اللہ مائۃ عام کا مطلب ہوا
پھر جب خدا نے اونسے پوچھا کم لبثت اسکا مطلب یہ کہ کتنی دیر خواب دیکھا کئے پھر انہون نے
دیکھا تو سو برس مگر کہدیا ایک روز۔ خدا نے کہا نہین بل لبثت مائۃ عام یعنی تم سو برس تک
خواب دیکھا کئے اوسپر بھی اونکو اعتبار نہ آیا اور نہ یہ بات یاد آئی کہ سو برس خواب دیکھا ہے
آخر خدا کو یہ بات ثابت کرنیکی ضرورت ہوئی کہ وہ واقعہ ایک ہی روز کا تھا لم یتسنہ
اون کے کھانے پینے کی چیزین اور گدہے کو دکھلانے کی ضرورت ہوئی اور انہون نے
جو خود اقرار کیا تھا کہ ابھی ایک دن بھی نہین گزرا وہ قابل اعتبار نہوا۔

یہ جو مضمون قرآن شریف کا بیان کیا گیا ہے کیا کوئی غبی یا ذکی عبارت
قرآن سے نکال سکتا ہے ہرگز نہین اور نہ یہ مضمون کسی تفسیر مین ہے نہ حدیث مین
اسی کو تفسیر بالرائے کہتے ہین جسکی نسبت مرزا صاحب نے بھی کفر و الحاد کا فتوی دیدیا ہے۔

ادنے فراست سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ جب مرزا صاحب کو دعوی
فصاحت و بلاغت اور اعجاز بیانی ہے تو مرزا صاحب کے کلام مین اور کلام الہی مین حسن
فصاحت اور بلاغت کا موازنہ ہوگا اور یہ بات ثابت کردیجائیگی کہ خدا کا کلام تو
ایسا ہوا کرتا ہے کہ مقصود کچھ ہے تو الفاظ کچھ ہین اور مرزا صاحب کے کلام مین اس
قسم کی رکاکت ثابت نہو سکیگی اور انکی بھی خصوصیت کیا ہر ایک ادنی منشی جو کچھ لکھتا ہے
اپنا مافی الضمیر الفاظ مین پورا بیان کردیتا ہی جس سے اوسکو دیکھنے والا مقصود اوس منشی کا

سمجھا جاتا ہے پھر اس موازنہ پر جو کچھ تفریعات اور آثار مرتب ہونگے وہ محتاج بیان نہین

القول العجیب مین یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر تفاسیر مین فاماتہ اللہ کے معنی یہی لکھے
ہین فانامہ اللہ یعنی اللہ نے اوسکو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ ۔ ہمنے معالم کو دیکھا اوسکی
عبارت یہ ہے فالقی اللہ علیہ النوم فلما نام نزع اللہ منہ الروح مائۃ عام فلما مضت الماءۃ
احیی اللہ منہ عینیہ وسائر جسدہ ثم احیا جسدہ وہو ینظر الیہ یعنی خداتعالی نے اوسپر نیند
غالب کردی جب وہ سو رہے تو اونکی روح قبض کر لیگئی پھر جب سو برس گذر گذرے تو اللہ نے پہلے
اونکی آنکھین زندہ کین پھر تمام جسم کو زندہ کیا جسکو وہ اپنی آنکھونسے دیکھ رہے تھے۔ اگر جناب
معالم نے فاماتہ اللہ کے معنی فانامہ لیا ہے تو فلما نام نزع اللہ منہ الروح مائۃ عام مین نزع
روح کس لفظ سے نکالا جائے گا ۔

شاید نزع روح سے معمولی غفلت سمجھی گئی مگر وہ بھی جناب قول عجیب کے مقصود کے
خلاف ہے کیونکہ سو برس کی نیند کے وہ قائل نہین ۔ پھر آنکھون اور جسم کا زندہ کرنا کیسا ۔
موت تو آئی نہ تھی شاید یہان یہ کہا جائیگا کہ پہلے آنکھین بیدار ہوئین اوسکے بعد جسم بیدار
ہوا جسکو وہ آنکھون سے دیکھ رہے تھے مگر اسمین بھی یہ بات قابل توجہ ہے کہ آنکھونسے
جسم کی بیداری کیونکر نظر آئی اگر جسم کی بیداری سے مراد حرکت ہے تو یہ نہین ہو سکتا
اسلئے کہ نیند مین بھی جسم کی حرکت باقی رہتی ہے جو کروٹ بدلنے سے ظاہر ہے اور اگر حس
مراد ہے تو وہ آنکھونسے محسوس نہین اسلئے کہ ہر عضو کا حس جدا ہے ۔ الحاصل صاحب معالم
کا یہ مذہب ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ عزیر علیہ السلام ایک روز سوتے رہے البتہ انہون
نے ایک نئی بات بتلائی کہ نزع روح حالت بیداری مین نہین ہوا بلکہ نیند کی حالتمین ہوا تہا
اس مقام مین ہم صاحب قول عجیب پر یہ الزام ہرگز نہین لگا سکتے کہ انہون نے

اعالم کا مطلب سمجھا ہیں بلکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اون کو صرف قرآن کی تحریف منظور ہے
جیسے الحق اللہ علیہ النوم کو اماتہ اللہ کے معنی قرار دیکر نزع اللہ روحہ وغیرہ کو قصداً ترک کرنا
جس سے مسلمانونکو دہوکا دینا مقصود ہی کیا ان کارروائیونکے بعد بھی حسن ظن کیا جا سکتا
کہ ان حضرات کو کلام الٰہی پر ایمان ہی کیا وہ تمام باتین جو مرزا صاحب فرماتے ہین کہ تفسیر بالرائے
کفر و الحاد ہے اور جہوٹ کہنا شرک ہی وغیرہ وغیرہ صدق دل سے کہی گئی ہونگی ان کارروائیون
سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ بھی ایک حکمت عملی ہے جسپر اونکی امت بھی عمل پیرا ہے

اب مرزا صاحب کی پیش بندیونکو دیکہیے کہ قرآن کی تحریف کے واسطے کیسا طریقہ
نکالا احادیث و تفاسیر کو پہلے ہی ساقط الاعتبار کردیا پھر جب مطلق العنان ہو گئے تو کون روکنے
والا ہے مجاز کا دروازہ کھلا ہوا ہے آدمی کو گدہا اور گدہے کو آدمی مجازاً کہہ سکتے ہین پھر موت
کو نیند اور نیند کو موت کہدینا کون بڑی بات ہی۔ جتنے نبوت کا دعوی کرنیوالے گزری ہین
سب کا یہی طریقہ رہا ہے کہ قرآن کی تحریف کیا کرتے تھے۔ جیساکہ اسی کتاب مین معلوم ہوا
کہ قرآن ہی سے استدلال کرکے بعضون نے مردار اور خون اور خنزیر کو مباح کردیا تھا۔ اگر آخر
زمانہ والے مسلمان مرزا صاحب کے اس طریقہ کو جائز رکہین تو بس دین کا خاتمہ ہو گیا جب آدمی
کے معنی گدہا اور گدہے کے معنی آدمی مجازاً ہو سکتے ہین تو کونسا لفظ ایسا ہو گا جسکے مجازی
معنی اپنے مقصود کے موافق نہ لے سکین۔

یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہی کہ کسی لفظ کے مجازی معنی لینا تو درست ہی
مگر نہ شرعاً عام طور پر اسکی اجازت ہی نہ لغۃً نہ عرفاً نہ عقلاً کہ جہان چاہین حقیقی معنے چھوڑ کے
مجازی معنی لیا کرین بلکہ اسکے لئے شرط یہ ہے کہ حقیقی معنے وہان نہ بن سکتے ہون اور معنے
مجازی پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو۔ دیکھ لیجیئے اگر کوئی شخص کہے کہ مین نے شیر دیکھا تو

اوس سے یہی سمجھا جائیگا کہ اصلی شیر دیکھا کیونکہ مجازی معنے پر کوئی قرینہ نہین اور اگر یہ کہے کہ
مین نے ایک شیر دیکھا جو بندوق چلا رہا تھا تو بندوق چلانیکے قرینہ سے جوانمرد شخص سمجھا
جائیگا کیونکہ اصلی شیر مین بندوق سر کرنیکی صلاحیت نہین - چونکہ الفاظ حقیقی اور مجازی
معنی مین برابر مستعمل ہوا کرتے ہین اور حقیقی اور مجازی معنے کا اشتباہ ہمیشہ فہم مضامین
مین خلل انداز ہونیکا باعث تھا اسلئے اکابر اہل لغت نے اسکا بندوبست یہ کردیا کہ
ہر لفظ کے حقیقی معنے کی تصریح کردی جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اوس معنی کے سوا
جس معنے مین وہ لفظ مستعمل ہو مجاز ہوگا اور اوسکے لئے قرینہ کی ضرورت ہوگی تاکہ
کسی کو یہ موقع نملے کہ کسی لفظ کو مجازی معنی مین مستعمل ہوتے دیکھکر جہان چاہے
وہی معنی مراد لے - اب دیکھئے علامہ زمخشریؒ نے اساس البلاغۃ مین موت کے حقیقی
معنی وہی لکھے ہین جو مشہور ہین اوسکے بعد لکھا (ومن المجاز) احیا اللہ البلد المیت و
اخذتہ الموتۃ الغشی ومات فوق الرحل اذا استثقل فی نومہ اور اسکے سوا بہت سے مجازی
استعمال لفظ موت کے بیان کئے اور لسان العرب مین لکھا ہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا
والیہ النشور سمی النوم موتا لانہ یزول منہ العقل والحرکۃ تمثیلا لا تحقیقا حاصل مطلب یہ ہوا کہ
نیند کو موت جو کبھی کہتے ہین تو وہ بطور تشبیہ و تمثیل کے ہوتا ہے حقیقی معنی اوسکے وہ نہین
الحمد للہ کہ اکابر اہل لغت کی تصریح سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ موت کے حقیقی
معنے وہی ہین جسکو ہر شخص جانتا ہے اور بیہوشی اور نیند کے معنی مین جو یہ لفظ مستعمل ہے
وہ بطور مجاز ہی اسیوجہ سے اگر مات فلان کہا جائے تو یہی سمجھا جائیگا کہ وہ مرگیا اور غشی
یا نیند کے معنی مین مستعمل ہو تو اوسکیلئے قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی ضرورت ہوگی جو علامت
مجاز ہے - اب دیکھئے کہ مرزا صاحب موت کے حقیقی معنی بیہوشی اور نیند کے جو کہتے

ہین جیساکہ ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۹۴۳ لکہتے ہین کہ اماتت کے حقیقی معنے صرف مارنا اور
موت دینا ہین بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اوس مین داخل ہی اہل لغت کی تصریح
سے ثابت ہوا کہ غلط ہے۔ اگر یہ فرماتے کہ اماتت سلانے اور بیہوش کرنیکے معنی مین
بھی مستعمل ہے تو البتہ قابل تسلیم تہا۔ مگر وہ تو صاف کہہ رہی ہین کہ اماتت کے حقیقی
معنے سلانے اور بیہوش کرنیکے ہین جسکی تکذیب کتب لغت سے ہو رہی ہی اگر یہ بیان
اونکا صحیح ہوتا تو کسی لغت کی کتاب کی عبارت نقل کر دیتے کہ اماتت کے حقیقی معنے سلانے
اور بیہوش کرنیکے ہین جیسے ہم نے لغت سے ثابت کر دیا کہ یہ معنی مجازی ہین۔

جب لغت سے اونکی یہ خلاف بیانی ثابت ہو گئی تو اوس سے یہ بھی ثابت ہو گیا
کہ وہ اپنی غرض کیوقت جہوٹ سچ کی کچھ پروا نہین کرتے اسلئے اونکی کوئی بات قابل اعتبار
نہین۔ پہر انہون نے جو کہا تھا کہ جب تک کہنا شرک ہی تو اوس سے مراد یہ ہو کہ وہی معنے اور کیا
تصور کیا جائے۔ اور ابھی یہ بات معلوم ہوئی کہ اماتۃ اللہ کی تفسیر احادیث سے بھی ثابت
کہ عزیر علیہ السلام جو سو برس تک مرگئے تھے تو معلوم ہوا کہ نہ تو اماتت کی تفسیر بیہوشی اور
خواب ہو سکتی ہی نہ جسید حدیث اس سے ظاہر ہے کہ انہونے اپنی رای سے تفسیر کی ہے اور
خود ہی ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۳۲۸ لکہتے ہین کہ مومن کا یہ کام نہین کہ تفسیر بالرای کرے اب دیکہو کیا
کہنا چاہیئے۔ اور حدیث شریف مین ہی قال النبی صلعم من تکلم فی القرآن برائہ فاصاب فقد اخطا
رواہ ابوداود والترمذی والنسائی وفی روایۃ عن ابی داود وقال النبی صلعم من قال فی
القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار کذا فی تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۲ یعنی فرمایا نبی صلعم نے
جو شخص قرآن مین اپنی رائے سے کوئی بات بنائے اگر صواب بھی ہو تو اوس نے خطا
کی اور جو شخص قرآن مین بعلمی سے کوئی بات بنائے تو اوسکا ٹہکانا دوزخ ہے اب

دیکھیئے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مرزا صاحب کیسی کیسی عیدون کے
مستحق ہو رہے ہین اس صورت مین مسلمانونکو اونکی رفاقت دینے کی معلوم نہین کونسی
ضرورت ہی مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۲۴ مین لکھتے ہین کہ تفسیر معالم مین زیر تفسیر آیت یاعیسےٰ
انی متوفیک لکھا ہے کہ علی بن طلحۃ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اس آیت کے یہ
معنی ہین کہ انی ممیتک یعنی مین تجھکو مارنے والا ہون آپنے دیکھ لیا کہ ابھی اماتت کے
معنے سلا دینے کے سمجھے اور یہان مارنیکے معنی لے رہی ہین - مگر یہ بات یاد رہے کہ یہ تفسیر
بھی مرزا صاحب کو مفید نہین ہو سکتی اسلئے کہ اونکے اعتراف سے ثابت ہے کہ اماتت
کے معنی سلا دینے کے ہین جس سے ثابت ہے کہ متوفیک کے معنی ابن عباسؓ نے ممیتک کرکے
سلا دینیکے معنی اوسکے بھی لئے ہین اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہی کہ توفی کے
معنے سلا دینے کے ہوتے ہین جیساکہ اس آیت سے ظاہر ہے ! اللہ یتوفی الانفس
حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا یعنی توفی جو موت کے وقت اور سونیکے وقت ہوتی
ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہی یعنی اللہ ہی مارتا ہے اور سلاتا ہے وقولہ تعالےٰ
وہو الذی یتوفیکم باللیل یعنے اللہ ہی تم کو رات مین سلا دیا کرتا ہے اس سے ظاہر ہے
کہ توفی کے معنی سلا دینے کے بھی ہین اور مرزا صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اماتت
کے معنی بھی سلا دینے کے ہین اس صورت مین متوفیک اور ممیتک دونون کے معنی
سلا دینیکے ہوئے جو ہمارا مقصود ہے اور مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۳ مین لکھتے
ہین کہ توفی کے حقیقی معنے وفات دینا اور روح قبض کرنے کے ہین سو خود کلام الہی
سے اوسکی تکذیب ہو گئی - اور معلوم ہو گیا کہ توفی جیسے قبض روح سے ہوتی ہی نیند سے بھی ہوتی ہے
علامہ زمخشری نے اساس البلاغۃ مین توفی کے حقیقی معنے استعمال لکھا ہی

کما قال و توفاه استکمله اوس کے بعد لکھا ہے و (من المجاز) توفی فلان و توفاه اللّٰہ ادرکہ الوفات اور لسان العرب مین لکھا ہے تقول قد استوفیت من فلان و توفیت منہ ما علیہ تاویلہ ان لم یبق علیہ شئی - واما توفی النائم فہو استیفاء وقت عقلہ و تمیزہ الی ان نام وقال الزجاج فی قولہ قل یتوفاکم ملک الموت قال ہو من توفیۃ العدد تاویلہ ان یقبض ارواحکم اجمعین فلا ینقص واحد منکم الحاصل اس سے ثابت ہے کہ توفی کے حقیقی معنے استکمال اور استیفا کے ہین کسی کتاب مین یہ نہین لکھا کہ توفی کے حقیقی معنے موت کے ہین پس ان معنون کے رو سے مطلب یہ ہوا کہ اے عیسی ہرچند کفار تمکو قتل کرنا چاہتے ہین مگر یہ نہو گا ہم تمہاری عمر کامل کرینگے اور تمکو اپنی طرف اوٹھا لینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حقتعالی نے اونکی عمر دراز کی جسکی ظاہری تدبیر یہ ہوئی کہ اونکے دشمنون سے اونکو آسمانکی طرف اوٹھا لیا اور قیامت کے قریب تک زندہ رہینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یہ مطلب آیت شریفہ کا توفی کے حقیقی معنے لینے پر تھا - اور اگر مجازی معنے لئے جائین تو مطلب یہ ہو گا کہ ہم تمہین سلا کے یا بیہوش کر کے اوٹھا لینگے اور توفی کے معنی سلانیکے تو خود کلام الہی سے ثابت ہین بہرحال متوفیک کے حقیقی معنے لین یا مجازی دونون صورتون مین وہ معنے اچھی طرح بنجاتے ہین جو مسلمانون مین ابتدا سے ابتک متعارف و مشہور ہین اور جنکی تصدیق صدہا احادیث و آثار سے ہو رہی ہے اور اونکی کوئی ضرورت نہین ہوتی کہ عیسی سے مایوس ہو کر مرزا صاحب ہی پر قناعت کر لیجائے اور جتنی باتین آپ مین پائی جاتی ہین شان عیسویت کے سراسر خلاف و مضر ہین -

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے موت اور توفی کے معنی مین لغت کی طرف رجوع کی تو اکابر اہل لغت نے اونکی تکذیب کر دی پھر قرآن کی طرف رخ کیا تو خدا تعالی نے

کلام قدیم سے صاف اونکا جھوٹ ثابت ہوگیا اور احادیث کے تو وہ اسیواسطے دشمن ہین کہ حدیثین ہمیشہ اونکی تکفیر و تفسیق وغیرہ کرتی ہین -

اہل انصاف اس مقام مین اچھی طرح غور کرین کہ مرزا صاحب نے خیال کیا تھا کہ عیسی علیہ السلام کی موت یا عیسی انی متوفیک سے گویا ثابت ہوگئی اور دوبارہ زندہ ہونیکا احتمال جو فاماتہ اللہ مائۃ عام سے ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ مثل عزیر علیہ السلام کے وہ پھر زندہ ہوجائین اوسکے باطل کرنیکی غرض سے اس آیت شریفہ کے معنی مین تحریف و تصرف کیا۔ مگر بفضلہ تعالی الہی کی تقریر سے ثابت ہوگیا کہ عیسی علیہ السلام کی موت ثابت نہین اسلئے کہ ابن عباس رض کی تفسیر جو استدلال مین پیش کرتے ہین کہ متوفیک کی تفسیر انہون نے ممیتک کی ہے اوس سے اونکی موت ثابت نہین جیسا کہ اماتہ اللہ سے عزیر علیہ السلام کی موت بقول مرزا صاحب ثابت نہین۔ اور اگر عیسیٰ کی موت ثابت کرنیکی غرض سے ممیتک جو تفسیر متوفیک ہے واقع ہوا ہے حقیقی موت مراد لین تو فاماتہ اللہ سے عزیر کی حقیقی موت ثابت ہوگی جس سے اونکا وہ مطلب فوت ہوجائیگا کہ کوئی شخص اس عالم مین دوبارہ زندہ نہین ہوسکتا اسلئے کہ فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ سے عزیر علیہ السلام کا دوبارہ زندہ ہونا ثابت ہے بہرحال اون دونون دعوون سے ایک دعوی اونکا ضرور باطل ہوگیا اسکے بعد احیائے موتی سے متعلق کل آیتون میں جو وہ تحریفین کر رہے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۲ مین لکھتے ہین کہ تمام قرآن مین جو احیائے موتی کے متعلق آیات ہین جن مین یہ مذکور ہے کہ فلان قوم یا شخص کو مارنے کے بعد زندہ کیا ان مین صرف امانت کا لفظ ہے توفی کا لفظ نہین اوسمین بھی بھید ہے کہ توفی کے حقیقی معنے وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہین لیکن اماتت کے حقیقی معنے صرف مارنا اور موت دینا نہین بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اوس مین

داخل ہیں جنکا اونکو اس سے کچھ فائدہ نہین سوا اسکے کہ غضب الہی کا استحقاق حاصل ہو۔

ایک واقعہ احیاے موتی کا قرآن شریف مین یہ مذکور ہے کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ مین ایک شخص مارا گیا جسکا قاتل معلوم نہ تھا موسی علیہ السلام کے معجزے سے مقتول زندہ ہوا۔ اور اپنے قاتل کا نام بتلا دیا یہ واقعہ سورۂ بقر مین آیہ شریفہ واذ قتلتم نفسا فادارأتم الآیۃ مین مذکور ہے جس مین حقتعالی اپنی قدرت کاملہ اور موسی علیہ السلام کے معجزے کا حال ظاہر فرماتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ نہ وہ قدرت خدا تھی نہ معجزہ بلکہ ایک معمولی بات تھی کہ مسمریزم کے عمل سے اوس مردہ کو حرکت ہوگئی تھی۔ معاذ اللہ۔ مرزا صاحب کے مسیحیت کے دعوی نے کہان تک پہونچا دیا قرآن کی تکذیب کی خدا کی قدرت کا انکار کیا انبیا کو ساحر قرار دیا عیسی علیہ السلام کے کمال درجہ کے یقین کی تعریف احادیث مین وارد ہے کہ یقین کی وجہ سے وہ پانی پر چلتے تھے مسیح موعود مین کم از کم ایمان تو ہونا چاہیے مگر یہان تو ایمان ہی ندارد کا مضمون صادق آرہا ہے اب بھلا مرزا صاحب کو اہل ایمان مسیح موعود کس طرح تصور کرین۔ اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور مرزا صاحب کے شبہات پیشتر لکھے جا چکے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔

اور ایک واقعہ احیاے موتی کا آیہ شریفہ واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی مین مذکور ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے وقوع مین آیا مرزا صاحب نے اوسکو بھی مسمریزم کہکر ٹال دیا جسکا حال پیشتر مذکور ہوا۔

اور حق تعالی نے قرآن شریف مین عیسی علیہ السلام کا معجزہ احیاے اموات کئی مقام مین بیان فرمایا ہے اور اونکے احیاے اموات کے واقعات احادیث سے بھی معلوم ہین

مگر مرزا صاحب کی راے ہے کہ نہ کوئی واقعہ صحیح ہے نہ خدا تعالی کا خبر دینا چنانچہ فرماتے ہین
کہ در اصل وہ قریب الموت آدمی کی روح مین مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کیلئے گرمی
پہونچا دیتے تھے جسکا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ عیسی علیہ السلام ایک معمولی جادوگر تھے
جو مسمریزم مین مشاقی حاصل کرکے قریب الموت بیمارون کو مسمریزم سے حرکت دیتے
جس سے دہوکا دینا مقصود تھا کہ ہم مردون کو بھی زندہ کرتے ہین اور حق تعالی نے
اونکی بڑائی کی غرض سے اصل واقعہ چھپا کر اوس قابل نفرت کارروائی یعنے عمل مسمریزم کو
ایسے الفاظ مین بیان کیا کہ ہر شخص یہ سمجھے کہ سچ مچ وہ مردون کو زندہ کیا کرتے تھے اور
اوس دہوکے کو باذن اللہ کہکر اور بھی مستحکم کر دیا کہ جب خدا کے حکم و اجازت سے یہ کام
کرتے تھے تو مسلمان یہی سمجھین کہ فی الواقع وہ مردون کو زندہ کیا کرتے تھے۔ کیا اب اسکے
بعد بھی کوئی درجہ باقی ہے جسکا انتظار ہے مسمریزم کی ایجاد کو ابھی پورے سو برس نہین
گذرے اگر مرزا صاحب اس صدی کے پہلے ہوتے تو جن آیتون مین احیای اموات کو
مسمریزمی تحریک قرار دیتے ہین اوسوقت اوسکی طرف تو خیال کا منتقل ہونا محال تھا۔ اور
احیاے اموات کے بھی قائل نہین معلوم نہین اوسوقت ان آیتون کے کیا معنے بیان
فرماتے۔ اہل راے سمجھ سکتے ہین کہ جب احیاے اموات ہی نہوا اور نہ مشابہ حیات
یعنے مسمریزمی حرکت کا احتمال قائم ہو تو بجز اسکے کہ ان آیتون کا سرے سے انکار ہی کیا جاتا
اور کوئی صورت نہ تھی مسمیر صاحب کا احسان سمجھنا چاہیئے کہ اونکی وجہ سے اس
کھلے انکار کی نوبت نہ آئی۔

اور حق تعالی فرماتا ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت
فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون

تو جبتک حزقیل کو دیا گیا تہا جسکی دعا سے مردے زندہ ہوئے تہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ما نجد
فی کتاب اللہ حزقیل ولا احیا الموتٰی باذن اللہ الا عیسیٰ یعنے ہماری کتاب مین نہ حزقیل کا نام ہے
اور نہ یہ کہ سوا ے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کسی نے باذن اللہ مردے کو زندہ کئے۔ انہون نے
کہا کیا تمہاری کتاب مین یہ نہین ہے ورسلا لم نقصصہم علیک یعنے بہت رسولون کے قصے قرآن
مین نہین بیان کئے گئے۔ عمر رضہ نے فرمایا ہان یہ تو ہے انہون نے کہا کہ حزقیل نے جو مردے
زندہ کئے تہے اوس کا واقعہ یہ ہے کہ ایکبار بنی اسرائیل مین ایک عام مرض پہیلا تہا جس سے
بہت لوگ بہاگ گئے ایک میل کے فاصلہ پر وہ لوگ ہونگے کہ یکبارگی وہ سب بحکم الٰہی مر گئے اور
ایک مدت تک وہین پڑے رہے یہان تک کہ اونکی ہڈیان بوسیدہ ہو گئین اوسوقت
حزقیل نبی اللہ کا وہان گذر ہوا اور انہون نے اونکے زندہ ہونیکی دعا کی چنانچہ وہ سب زندہ
ہو گئے اسکے اوس واقعہ کی تصدیق مین آیہ شریفہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف
نازل ہوئی اسکے سوا اور بہت سی روایتین درمنثور مین منقول ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے
عن ابن عباس فی قولہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت قال کانوا
اربعۃ الاف خرجوا فرارا من الطاعون وقالوا ناتی ارضا لیس بہا موت حتی اذا کانوا بموضع
کذا وکذا قال لہم اللہ موتوا فمر علیہم نبی من الانبیاء فدعا ربہ ان یحییہم حتی یعبدوہ فاحیاہم یعنی ابن
عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ چار ہزار شخص طاعون سے اس غرض سے بہاگے تہے کہ کسی ایسے
مقام مین جا بسین کہ جہان موت نہو۔ راستہ مین اون کو حکم ہوا کہ مر جاو اوسکے بعد
کسی نبی کا اون پر گذر ہوا اور انہون نے دعا کی کہ وہ زندہ ہون اور عبادت کرین چنانچہ
حق تعالے نے اون کو زندہ کیا یہان یہ خیال نہ کیا جائے کہ وہ لوگ شاید تہوڑی دیر
کے لئے زندہ ہوئے ہون گے۔ اسلئے کہ روایتون سے ثابت ہے کہ وہ لوگ بہت

روز زندہ رہتے چنانچہ درمنثور مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہی
زندہ لوگون کو جہاد کا حکم ہوا تھا جسکا ذکر اسی قصہ کے متصل اس آیہ شریفہ مین ہے
وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم غرض کہ ہزارہا مردون کا زندہ ہونا اور
قتل اور زندون کے زندگی کرنا قران و حدیث سے ثابت ہے مرزا صاحب اگر
قرآن و حدیث ہی کو نہ مانین تو اوسکا علاج نہین حق تعالی فرماتا ہے فبای حدیث
بعدہ یؤمنون یعنی جب قرآن ہی پر ایمان نہ لائین تو اب کاہے پر ایمان لائینگے ۔
اور حق تعالی فرماتا ہے واذ قلتم یاموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم
الصاعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون یعنے یاد کرو جب تم یعنے
تمہارے بڑون نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ اے موسی جب تک ہم خدا کو ظاہر
مین نہ دیکھ لین کسی طرح تمہاری بات کا یقین نہ کرینگے ۔ اسپر تمکو یعنے تمہارے بڑون
کو بجلی نے آدبوچا اور تم دیکھا کئے پھر تمہارے مرے پیچھے ہم نے تم کو جلا اٹھایا
تاکہ شاید تم شکر کرو۔ امام سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے عن الربیع بن انس
فی قولہ واذ قلتم یاموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ قال ہم السبعون الذین اختارہم
موسی فاخذتکم الصاعقۃ قال ماتوا ثم بعثناکم فبعثوا من بعد الموت لیستوفوا آجالہم یعنے
ربیع بن انس سے روایت ہے کہ جن لوگون پر بجلی گری تھی وہ ستر آدمی تھے جنکو موسی
علیہ السلام نے انتخاب کیا تھا ۔ وہ سب مرنیکے بعد زندہ ہوے ۔
اب اہل اسلام کی خدمت مین گزارش ہے کہ ہم نے اتنی آیات واحادیث
واقوال سلف پیش کر دئے جن سے صراحۃً ثابت ہے کہ ہزارہا مردے زندہ ہو چکے
ہین اور یہ بات مسلم ہے کہ قرآن کے ایک حرف کا انکار تمام قرآن کا انکار ہے

جیسا کہ تفسیر ابن جریرؒ مین روایت ہے عن عبداللہؓ قال کان من کفر بحرف من القرآن اوبایۃ فقد کفر بہ کلہ یعنے قرآن کی ایک آیت یا ایک حرف کا بھی کوئی انکار کرے تو گویا اوس نے تمام قرآن کا انکار کردیا۔ اب ذرا تامل کیا جاوے کہ جب ایک حرف کا انکار تمام قرآن کا انکار ہے تو اتنی آیتون کا انکار کس طرح جائز ہوگا پہر علاوہ ان آیات کے احادیث بھی بکثرت اونکے موید ہین اور تمام امت خصوصا اہل سنت وجماعت کا ابتدا سے آج تک اسی پر اتفاق ہے کسیکو اوس مین کلام نہین اور مرزا صاحب نے جوان تمام آیات واحادیث وغیرہ کا انکار کردیا اوس مین صرف اونکی ذاتی غرض ہے کہ عیسی علیہ السلام کی موت فرض کرکے یہ ذہن نشین کرین کہ کوئی شخص مرنیکے بعد زندہ نہین ہوسکتا اور احادیث سے عیسی علیہ السلام کا نزول بھی قیامت کے قریب ثابت ہے اسلئے اون احادیث مین تاویلین کرکے اور اون کے ساتھ الہامون کی جوڑ لگا کر چاہتے ہین کہ عیسی موعود خود بن بیٹھین —

اب ان آیات واحادیث واجماع امت اور واقعات پر اطلاع ہونے کے بعد ہر شخص مختار ہے خواہ قرآن وحدیث اور ہزارہا کتب اہل سنت وجماعت جنمین یہ مسئلہ مذکور اور مسلم ہے سب کی تکذیب کرکے مرزا صاحب کے قول پر ایمان لائے یا اپنے ایمان کو عزیز رکھکر قرآن وحدیث پر ایمان لائے کیونکہ خود حق تعالی نے فرمادیا ہے فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یعنے جسکا جی چاہے ایمان لاے جسکا جی چاہے کافر ہوجائے۔ مگر یاد رہے کہ اسی کے ساتھ حقتعالی نے یہ بھی فرمادیا ہے انا اعتدنا للظالمین نارا۔ یعنے ہم نے ظالمون کے لئے آگ تیار کر رکہی ہے —

مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونے کا تو بہت کچھ شوق ہے لیکن اوسکے لوازم
وآثار کو وہ پورے نکر سکے جنکا حال معلوم ہوا بلکہ جو صفات ان مین پائی جاتی ہین وہ
منافی عیسویت ہین مثلاً دین کے پیرایہ مین دنیا طلبی وہ بھی کمال بدنما طریقہ سے
اس بات پر دلیل قطعی ہے کہ وہ عیسی موعود نہین ہوسکتے دیکھ لیجئے براہین احمدیہ کی نسبت
انہون نے لکھا تھا کہ اوسکی ۳۵ جلد ہزارہا جلدین تیار ہین چنانچہ اوسکی قیمت سو سو روپیہ پیشگی
وصول کر لیگئی۔ اور ایک جلد کے اندازہ مین چھاپ کر اوسکا خاتمہ ایک بات پر کردیا کہ خدا
اپنے دین کا خود حافظ ہے یعنی زیادہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔ سراج منیر چھاپنے کے نام
سے پیشگی چندہ وصول کرلیا گیا اور کتاب ندارد۔ عطائے فرزند وغیرہ کی دعا پر پیشگی اجرت
وصول کیجاتی ہے۔ اپنی اور اپنے متعلقین کی تصویرین بیچکر روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔ زکوۃ
اس تدبیر سے وصول کیجاتی ہے کہ ہر مسلمان کو زیور وغیرہ کی زکوۃ دینی ضروری ہے
اور اسوقت اسلام یتیم ہوگیا ہے اسلئے چاہئے کہ زکوۃ کے روپیہ سے اپنی تصانیف
خرید کرکے تقسیم کیجائین حالانکہ حق تعالی نے زکوۃ کا مصرف جو مقرر فرمایا ہے اوس کو
ہر طالب علم جانتا ہے کہ فقرا اور مساکین وغیرہ ہین۔ کعبہ جو اپنے گھر مین بنایا اوس سے
یہی غرض ہے کہ حج کی رقم اپنے گھر مین آیا کرے اسکے سوا اونکی اور بہت سی کارروائیان
ہین مثل الحاد و تحریف قرآن اور خدا پر افترا وغیرہ وغیرہ جنمین سے چند اس کتاب مین
بھی مذکور ہوئین۔ الحاصل ان امور کے دیکھنے کے بعد اون کا دعوی عیسویت
بداہتہً باطل ہوجاتا ہے۔

غلطنامہ افادۃ الافہام جلد ثانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	عمول	عموماً
۴	۱۳	راویین	راویوں
〃	۱۶	اہتی	یہتی
〃	۱۹	یکتسب	ان یکتیب
۵	۶	الترسل	التوسل
〃	۹	الآنات	الاکتاف
〃	۱۱	وان	ان
〃	۱۲	الاشباء	الاشیاء
۶	۱۰	ستبعاد	استبعاد
۱۳	۵	بات	ثابت
〃	۱۷	لکھتے	لکھتے ہیں
۱۴	۱۲	جرمیہ	جزئیہ
۱۷	۹	صداق	صدوق
〃	۱۰	تابع	متابع
〃	۱۱	ایک	کہ ایک
۲۷	۱۹	لیتے	لیتے ہیں
۲۸	۲	عربیا	عربیا
〃	۲۰	قرآن ہم نے	ہم نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۲	تغیرمیں	تغیر
۲۹	۶	ستے	لے
〃	۱۰	لاتا	لانا
۳۰	۸	قابل	قائل
۳۲	۱۴	بنا	نیا
۳۳	۱	مفرح	مصرح
۳۴	۱	لے	لئے
〃	۱	حیز	نیز
〃	۴	معافی	معانی
〃	۶	فتادہ	قتادہ
〃	۱۳	یَتَخْفُوْنَ	یَسْتَخْفُوْنَ
〃	۱۴	یاتیہ امنا	یاتی امنا
〃	۱۹	ذُکِرَ	ذُکِّرَ
۳۵	۶	منصرف	محرف
〃	۱۳	ناچیر	ناچیز
۳۶	۱۲	ضرورتیں	ضرورت سے
〃	۱۵	وغیرہ	وغیرہ کے
۳۸	۱۶	دہر	وہرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۹	نمذر	نذر	۶۰	۱۲	کیا کہا	کیا کہا
۴۲	۱۷	ور	اور	۶۴	۴	محمدیث	تحدیث
۴۴	۱۵	سلیمان اللہ	سبحان اللہ	۶۵	۱۶	ینتا خرون	ینتا جرون
۴۵	۱	نہار	نہا	″	۱۷	یستقدمون	یستقدمون
″	″	جوداں	چودہ	۶۶	۱۰	آثار	خداکو آثار
″	۱۴	تبائی	بنائی	۶۹	۴	مبیرۃ	مسیرۃ
″	۱۷	میثمہ	تنبیہ	″	۷	جمع	جمعۃ
″	۱۸	خنائری	جزائری	۷۱	۸	اس وجہ	اس وجہ سے
۴۶	۱۹	یالنبی	یالیتنی	۷۲	۲	پہلے	پھیلتے
۴۷	۵	الآیہ	الایہ	۷۳	۳	دبہ	وجہ
۴۹	۶	کرتے ہیں	کرنے ہیں	۷۷	۴	استقرمہ	خصوصیت
″	۱۷	سنے	سنے جو	۷۸	۱۲	وتکون	اوتکون
۵۰	۳	بوشع	یوشع	۷۹	۱۶	دیتے گئے	دئے گئے
″	۶	مسجزات	معجزات	۸۴	۲	اسوجہ	اسوجہ سے
″	۷	علیہا السلام	علیہما السلام		۴	بات ہے	بات نہیں ہے
۵۱	۳	شد	شدہ	۹۳	۱۶	سمر	سحر
۵۴	۲	صحت	حجت	۹۴	۱۰	ظاہرے	ظاہر ہے
″	۴	میرما	میرا	۹۶	۱۲	آیاست	آیات
″	۱۶	کمم و	کمم از کمم	″	″	ودار	وار
۵۹	۱	بس	میں آتا	۹۸	۱۴	دکھتی	دکھتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۹	بھی اس سے	اس سے بھی	۱۳۸	۱۶	طیر	طیرا
۱۰۰	۲	ہے	تھے	،،	۱۷	نیقل	نیشل
،،	۸	گئے	کئے	۱۳۹	۱۵	عبدالقوی	[illegible]
،،	۱۱	نبیوں	بیٹوں	۱۴۰	۶	برسانی	[illegible]
۱۰۵	۶	ہنی امیہ	بنی امیہ	،،	۱۱	ہوجائینگے	ہوجائینگے
،،	۱۹	سوچپا	سوچتا	۱۴۱	۱۶	ہوینگے	ہونگے
۱۰۹	۶	انترنا	اترنا	۱۴۴	۲	بھی ہے	ہی ہے
۱۱۳	۲	تشخص	تشخص	،،	۱۲	اشیہر	اشبہ
،،	۳	ہوگا	ہوتا	۱۴۵	۸	ہوآتا	ہوتا
۱۱۴	۴	بھریگا	پھریگا	۱۴۹	۴	بہیلی	بہیلی
۱۱۶	۸	اسبات	اس باب	۱۵۱	۱۱	اب	نوزب
،،	۹	ہر	بہت	،،	۱۹	الیدافرۃ	+
۱۱۷	۱۴	یفیح	یفخ	۱۵۲	۹	موانح	موانع
،،	۱۵	یقبض	یفیض	۱۵۳	۲	ابتدائی	ابتدا سے
۱۲۵	۱۶	ذخار	ذخائر	۱۵۴	۱۱	یوما	یوم
۱۲۷	۱۸	والتاخص	التاغض	،،	۱۵	اونکے	انکے
۱۲۸	۱۶	الصبان	الصبیان	،،	۱۹	اعلی الجبہۃ	اجلی الجبہۃ
۱۳۵	۳	المتحلی	المنجلی	۱۵۵	۲	مسعی	متقی
۱۳۵	۱۸	فیومتوں	فیومنون	۱۵۶	۷	طلقہ	خلعہ
،،	۱۹	ذرمی	ذری				
۱۳۸	۷	نطعہ	نغمہ	،،	۱۴	اوسی	اسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۱	۱	بیزی	بیری
۲۳۲	۸	تنقطع	انقطع
"	۹	تحلف	یحلف
=	۱۱	روایت	رویت
۲۳۴	۲	قراتہ	قوامہ
=	۵	نزلہ	نزلتہ
۲۳۶	۴	اظلی	ظلی
=	۶	دعائیہ	دعائہ
۲۴۷	۳	آسمانوںپر	آسمانوں پر
۲۱۱	۱۳	خواہوں	ہواخواہوں
۲۵۸	۵	اوسکا	اونکا
=	۱۸	بنت	جنت
۲۶۰	۱۴	اوپے	ڈوبے
۲۶۱	۱	فی خربا	حربا
۲۶۲	۱	ینقذ	ینفذ
=	۱۷	فاقی	وافی
۲۶۸	۱	اوڑجائینگے	اڑینگے
۲۷۱	۱۱	علیہا	علیہا
۲۸۱	۱	ورالسماء	والسماء
=	۵	یتسالوں	یتسائلوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۱	۹	ناکفروا	کفروا
۲۸۲	۳	پھوچیگا	پوچھیگا
۲۸۳	۷	کم	لم
۲۹۹	۱۱	جاویگا	جاوینگا
۳۰۲	۹	التدامہ	الندامتہ
=	۱۰	مقید	مفید
۳۰۷	۲	اوا	اذا
۳۱۰	۱۰	دوسری	دوسرا
۳۱۶	۱۲	کرتےہیں ہے	کرنے میں ہے
۳۱۷	۱	[illegible]	عزیز
۳۲۴	۱۵	آقوا	اقوا
۳۲۵	۳	نہم	تم
=	۱۸	حق تعالی	حق تعالی نے
۳۲۹	۷	سہہ	یہ ہے
۳۳۳	۲	دکہلا وہ	دکہلاؤ وہ
۳۳۴	۳	یفعل	تفعل
۳۳۸	۹	سیدنا	[illegible]
۳۴۰	۸	سے	بھی
۳۴۱	۱۹	اونکے	اونکی
۳۴۵	۲	لیسی	ایسی